﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم﴾ ﴿......اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰهِ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَآء﴾(آل عمران:74) ﴿......عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اِسرائیل:80)

الفضل

ہفت روزہ

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :— نصیر احمد قمر

جمعة المبارک 25/اپریل 2014ء

25/جمادی الثانی 1435 ہجری قمری ۞ 25/شہادت 1393 ہجری شمسی

جلد 21 | شمارہ 17

کفر اور فَقر سے پناہ

حضرت ابو بکرؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا کرتے تھے:

اے اللہ میری سماعت کی حفاظت فرما۔ اے اللہ میری بینائی کی بھی حفاظت فرما، تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ اے اللہ مَیں کفر اور فَقر سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔ اے اللہ مَیں قبر کے عذاب سے تیری پناہ چاہتا ہوں، تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔

(سنن ابی داؤد کتاب الادب باب ما یقول اذا اصبح حدیث نمبر: 4426)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام﴾

خدا کی رضا کو تم کسی طرح پا ہی نہیں سکتے جب تک تم اپنی رضا چھوڑ کر، اپنی لذّات چھوڑ کر، اپنی عزّت چھوڑ کر، اپنا مال چھوڑ کر، اپنی جان چھوڑ کر اُس کی راہ میں وہ تلخی نہ اُٹھاؤ جو موت کا نظارہ تمہارے سامنے پیش کرتی ہے۔

خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ تقویٰ ایک ایسا درخت ہے جس کو دل میں لگانا چاہئے۔ وہی پانی جس سے تقویٰ پرورش پاتی ہے تمام باغ کو سیراب کر دیتا ہے۔ تقویٰ ایک ایسی جڑ ہے کہ اگر وہ نہیں تو سب کچھ ہیچ ہے اور اگر وہ باقی رہے تو سب کچھ باقی ہے۔

تمہیں خوشخبری ہو کہ قرب پانے کا میدان خالی ہے۔ ہر ایک قوم دنیا سے پیار کر رہی ہے۔ اور وہ بات جس سے خدا راضی ہو اس کی طرف دنیا کو توجہ نہیں۔ وہ لوگ جو پورے زور سے اس دروازہ میں داخل ہونا چاہتے ہیں اُن کے لئے موقعہ ہے کہ اپنے جوہر دکھلائیں اور خدا سے خاص انعام پاویں۔

خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ مَیں اپنی جماعت کو اطلاع دوں کہ جو لوگ ایمان لائے، ایسا ایمان جو اُس کے ساتھ دنیا کی ملونی نہیں اور وہ ایمان نفاق یا بزدلی سے آلودہ نہیں اور وہ ایمان اطاعت کے کسی درجہ سے محروم نہیں ایسے لوگ خدا کے پسندیدہ لوگ ہیں۔ اور خدا فرماتا ہے کہ وہی ہیں جن کا قدم صدق کا قدم ہے۔

’’......چاہئے کہ تم بھی ہمدردی اور اپنے نفسوں کے پاک کرنے سے رُوح القدس سے حصہ لو کہ بجز رُوح القدس کے حقیقی تقویٰ حاصل نہیں ہو سکتی۔ اور نفسانی جذبات کو بکلّی چھوڑ کر خدا کی رضا کے لئے وہ راہ اختیار کرو جو اس سے زیادہ کوئی راہ تنگ نہ ہو۔ دنیا کی لذّتوں پر فریفتہ مت ہو کہ وہ خدا سے جدا کرتی ہیں۔ اور خدا کے لئے تلخی کی زندگی اختیار کرو۔ وہ درد جس سے خدا راضی ہو اُس لذّت سے بہتر ہے جس سے خدا ناراض ہو جائے۔ اور وہ شکست جس سے خدا راضی ہو اس فتح سے بہتر ہے جو موجبِ غضبِ الٰہی ہو۔ اُس محبت کو چھوڑ دو جو خدا کے غضب کے قریب کرے۔ اگر تم صاف دل ہو کر اُس کی طرف آجاؤ تو ہر ایک راہ میں وہ تمہاری مدد کرے گا اور کوئی دشمن تمہیں نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔ خدا کی رضا کو تم کسی طرح پا ہی نہیں سکتے جب تک تم اپنی رضا چھوڑ کر، اپنی لذّات چھوڑ کر، اپنی عزّت چھوڑ کر، اپنا مال چھوڑ کر، اپنی جان چھوڑ کر اُس کی راہ میں وہ تلخی نہ اُٹھاؤ جو موت کا نظارہ تمہارے سامنے پیش کرتی ہے۔ لیکن اگر تم تلخی اُٹھا لوگے تو ایک پیارے بچّے کی طرح خدا کی گود میں آجاؤ گے۔ اور تم اُن راستبازوں کے وارث کئے جاؤ گے جو تم سے پہلے گزر چکے ہیں۔ اور ہر ایک نعمت کے دروازے تم پر کھولے جائیں گے۔ لیکن تھوڑے ہیں جو ایسے ہیں۔ خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ تقویٰ ایک ایسا درخت ہے جس کو دل میں لگانا چاہئے۔ وہی پانی جس سے تقویٰ پرورش پاتی ہے تمام باغ کو سیراب کر دیتا ہے۔ تقویٰ ایک ایسی جڑ ہے کہ اگر وہ نہیں تو سب کچھ ہیچ ہے اور اگر وہ باقی رہے تو سب کچھ باقی ہے۔ انسان کو اُس فضولی سے کیا فائدہ جو زبان سے خدا طلبی کا دعویٰ کرتا ہے لیکن قدمِ صدق نہیں رکھتا۔ دیکھو مَیں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ آدمی ہلاک شدہ ہے جو دین کے ساتھ کچھ دنیا کی ملونی رکھتا ہے۔ اور اس نفس سے جہنم بہت قریب ہے جس کے تمام ارادے خدا کے لئے نہیں ہیں بلکہ کچھ خدا کے لئے اور کچھ دنیا کے لئے۔ پس اگر تم دنیا کی ایک ذرّہ بھی مِلونی اپنے اغراض میں رکھتے ہو تو تمہاری تمام عبادتیں عبث ہیں۔ اس صورت میں تم خدا کی پیروی نہیں کرتے بلکہ شیطان کی پیروی کرتے ہو۔ تم ہرگز توقع نہ کرو کہ ایسی حالت میں خدا تمہاری مدد کرے گا بلکہ تم اس حالت میں زمین کے کیڑے ہو اور تھوڑے ہی دنوں تک تم اس طرح ہلاک ہو جاؤ گے جس طرح کہ کیڑے ہلاک ہوتے ہیں۔ اور تم میں خدا نہیں ہو گا بلکہ تمہیں ہلاک کر کے خدا خوش ہو گا۔ لیکن اگر تم اپنے نفس سے درحقیقت مر جاؤ گے تب تم خدا میں ظاہر ہو جاؤ گے اور خدا تمہارے ساتھ ہو گا۔ اور وہ گھر بابرکت ہو گا جس میں تم رہتے ہو گے اور ان دیواروں پر خدا کی رحمت نازل ہو گی جو تمہارے گھر کی دیواریں ہیں اور وہ شہر بابرکت ہو گا جہاں ایسا آدمی رہتا ہو گا۔ اگر تمہاری زندگی اور تمہاری موت اور تمہاری ہر ایک حرکت اور تمہاری نرمی اور گرمی محض خدا کے لئے ہو جائے گی اور ہر ایک تلخی اور مصیبت کے وقت تم خدا کا امتحان نہیں کرو گے اور تعلق کو نہیں توڑو گے بلکہ آگے قدم بڑھاؤ گے تو مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ تم خدا کی ایک خاص قوم ہو جاؤ گے۔ تم بھی انسان ہو جیسا کہ مَیں انسان ہوں۔ اور وہی میرا خدا تمہارا خدا ہے۔ پس اپنی پاک قوتوں کو ضائع مت کرو۔ اگر تم پورے طور پر خدا کی طرف جھکو گے تو دیکھو مَیں خدا کی منشاء کے موافق تمہیں کہتا ہوں کہ تم خدا کی ایک قوم برگزیدہ ہو جاؤ گے۔ خدا کی عظمت اپنے دلوں میں بٹھاؤ۔ اور اُس کی توحید کا اقرار نہ صرف زبان سے بلکہ عملی طور پر کرو تا خدا بھی عملی طور پر اپنا لطف و احسان تم پر ظاہر کرے۔ کینہ وری سے پرہیز کرو۔ اور بنی نوع سے سچّی ہمدردی کے ساتھ پیش آؤ۔ ہر ایک راہ نیکی کی اختیار کرو۔ نہ معلوم کس راہ سے تم قبول کئے جاؤ۔

تمہیں خوشخبری ہو کہ قرب پانے کا میدان خالی ہے۔ ہر ایک قوم دنیا سے پیار کر رہی ہے۔ اور وہ بات جس سے خدا راضی ہو اس کی طرف دنیا کو توجہ نہیں۔ وہ لوگ جو پورے زور سے اس دروازہ میں داخل ہونا چاہتے ہیں اُن کے لئے موقعہ ہے کہ اپنے جوہر دکھلائیں اور خدا سے خاص انعام پاویں۔

یہ مت خیال کرو کہ خدا تمہیں ضائع کر دے گا۔ تم خدا کے ہاتھ کا ایک بیج ہو جو زمین میں بویا گیا۔ خدا فرماتا ہے کہ یہ بیج بڑھے گا اور پھولے گا اور ہر ایک طرف سے اس کی شاخیں نکلیں گی اور ایک بڑا درخت ہو جائے گا۔ پس مبارک وہ جو خدا کی بات پر ایمان رکھے اور درمیان میں آنے والے ابتلاؤں سے نہ ڈرے کیونکہ ابتلاؤں کا آنا بھی ضروری ہے تا خدا تمہاری آزمائش کرے کہ کون اپنے دعویٰ بیعت میں صادق اور کون کاذب ہے۔ وہ جو کسی ابتلاء سے لغزش کھائے گا وہ کچھ بھی خدا کا نقصان نہیں کرے گا اور بدبختی اس کو جہنم تک پہنچائے گی۔ اگر وہ پیدا نہ ہوتا تو اس کیلئے اچھا تھا۔ مگر وہ سب لوگ جو اخیر تک صبر کریں گے اور اُن پر مصائب کے زلزلے آئیں گے اور حوادث کی آندھیاں چلیں گی اور قومیں ہنسی اور ٹھٹھا کریں گی اور دنیا اُن سے سخت کراہت کے ساتھ پیش آئے گی وہ آخر فتحیاب ہوں گے اور برکتوں کے دروازے اُن پر کھولے جائیں گے۔

خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ مَیں اپنی جماعت کو اطلاع دوں کہ جو لوگ ایمان لائے، ایسا ایمان جو اُس کے ساتھ دنیا کی ملونی نہیں اور وہ ایمان نفاق یا بزدلی سے آلودہ نہیں اور وہ ایمان اطاعت کے کسی درجہ سے محروم نہیں ایسے لوگ خدا کے پسندیدہ لوگ ہیں۔ اور خدا فرماتا ہے کہ وہی ہیں جن کا قدم صدق کا قدم ہے۔

اے سُننے والو سُنو! کہ خدا تم سے کیا چاہتا ہے۔ بس یہی کہ تم اُسی کے ہو جاؤ۔ اُس کے ساتھ کسی کو بھی شریک نہ کرو۔ نہ آسمان میں نہ زمین میں۔

(الوصیت، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 307-309)

سوال و جواب

ذیل میں درج سوال سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ سے مجلس عرفان منعقدہ یکم مارچ 1987ء بمقام محمود ہال لندن میں کیا گیا۔ حضور انور نے اس کا جو جواب عطا فرمایا ذیل میں ہدیہ قارئین ہے۔(مدیر)

سوال:

انسان کو محسوس کرنے کے لئے حواس خمسہ عطا کئے گئے ہیں۔ خدا کے وجود کی کوئی ایسی شکل ہونی چاہئے تھی جس کو خواسِ خمسہ کے ذریعے محسوس کیا جاسکے۔(ایک ہندو بھائی کا سوال)

جواب:

حضور انور نے فرمایا کہ: یہ سوال ہمیشہ اُٹھتا رہا ہے اور آئندہ بھی اُٹھتا رہے گا۔اس کے باوجود ہندو خود بھی ایک خدا کو تسلیم کرتے ہیں گو ان کے نزدیک اس کے کوئی مظاہر ہیں۔ غالبًا ان کا عقیدہ ہے کہ خدا بتوں، درشتوں جالدروں اور اسی طرح کی مادہ چیزوں میں ظاہر ہوتا ہے۔ گو روح کو ایک جسم مل گیا ہے خواہ وہ جسم بنا بنایا مل جائے یا بنا کر دیا جائے۔ ہندوں میں خدا کے اس تصوّر کی وجہ سے شاید سوال کرنے والے نے یہ سوال پوچھا ہے۔

فرمایا: قرآن کریم ایک ایسی کتاب ہے جس نے مذہبی دنیا میں سب سے پہلے یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ (البقرہ:4) کا حیرت انگیز محاورہ داخل کیا۔ یعنی وہ غیب پر ایمان لاتے ہیں۔ اور پھر اللہ تعالیٰ کو عَالِمُ الْغَیْبِ وَ الشَّھَادَۃ (الحشر:23) فرمایا۔ ان دو آیتوں کی روشنی میں غیب کے مضمون پر غور کرنا چاہئے کیونکہ یہ غیب ہی ہے جس کی بحث چلائی گئی ہے۔ اسلام نے ایک ہی وار میں اس مادہ پرستی کے رجحان کا قلع قمع کر دیا ہے اور ایک نئے زمانے کے ظاہر ہونے کا اعلان بھی کر دیا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے انسان کے خدائی تصوّر میں شخصیات کا بڑا بھاری دخل تھا۔ اسی لئے انبیاء علیہم السلام کو خدائی میں شریک کیا جاتا رہا۔ کسی کو خدا کا بیٹا بنا دیا کسی کو ترقی دیتے دیتے خدا ہی بنا دیا۔ ان کے مذہب میں فرشتوں کے لئے بھی تجسم کا تصوّر پایا جاتا ہے۔ وہ لوگ سمجھ نہیں سکتے تھے کہ کوئی وجود حواسِ خمسہ کے ذریعے محسوس کئے بغیر بھی اپنی ذات میں قائم ہوسکتا ہے۔ قرآن کریم نے جب سورۂ بقرہ کی پہلی آیت میں غیب کا لفظ بول کر یہ احساس دلایا کہ ایک نئے زمانے اور نئے دَور کا آغاز ہو رہا ہے جس میں انسان غیب پر ایمان لانا سیکھے گا۔ وہ صرف مذہب کو قبول کرنے کا دعویٰ ہی نہیں کرے گا بلکہ اسے غیب پر ایمان لانے کی عقل اور سلیقہ عطا کیا جائے گا۔ اسی وجہ سے آج ہم اس سوال کا جواب بہت بہتر رنگ میں دے سکتے ہیں بنسبت اُس زمانے کے جس میں یہ آیات نازل ہوئی تھیں۔ رفتہ رفتہ تجربے کے ساتھ انسان نے معلوم کیا کہ اس کا حاضر ایک آئس برگ (Ice Berg) کی چوٹی کی طرح ہے۔ اور موجودات کا کثیر حصّہ غائب اور پردہ میں ہے جس کو براہِ راست حواس خمسہ کے ذریعے معلوم نہیں کیا جا سکتا۔ ان کے مظاہر کو معلوم کر سکتے ہیں۔ دو سو سال قبل کا انسان یہ تصوّر نہیں کر سکتا تھا کہ یہ فضا مختلف آوازوں، پیغامات، مناظر اور تصاویر سے بھرپور ہو سکتی ہے اور جو کچھ ہم دیکھ رہے ہیں اور سُن رہے ہیں اس کا ایک بڑا حصّہ فضاؤں میں متحرک ہے جس کو نہ ہم دیکھ سکتے ہیں اور نہ سُن سکتے ہیں۔ جس Wave Length پر ہم سُن رہے ہیں اس سے پہلے اور بعد کی Wave Lengths ہیں جن کو گو ہم نہیں سُن سکتے لیکن کوئی اور سن رہا ہے۔ مثلاً کتوں کے لئے ایک وِسل (Whistle) تیار کی گئی ہے۔ کُتے اس کو سُن سکتے ہیں لیکن وہ اس Wave Length سے بہت نیچے ہے جس Wave Length سے ہم سننا شروع کرتے ہیں۔ اس سے بہت چھوٹی Wave Length بنتی ہیں جن پر کُتے سن سکتے ہیں۔ لہذا انہوں نے بغیر آواز کے وسلیں (Whistles) بنانی شروع کر دی ہیں کیونکہ اُن کو غیب کا علم ہو گیا تھا۔ اس طرح غیب حاضر میں تبدیل ہونا شروع ہو گیا۔ اسی طرح ہماری شنید سے بہت اوپر پرندوں کے لئے بھی آوازیں نکالی ہیں جن کو ہم نہیں سن سکتے وہ بھی غیب تھا۔ ان قوموں نے غیب پر یقین کر کے اسے حاضر میں بدل دیا اور حیرت انگیز طور پر ان کی رسائی نئی نئی چیزوں تک ہو گئی اور جن مسلمانوں کو غیب پر ایمان لانے کے لئے کہا گیا تھا انہوں نے حاضر کو غیب بنا دیا اور اپنے ٹھوس علم کو تصورات اور کہانیوں میں بدلنا شروع کر دیا۔ تاریخ نے یہ ثابت کر دیا کہ خدا کو معلوم کرنے کے لئے غائب میں جانا نہایت ضروری ہے۔ جب تک یہ قومیں غائب میں داخل نہیں ہوئی تھیں اس وقت تک یہ غائب (خدا) کی منکر تھیں۔ اور دہریت بڑی تیزی کے ساتھ پھیل گئی۔ جب انسان نے غیب کی تلاش شروع کر دی تب ان لوگوں نے جو سائنسی انکشافات کی ابتداء میں جبکہ انہیں ابھی غیب پر پورا عبور حاصل نہیں ہوا تھا صرف ظاہر کی سائنس تھی اس وقت دہریہ ہو رہے تھے خدا کی ہستی پر یقین کرنا شروع کر دیا۔ اس حقیقت کا اگر گہری نظر سے تجزیہ کیا جائے تو حیرت ہوتی ہے کہ قرآن کریم کی پہلی آیت کس قدر بڑی اور عظیم الشان دنیا میں داخل کر دیتی ہے۔

فرمایا: موجودہ سائنس کے بھی دو دَور ہیں ایک جبکہ غیب کو سمجھے بغیر انہوں نے ظاہر کو دیکھا۔ ڈارون نے جانوروں کی سٹڈی کی اور اس کو کچھ باتیں ملیں، اسی طرح فزسٹ نے کائنات کی سٹڈی کی وہ بھی ظاہر کی سٹڈی تھی۔ اس زمانے میں انہوں نے اپنے تھوڑے سے علم کو اپنی انانیت کا مسئلہ بنا لیا اور بحثیں کرنے لگے کہ ہمیں سب کچھ پتہ چل گیا ہے۔ خدا کی کوئی ضرورت نہیں۔ ظاہری سائنس میں سب کچھ ہے۔ پھر دوسرا دَور آیا جس میں وہ سائنسدان غیب میں داخل ہوئے اور غیب کی کائنات میں ان پر حیرت انگیز انکشافات ہوئے تو وہی سائنسدان جو خدا کی بات کرتے شرماتے تھے اور اس ذکر کو کم فہمی پر گردانتے تھے کھلم کھلا خدا کی بات کرنے لگے چنانچہ امریکن سائنٹفک رسالے کی تحقیق کے مطابق جہاں آج سے پچاس سال قبل ایک فی صد سائنسدان ایسا نہیں جو جرأت کے ساتھ خدا کی ہستی پر بھی یقین رکھتا اور ساتھ ہی سائنس کی بات بھی کہتا۔ اب پچاس فیصدی ایسے سائنسدان ہیں جو خدا کی ہستی پر یقین رکھنے لگ گئے ہیں۔ وجہ اس کی صرف یہ ہے کہ انہوں نے غیب کی دنیا میں کچھ ایسے شواہد پائے جس کی وجہ سے وہ خدا کی ہستی کے ماننے پر مجبور ہو گئے گو اس رسالے نے مثال تو نہیں دی لیکن میں مثال دیتا ہوں۔ مثلاً آئین سٹائین نے جب اپنی Special Theory of Relativity پر غور کیا تو خدا کی بات کرنے پر مجبور ہو گیا۔ پھر General Theory of Relativity کے بعد تو اس کے پاس گنجائش نہیں رہ گئی تھی کہ وہ کلیۃً بے خدا دنیا اور کائنات کا تصور کر سکے۔ غائب کے اندر ایک غائب کی تھیوری جس کو سمجھنے کے لئے بہت زیرک اور باریک بین سائنسی دماغ چاہئے کے ضمن میں وہ کہتا ہے کہ میں نے یہ تھیوری اس طرح حاصل کی کہ جب میں نے کائنات کا مطالعہ کیا تو مجھے اس کائنات میں ایک حُسن اور توازن دکھائی دیا۔ یہ توازن اتنا حیرت انگیز اور تفصیلی تھا کہ میں یہ سوچنے پر مجبور ہو گیا کہ اگر واقعی کوئی خدا ہے اور اس کائنات کو پیدا کرنے والا ہے تو یہ توازن حادثاتی نہیں ہونا چاہئے بلکہ ہر جگہ ہونا چاہئے اور ہر ایک چیز میں ہونا چاہئے۔ چنانچہ اس نظریہ سے کہ حُسن کامل ہونا چاہئے میں نے سائنسدانوں کی تھیوریوں پر غور کرنا شروع کیا۔ ان میں نیوٹن بھی شامل تھا۔ اس کی تھیوری میں مجھے عدم توازن دکھائی دیا تب میں نے یہ سوچ کر کہ کامل تھیوری کیا ہو سکتی ہے اس کا اطلاق کر کے دیکھا تو مکمل طور پر توازن نظر آیا۔ اس دَور کو آئین سٹائین کا دَور کہا جاتا ہے اور اس سے بڑا گواہ غائب کے علم کا موجودہ دنیا میں اور کون ہو سکتا ہے۔ گو اس نے جو اس نظریئے کے تحت خدا کی ہستی کا تصوّر پایا وہ اس طرح تفصیلی نہیں تھا جو شریعت اور نبوّت سے حاصل ہوتا ہے کیونکہ وہاں تو براہ راست ایک ہستی کلام کر کے اپنے وجود کی خبر دیتی ہے پھر بھی غائب اب کوئی معمّہ نہیں رہا۔ اس کے نتیجے میں خدا کی ہستی کا تصوّر بڑھ رہا ہے۔

فرمایا: ذرا تصوّر کریں میری مٹھی کی فضاء میں رشین بھی بولی جا رہی ہے اور جرمن بھی، انگریزی میں میوزک بھی بج رہا ہے اور رقص و سرور کی محفلیں بھی سر گرم ہیں۔ اسی طرح سنجیدہ اُمور پر گفتگو بھی ہو رہی ہے۔ ساری دنیا کے ٹیلیویژنوں کی کوئی نہ کوئی لہریں یہاں موجود ہیں گویا کہ ایک لامتناہی کائنات بسی ہوئی ہے اور آپ یہ سمجھ رہے ہیں کہ صرف میری آواز ہے یا آپ کے سانسوں کی آواز اس فضاء میں بسی ہوئی ہے۔ حاضر تو بالکل نہ ہونے کے برابر ہے غائب ہی غائب ہے جس کا شعور ہم براہ راست حواس خمسہ سے حاصل نہیں کر سکتے۔ اس زمانہ میں خدا کی ہستی پر غائب ہونے کا اعتراض کوئی حقیقت نہیں رکھتا۔ اب تو سائنسدان روح کے موجود ہونے کے امکان پر صرف بحث ہی نہیں کر رہے بلکہ اس کے دلائل فزکس کے ذریعے دے رہے ہیں اور ایسے سائنسدان جو دہریہ ہیں، دہریہ ہونے کے باوجود اب یہ کہنے پر مجبور ہو گئے ہیں کہ روح کے وجود (یعنی مادہ کے بعد انرجی کا ایک ذخیرہ جو ہمیں دکھائی نہ دیتا ہو اور نہ صرف آرگنائزڈ ہو بلکہ آرگنائزڈ سوچ بھی رکھتا ہو) کا قوی امکان ہے۔ اسے خارج از امکان نہیں کہا جا سکتا۔

جماعت احمدیہ فن لینڈ کے زیر اہتمام

جلسہ یومِ مصلح موعود رضی اللہ عنہ کا انعقاد

خدا تعالیٰ کے فضل اور احسان سے جماعت احمدیہ فِن لینڈ کو مورخہ 21 فروری 2014ء بروز جمعۃ المبارک کو جلسہ یومِ مصلح موعودؓ منانے کا موقع ملا۔ یہ پروگرام ہر لحاظ سے نہایت کامیاب رہا اور اس پروگرام میں کُل 70/احبابِ جماعت مرد وزن شامل ہوئے۔

انٹرنیٹ کے مواصلاتی نظام کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے فِن لینڈ کے کسی شہر میں بسنے والے احمدی اِس جلسہ میں شامل ہوئے۔

پروگرام کا آغاز نمازِ جمعہ کے بعد شام 4 بجے تلاوتِ قرآنِ مجید سے ہوا۔ مکرم مدثر احمد صاحب نے تلاوت کی اور مکرم بشارت الرحمٰن صاحب نے اِس کا انگریزی ترجمہ پیش کیا۔

اِس کے بعد پہلی تقریر مکرم احمد فاروق قریشی صاحب (نائب صدر جماعت فن لینڈ) نے پیشگوئی مصلح موعودؓ کے بہت اہم موضوع پر انتہائی جامع انداز میں کی۔ آپ نے اپنی تقریر میں پیشگوئی مصلح موعودؓ کے بارے میں بتایا اور غیر احمدی لوگوں کی جانب سے بیان کردہ حوالہ جات بیان کر کے ثابت کیا کہ کس طرح دنیا نے حضرت مرزا بشیرالدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کو مصلح موعود کے طور پر پہنچانا۔

اِس کے بعد حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کے منظوم کلام میں سے ''یہ روز کر مبارک'' کے چند اشعار مکرم حبیب اللہ صاحب نے بہت خوبصورت انداز میں پیش کئے۔

بعد ازاں مکرم عطاالغالب صاحب (صدر جماعت فن لینڈ) نے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کا اسلام کے لئے خدمتِ جذبہ اور آپ کی اسلام کے لئے خدمات کے موضوع پر تقریر کی۔ آپ نے اپنی تقریر میں پیشگوئی مصلح موعودؓ کے پورا ہونے پر اٹھائے جانے والے ایک اعتراض کا جواب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کے الفاظ میں پیش کیا گیا۔ آپ نے اپنی تقریر کا اختتام خلفائے احمدیت کے ارشادات کی سے کیا جن میں خلفائے کرام نے اس بات پر زور دیا کہ ہمیں بھی اپنے اندر اسلام کی خدمت کا ایسا ہی جذبہ پیدا کرنا چاہیے جیسا کہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے اندر تھا۔

اِس کے بعد مکرم صدر صاحب جماعت احمدیہ فن لینڈ نے دُعا کروائی اور اِس کے ساتھ ہی جلسہ کی کارروائی کا اختتام ہوا۔

خدا تعالیٰ ہمیں حقیقی معنوں میں اپنے دین اسلام کی خدمت کرنے کی توفیق عطا فرماتا چلا جائے۔ آمین

☆......☆......☆......☆

مَصَالِحُ الْعَرَب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات،

گرانقدر مساعی اوران کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم۔عربک ڈیسک یوکے)

قسط نمبر295

مکرمہ نسیبہ اسلامبولی صاحبہ (2)

پچھلی قسط میں ہم نے مکرمہ نسیبہ اسلامبولی صاحبہ کے بیعت سے قبل تک کے حالات کا تذکرہ کیا تھا، اس قسط میں ان کے احمدیت کی طرف اس سفر کی باقی داستان قلمبند کرنے کی کوشش کی جائے گی۔مکرمہ نسیبہ صاحبہ بیان کرتی ہیں:

ختم نبوت کے معانی کی تفہیم

مختلف مسائل کے بارہ میں جماعت کی رائے کی مضبوطی کا اعتراف کرنے، باطل عقائد کے خلاف جماعت کے دلائل کی قوت کی قائل ہونے اور مختلف رؤیائے صالحہ دیکھنے کے بعد اب میرے سامنے صرف ایک روک رہ گئی تھی اور وہ یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں تو آپ کے بعد کسی کے نبی کہلانے کی کیا دلیل ہوسکتی ہے؟ کیونکہ جماعتی علوم اور دلائل کو دیکھ کر میں یہ تو نہیں کہہ سکتی تھی کہ یہ محض کسی شخص کے ذاتی اجتہاد کا نتیجہ ہیں بلکہ ان میں خدائی تائید واضح طور پر جھلکتی نظر آتی تھی۔میں نے ختم نبوت کے بارہ میں جب انٹرنیٹ پر مطالعہ شروع کیا تو بہت سے دلائل اور آراء کو دیکھا اوراس موضوع کے بارہ میں لوگوں کے مابین ہونے والی گفتگو کو بھی پڑھا لیکن میری تسلی نہ ہوئی اور یہ موضوع ایک عقدۂ لاینحل کی طرح میرے ذہن میں اٹک کر رہ گیا۔ہر طرف سے مایوس ہوکر میں نے اللہ تعالیٰ کے حضور رورو کر دعا کی کہ اے خدا مجھے اس کی حقیقت سمجھا دے۔دن رات یہی موضوع میرے ذہن پر سوار رہنے لگا۔ایک روز میں نے رؤیا میں ایک عظیم الشان نور دیکھا جو ایک بڑی مخروطی شکل میں تھا۔اور خواب میں ہی مجھے اس کی یہ تفہیم ہوئی کہ اس مخروطی شکل کا آخری نقطہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک ہے اور آپؐ سے پہلے اور بعد کے انبیاء وصلحاء اپنے مقام ومرتبہ کے اعتبار سے اس مخروطی شکل میں مختلف درجات پر ہیں۔

جب جاگی تو میرے لئے ختم نبوت کا مسئلہ واضح ہو چکا تھا۔یعنی خاتم النبیین کا یہ معنی ہے کہ آپؐ سب سے اعلیٰ وافضل اور سب انواروں کے جامع ہیں۔اور آپؐ کے بعد آپؐ کے انوار سے منور ہوکر کسی کا آنا آپؐ کے مقام کے خلاف نہیں بلکہ آپؐ کی عظمت کی دلیل ہے۔

بیعت کا فیصلہ

جماعت سے تعارف کے بعد تقریباً چھ ماہ اسی تحقیق میں گزر گئے جس کے بعد میں نے محسوس کیا کہ اب شاید فیصلہ کی گھڑی آچکی ہے اوراب مجھے بیعت کرلینی چاہئے۔

انہی دنوں ایک روز جب میں ’’مکتوبات احمدؑ‘‘ (حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خطوط کا مجموعہ) کا مطالعہ کررہی تھی کہ اچانک رک کر اپنی تمام تحقیق اور چھ ماہ کے اس سفر کی ہر کڑی کو چشمِ تصور سے دیکھنے لگی۔ جماعتی فکر، قرآن کے منبع سے سیراب ہورہی تھی، احمدیوں کے اعلیٰ اخلاق ان کے اسلامی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے کی دلیل تھے،اورسب سے اہم بات یہ تھی کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا عربی زبان میں نہایت مسحور کن اسلوبِ تحریر اور ایسی ایسی عربی عبارات اور کلمات لکھنا جن پر اہل عرب کے فصحاء وبلغاء بھی قادر نہیں ہیں،تائید الٰہی کا بیّن ثبوت تھا۔ پھر آپ کا عربی زبان کی ادبی اور جمالیاتی تراکیب میں اعلیٰ درجہ کے معارف اور نکات کو پرو دینا ایسا اعجاز تھا جو آپ کو سب سے ممتاز کردیتا تھا۔اسی پر بس نہیں بلکہ خدا کی طرف سے ہونے پر آپ کا قاطع یقین اور کامل وثوق، نیز اپنے سچا ہونے پر خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر بات کرنا ہر شک کی جڑ کاٹ رہا تھا۔ یقیناً آپ کے کلام سے خدائی تائید ونصرت اور روحانیت کا واضح احساس بشدت اپنی طرف کھینچ رہا تھا۔ دوسری طرف مجھے ان مشکلات کا بھی احساس تھا جو بیعت کے بعد مجھے پیش آسکتی تھیں۔مَیں نے ان کے بارہ میں بھی سوچا کہ لوگوں کی نظر میرے بارہ میں بدل جائے گی۔معاشرہ مجھے کافر کا نام سے پکارنے لگے گا۔اہل واقرباء عداوت پر کمربستہ ہوجائیں گے، نیز مختلف قسم کے دباؤ کا سامنا بھی کرنا پڑے گا۔ایسی صورتحال میں مَیں نے فیصلہ کیا کہ آج مَیں نے دو میں سے کسی ایک امر کو اختیار کرنا ہے۔اگر یہ شخص سچا ہے تو مجھے اسکی بیعت کرلینی چاہئے خواہ اس کا نتیجہ کچھ بھی ہو کیونکہ اس کی بیعت واجب ہے اگرچہ برف کے پہاڑوں پر سے گھٹنوں کے بل چل کر ہی کرنی پڑے۔اوراگر سچا نہیں ہے تو پھر مجھے اس معاملہ میں مزید تحقیق پر وقت برباد نہیں کرنا چاہئے اوراس سے بہتر طریق کی تلاش کرنی چاہئے۔

الحمدللہ کہ ان سوچوں کے ساتھ میرے لئے فیصلہ کرنا مشکل نہ رہا اور میرے دل سے ایک ہی آواز آئی کہ یہ شخص صادق ہے اور خدا کی طرف سے ہے۔لہذا میں نے خدا تعالیٰ سے دعا کرتے ہوئے بیعت کا فیصلہ کرلیا۔اس کے بعد جو نماز پڑھی تو وہ آنسوؤں کے موتیوں سے عبارت تھی جن میں بیعت کے فیصلہ کی خوشی کے بھی آنسو تھے اور گناہوں کا خیال کرکے امڈ آنے والے اشکِ ندامت بھی تھے۔

بیعت کے بعد تبدیلی

اس وقت سے ہی مَیں نے اپنے آپ کو احمدی سمجھنا شروع کردیا۔ اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبات کو سننا اور آپ کی نصائح پر عمل کرنا اپنے اوپر لازم کرلیا۔ نیز حضور انور کی صدسالہ خلافت جوبلی کے سلسلہ میں نوافل ادا کرنے اور مختلف دعائیں کرنے کی تحریک پر بھی پوری پابندی کے ساتھ عمل شروع کردیا۔

مَیں نے اپنی بیعت ارسال کردی۔ یہ خلافت جوبلی کے ایّام تھے اور حضور انور کے مختلف جماعتوں کے دوروں اور دیگر مصروفیات کی وجہ سے میری بیعت کا جواب لیٹ ہوگیا لیکن مَیں بے صبری سے اس کی منتظر رہی یہاں تک جب حضور انور کی طرف سے جواب آیا تو اس کے پڑھنے سے مجھے ایک غیر معمولی قوت اور روحانیت کا احساس ہوا۔ اور زیادہ خوشی اس بات کی ہوئی کہ حضور انور نے اپنے خط میں خلیفۂ وقت سے رابطہ کی طرف توجہ دلائی تھی۔ چونکہ میرا احمدیت سے تعارف حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے پروگراموں سے ہوا تھا اس لئے میرے دل میں آپ کے لئے غیر معمولی محبت تھی،اور جب بیعت کی تو اسی محبت نے مجھے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے اخلاص ووفا کا تعلق قائم کرنے میں بہت مدد دی۔حضور انور کے خطباتِ جمعہ طبیعت پر بہت گہرا اثر چھوڑتے ہیں۔ ان خطبات سے مَیں نے عبادت کے رنگ، دعا کے طریق، خدا تک پہنچنے کے راستے، حقوق اللہ اور حقوق العباد کے بارہ میں بہت کچھ سیکھا۔ان باتوں پر عمل پیرا ہونے سے درحقیقت میری زندگی بدل گئی۔ان باتوں کا تذکرہ ہوا ہے تو حضور انور سے ملاقات، آپ کے پیچھے نماز پڑھنے اور آپ کے سامنے بیٹھ کر آپ کی باتیں سننے کی خواہش بہت بڑھ گئی ہے۔ مجھے انگلش یا اردو تو نہیں آتی لیکن اتنا یقین ہے کہ حضور انور سے ملاقات کے وقت مجھے حضور انور کی سب باتیں سمجھ آجائیں گی۔

بیعت کے بعد میرا لجنہ اماء اللہ شام کے ساتھ بہت محبت اور اخوت کا تعلق قائم ہوگیا۔ ہم اکثر مل بیٹھتیں اور دیر تک جماعتی امور کے بارہ میں باتیں ہوتیں۔ان مجالس کی فضاء نے میرے قلب وروح کو اطمینان وتسکین سے بھردیا۔

مسیح موعودؑ کے قافلہ میں شمولیت

اسی عرصہ میں مَیں نے رؤیا میں دیکھا کہ مَیں کئی احمدیوں کے ساتھ ایک پُل پر کھڑی ہوں جو ایک لمبی شارع کے کنارے پر واقع ہے۔ایسے میں دور سے ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا قافلہ آتا دکھائی دیتا ہے۔جب یہ قافلہ ہمارے قریب پہنچتا ہے تو ہم ایک ایسی مقناطیسی کشش محسوس کرتے ہیں جو موج کی شکل میں آتی ہے اور ہم سب کو اکٹھا کر کے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قافلے میں ضم کرلیتی ہے۔اس لمحے کے غیر معمولی سرور کو مَیں الفاظ میں بیان نہیں کرسکتی۔

حضور انور کی الحوار المباشر میں آمد

8/جون 2008ء کا دن تاریخ احمدیت میں ایک غیر معمولی اہمیت کا حامل ہے یہ دن اس ماہ کے اَلْحِوَارُ الْمُبَاشَر کا آخری دن تھا جب اچانک ہم نے دیکھا کہ حضور انور نے اس پروگرام کو رونق بخشی اور برکتوں سے بھرپور چند لحات میں ہم عربوں سے براہ راست بات کی، حضور انور کی باتیں سن کر آنکھوں سے آنسو رواں ہوگئے، دل کو ٹھنڈک پہنچی اور فرط مسرت سے جذبات کی جو کیفیت ہوئی اسے بیان نہیں کیا جاسکتا۔اس وقت یہ خواہش پیدا ہوئی کہ کاش حضور چند لمحوں کے لئے ہر بار ہی اس پروگرام میں تشریف لاتے رہیں اور کاش ہمیں اسی طرح اپنے پیارے چینل پر پیارے حضور کی زیارت اور آپ کے نصائح سے فیضیاب ہونے کی توفیق نصیب ہوتی رہے۔

ابتلاء

انہی ایّام میں مَیں نے رؤیا میں دیکھا کہ حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سرخ رنگ کے قالین پر بعض لوگوں کے ہمراہ چلتے جارہے ہیں۔ ہم بھی آپ کے ساتھ ساتھ چلتے جاتے ہیں اور جب حضور انور ٹھہرتے ہیں تو ہم بھی ٹھہر جاتے ہیں۔ پھر حضور انور ایک سیڑھی پر چڑھتے ہیں تو مَیں بھی آپ کے پیچھے اسی سیڑھی پر چڑھنے لگتی ہوں۔اس رؤیا میں مجھے ایسے لگتا ہے کہ مَیں جیسے ہائی سکول کی طالبہ ہوں اور اگلی کلاس میں منتقل ہونا چاہتی ہوں، نیز میرے ذہن میں یہ بات بھی بہت اچھی طرح راسخ ہے کہ مجھے اگلی کلاس میں منتقل ہونے پر ایک سند دی جائے گی۔

اس رؤیا سے مَیں یہ سمجھی کہ شاید مجھے کوئی ابتلاء درپیش ہے اور مجھے اس میں ثابت قدم رہتے ہوئے خلیفہ وقت کے قدم بقدم اور آپ کی اتباع میں چلتے رہنا چاہئے۔اوراگر مَیں اس میں کامیاب ہوگئی تو اگلے مرحلہ میں منتقل ہو جاؤں گی جہاں خدا تعالیٰ کی طرف سے انعامات اور افضال نصیب ہوں گے۔

الحمدللہ کہ مجھے اس رؤیا کی جو تفہیم ہوئی وہ بالکل درست تھی چنانچہ مجھے شدید ابتلاء کا سامنا کرنا پڑا اور مَیں نے اس ابتلاء میں حضور انور کی ہدایات پر عمل کیا اور اللہ تعالیٰ نے مجھے کامیابی کے ساتھ اس سے نکالا جس کے بعد گویا میری زندگی کا ایک نیا باب شروع ہوگیا۔

شکوک کو دور کرنے کے لئے اتنا بتانا کافی ہے کہ اس ابتلاء کا تعلق میرے بعض ذاتی معاملات سے تھا، احمدیت اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت سے ہرگز نہ تھا۔ یہ احمدیت کی برکت تھی کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس ابتلاء کے لئے پہلے سے ہی تیار کردیا بصورت دیگر شاید اس ابتلاء سے گزرنا بہت مشکل ہوتا۔

جوشِ تبلیغ اور مخالفت

بیعت کے بعد میرے دل میں تبلیغ کرنے کا غیر معمولی جوش پیدا ہوگیا۔مَیں نے اپنی دوستوں کو تبلیغ کرنی شروع کی تو ان کے شدید ردّعمل کو دیکھ کر بہت تعجب ہوا۔ ان میں سے بعض نے تو یہاں تک کہہ دیا کہ براہ کرم ہمارے ساتھ اس موضوع پر بات نہ کریں کیونکہ ہم جس راستے پر ہیں ہمارے نزدیک وہی درست ہے، جبکہ بعض نے اصل موضوعات کو چھوڑ کر فروعی باتوں پر میرے ساتھ بحث شروع کردی۔ کچھ میری سہیلیاں ایسی بھی تھیں جن کو شاید دین سے کوئی سروکار نہیں تھا اس لئے انہوں نے اس بارہ میں بات سننے سے ہی انکار کردیا۔ علاوہ ازیں ایک گروہ ایسا بھی تھا جو اپنے آپ کو دینی علوم کا ٹھیکیدار سمجھتا تھا، جب ان کی طرف متوجہ ہوئی تو وہ میری بات سننے کی بجائے میری دینی تعلیم کے بارہ میں سوال کرنے لگیں اور نہایت تکبر سے کہنے لگیں کہ اب ہم دین کی باتیں تم جیسوں سے سیکھیں گے؟!

بہر حال تبلیغی سرگرمیوں کی وجہ سے میری اکثر دوستوں کے ساتھ میرا تعلق یا تو ختم ہوگیا یا پھر بہت کم ہوکر صرف سلام دعا تک محدود ہوکر رہ گیا۔لیکن مَیں نے آج تک ہار نہیں مانی اور کبھی امید کا دامن نہیں چھوڑا۔اور کچھ نہیں تو مَیں ان کے لئے ہدایت کی دعا ضرور کرتی رہتی ہوں۔

بیعت کے بعد میرے اہلِ خانہ کی طرف سے بھی بہت سخت مخالفت کا سامنا کرنا پڑا۔ انہوں نے مجھے جماعت سے دور کرنے کی ہر ممکن کوشش کی۔کبھی دھمکیاں دے کر اور کبھی بعض امور میں الجھا کر میرا احمدیت سے تعلق کاٹنے کی کوشش کی۔ اسی طرح میرے احمدی بہنوں کے ساتھ ملنے پر بھی پابندی لگادی گئی۔تقریباً دو سال تک مجھے اسی قسم کے حالات سے گزرنا پڑا حتی کہ انہیں سمجھ آگئی کہ میرا فیصلہ اٹل ہے اور مَیں اس سے پیچھے ہٹنے والی نہیں۔

اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ کرم بھی فرمایا کہ میرے والد صاحب نے تحقیق کرنے کے بعد بیعت کرلی اور جماعت کی تائید میں انٹرنیٹ وغیرہ پر مختلف آرٹیکل لکھنے لگ گئے۔اب بفضلہٖ تعالیٰ میری شادی ایک احمدی سے ہوگئی ہے۔ دعا ہے کہ وہ ہمیں احمدیت کے انوار کو اپنے ملک میں پھیلانے کی توفیق عطا فرمائے۔

(باقی آئندہ)

اسلام کے اصولِ اطاعت

(تحریر: حضرت مرزا بشیرالدین محمود احمد خلیفۃالمسیح الثانی رضی اللہ عنہ)

(قسط نمبر 4)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ سورۃ الکافرون کی آیت لَکُمْ دِیْنُکُمْ وَلِیَ دِیْن کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

’’تیسری بات جس سے احکام کی تعمیل میں بشاشت پیدا ہو سکتی ہے وہ یہ ہے کہ تعمیل احکام میں ایسے فوائد موجود ہوں جو جزائے اعمال کو اعمال کی نسبت سے زیادہ بتاتے ہوں اور یہ بات بھی صرف اسلامی تعلیم میں پائی جاتی ہے، دوسرے مذاہب اس سے خالی ہیں۔

اسلام جس خدا کو پیش کرتا ہے اس کی صفات میں سے ایک صفت رحیمیت کی ہے۔ اور رحیمیت کے معنے یہ ہیں کہ تھوڑا سا کام بندہ کرتا ہے اور غیر منتہی نتیجہ خدا پیدا کرتا ہے۔ مثلاً انسان روٹی کھاتا ہے۔ روٹی کھانے کا یہی نتیجہ نہیں ہوتا کہ پیٹ بھر جاتا ہے بلکہ اس کے نتیجہ میں خون پیدا ہوتا ہے جو مہینوں اور سالوں انسانی جسم میں کام کرتا ہے۔ اسی خون سے اس کے دماغ کو طاقت ملتی ہے۔ اس کی نظر کو طاقت ملتی ہے۔ اس کے ذہن کو طاقت ملتی ہے۔ اس کے کانوں کو طاقت ملتی ہے جو مہینوں اور سالوں اس کے کام آتی ہے۔ اور پھر وہ کام مہینوں اور سالوں تک مزید نتائج پیدا کرتے ہیں۔ پھر اسی میں سے نطفہ پیدا ہوتا ہے جس سے اس کی نسل پیدا ہوتی ہے۔ پھر اسی نسل سے اگلی نسل اور اگلی نسل سے اور اگلی نسل پیدا ہوتی ہے۔ گویا ایک فعل تواتر سے نتائج پیدا کرتا ہے۔ یہ رحیمیت ہے۔ اگر دنیا میں صرف یہی سلسلہ ہوتا کہ جب کوئی شخص کام کرتا تو اُسی وقت اس کا ایک نتیجہ پیدا ہو جاتا تو ہم اس کو بدلہ تو کہہ سکتے تھے جیسے مزدور مزدوری کرتا ہے تو اپنی اُجرت لے لیتا ہے۔ مگر ہم اسے رحیمیت نہیں کہہ سکتے تھے۔ رحیمیت کی مثال ایسی ہی ہے جیسے پنشن ہوتی ہے۔ لوگ ملازمت کرتے ہیں تو انہیں اس کا بھی ایک بدلہ مل رہا ہوتا ہے۔ مگر اس کے ساتھ ہی اُن کے کھاتے میں یہ بھی لکھا جاتا ہے کہ آئندہ اس کام کا متواتر نتیجہ پیدا ہوگا۔ یہ چیز ہے جو رحیمیت کے مشابہ ہے۔ یعنی کام کا بدلہ نقد ہی نہیں ملا بلکہ آئندہ کے لئے اور نیک نتائج کی بنیاد بھی ساتھ ہی رکھ دی گئی۔

غرض رحیمیت میں تھوڑا سا کام بندہ کرتا ہے اور غیر منتہی نتیجہ خدا تعالیٰ پیدا کرتا ہے۔ اور اگر انسان کو یہ نظر آ جائے کہ مجھے میرے اعمال کی جو جزاء ملنے والی ہے وہ میرے اعمال کے مقابلہ میں بہت زیادہ ہوگی تو انسان طبعی طور پر چاہے گا کہ وہ خدا کے ارشاد کے مطابق اعمال کو بجالائے تا کہ اُسے اس کے اعمال کا غیر محدود بدلہ ملتا جائے اور جب انسان کو اچھی طرح یہ سمجھ آ جاتا ہے اور اس پر یہ حقیقت روشن ہو جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ جب جزاء دیتا ہے تو متواتر دیتا چلا جاتا ہے۔ تو وہ اپنے اندر ایک خوشی اور لذّت کی لہر محسوس کرتا اور نیک اعمال کے بجالانے میں بہت زیادہ جدوجہد کرتا ہے تا کہ وہ خدا تعالیٰ کی غیر محدود جزاء سے حصہ لے سکے۔

قرآن کریم نے متعدد مقامات پر اس مضمون کو بیان فرمایا ہے کہ مومنوں کے اعمال کا بدلہ اُنکے اعمال سے بہت بڑھ کر ہوگا۔ چنانچہ فرمایا:

اَلَّذِیْنَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ فَلَھُمْ أَجْرٌ غَیْرُ مَمْنُونٍ۔ (سورۃ التین:7)

کہ وہ لوگ جو مومن ہیں اور نیک عمل کرنے والے ہیں اُن کو نہ کٹنے والا انعام ملے گا۔

پھر فرمایا:

مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ أَمْثَالِهَا وَمَن جَاءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلاَ يُجْزَىٰ إِلاَّ مِثْلَهَا وَهُمْ لاَ يُظْلَمُونَ۔ (الانعام:161)

یعنی جو شخص نیکی کرے گا اُسے اس نیکی سے دس گنے زیادہ بدلہ ملے گا اور جو برائی کرے گا اُس کو اتنا ہی بدلہ ملے گا جتنی اُس نے برائی کی ہوگی۔ نیکی کا کم بدلہ دے کر اس کا حق نہیں مارا جائے گا اور نہ بدی کا بدلہ زیادہ دے کر اس پر ظلم کیا جائے گا۔

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ایک نیک عمل کے بدلہ میں دس گنا اجر ملے گا۔ بہرحال عمل سے بڑھ کر جزاء ہوگی۔

پھر فرمایا:

مَثَلُ الَّذِیْنَ یُنفِقُونَ أَمْوَالَھُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ کَمَثَلِ حَبَّةٍ أَنبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِیْ کُلِّ سُنبُلَةٍ مِّئَةُ حَبَّةٍ وَاللّٰہُ یُضَاعِفُ لِمَنْ یَّشَاءُ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ۔ (البقرہ:262)

یعنی وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کے راستہ میں یعنی قومی اور ملّی مفاد کے لئے اپنے اموال کو خرچ کرتے ہیں اُن کی مثال ایسی ہے جیسے ایک دانہ زمین میں ڈالا جائے اور وہ سات بالیاں اُگائے اور ہر ایک بالی میں سَو دانہ ہو۔ اور اللہ تعالیٰ جس کے مال کو جتنا چاہے بڑھا سکتا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ وسعت والا اور حالات کو جاننے والا ہے۔

اِن آیات میں بتایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں اموال خرچ کرنے والے کو سات سو گنے بلکہ اس سے بھی زیادہ بدلہ ملے گا۔ اور وہ انسان کی قربانی کو دیکھ کر اُسے نوازے گا اور ان حالات کو جن حالات میں اس نے قربانی کی ہے مدّنظر رکھے گا۔

بہرحال جس شخص کو یہ علم ہو کہ اس کے عمل کا سات سَو گنا اجر مل سکتا ہے وہ کیوں بشاشتِ قلبی سے اعمال کو بجانہ لائے گا۔

(باقی آئندہ)

آبائ واَجداد کے تذکرے اور ہماری ذمّہ دَاریاں

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللّٰہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز کے بعض ارشادات کی روشنی میں

(مرتّبہ: ڈاکٹر طارق احمد مرزا۔ آسٹریلیا)

’’تاریخ کی جُگالی کرتے رہنا‘‘

’’میں بھی کہتا رہا ہوں اور مُجھ سے پہلے خلفاءؒ بھی خاص طور پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ بھی کہتے رہے ہیں کہ اگلی نسلوں کو اپنے بزرگوں کے واقعات اور حالات اور تاریخ کی جگالی کرتے رہنا چاہئے تا کہ اگلی نسلوں کا بھی جماعت سے مضبوط تعلق پیدا ہو اور اُن کی تربیت بھی ہو۔‘‘

(خطبہ جمعہ فرمودہ 12/ستمبر 2012ء)

’’نیکیوں کو جاری رکھنا ہے‘‘

’’ہم نے اپنے آبائ واجداد کی نیکیوں کو جاری رکھنا ہے اور نہ صرف جاری رکھنا ہے بلکہ ان میں آگے بڑھنے کی کوشش کرنی ہے تا کہ آئندہ نسلیں بھی نیک اور صالح پیدا ہوں اور اس مقصد کو پورا کرنے والی ہوں جس کی خاطر ہمارے بڑوں نے قربانیاں دیں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت میں آئے اور اپنی زندگیاں گزاریں‘‘۔

(خطبہ نکاح فرمودہ 10/مارچ 2012ء)

’’یہ فخرِ کسی کام نہیں آئے گا۔۔۔‘‘

’’ہم میں سے بہت ہیں جن کو اس بات پہ فخر ہے کہ ہم ان صحابہؓ کی اولادیں ہیں جن کو پہلوں سے ملنے کا مقام مِلا۔ یہ فخر کسی کام نہیں آئے گا اگر ہم نے اپنے اعمال میں بھی ان بزرگوں کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے پاک تبدیلیاں پیدا نہ کیں۔ پس فکر کا مقام ہے اور بہت فکر کا مقام ہے۔ اِس طرف بہت توجہ کی ضرورت ہے۔‘‘

(خطبہ جمعہ فرمودہ 12/اکتوبر 2007ء)

’’صحابہ کے خاندانوں کے بعض افراد‘‘

’’یہ بھی بتا دوں کہ صحابہ کے خاندانوں کے بعض افراد جو جماعت سے دُور ہٹ جاتے ہیں، وہ بعض افرادِ جماعت یا عہدیداروں وغیرہ کے رویہ کی وجہ سے دور ہٹتے ہیں اور پھر نوبت یہاں تک آ جاتی ہے کہ یہ کہنے لگ جاتے ہیں کہ ہمارے بزرگ غلط تھے۔ پس ایسے لوگوں کو ذرا ذرا سی بات پر زُودرنجی دکھانے کی بجائے اپنے لئے بھی خدا تعالیٰ سے ہدایت پر قائم رہنے کی دعا مانگنی چاہیے اور جو لوگ وجہ بن رہے ہیں اُن کے لئے بھی دعا کرنی چاہئے۔ ہمیشہ یاد رکھیں کہ ہمارے بزرگوں نے بڑی تحقیق کر کے احمدیت قبول کی تھی، یا اللہ تعالیٰ سے براہِ راست رہنمائی حاصل کر کے احمدیت کو قبول کیا تھا......وہ بزرگ غلط نہیں ہو سکتے۔ پس صحابہ کی اولاد میں سے ایسے جو کسی بھی وجہ سے دین سے دُور ہو گئے ہیں یا جماعتی نظام سے دُور ہو گئے ہیں، جن کے ذاتی تصورات یا خیالات اُن پر حاوی ہو گئے ہیں، اَنانیت اُن پر حاوی ہو گئی ہے، اُنہیں چاہئے کہ اپنے لئے ہمیشہ راہِ راست پر چلنے کے لئے دعائیں کریں۔ اپنے بزرگوں کے احسانوں کو یاد کریں جس میں سب سے بڑا احسان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مان کر ہمارے خون میں اِس فیض کو جاری کرنا ہے۔ اللہ کرے کہ صحابہ کی اولادیں ہمیشہ دین پر قائم رہنے والی ہوں اور اُن کے لئے دعا کرنے والی ہوں۔‘‘ آمین ثم آمین

(خطبہ جمعہ فرمودہ 12/ستمبر 2012ء)

☆......☆......☆......☆

بقیہ: محبت الٰہی کے حصول کے ذرائع از صفحہ 13

گی اسی قدر محبت میں ترقی ہوتی جائے گی۔ یاد رکھنا چاہیے کہ محبت کے بدوں معرفت بھی ترقی پذیر نہیں ہو سکتی۔ دیکھو انسان ٹین یا لوہے کے ساتھ اس قدر محبت نہیں کرتا جس قدر تانبے کے ساتھ کرتا ہے پھر تانبے کو اس قدر عزیز نہیں رکھتا جتنا چاندی کو رکھتا ہے اور سونے کو اس بھی زیادہ محبوب رکھتا ہے اور ہیرے اور دیگر جواہرات کو اور بھی عزیز رکھتا ہے اسکی کیا وجہ ہے؟ یہی کہ اس کو ایک معرفت ان دھاتوں کی بابت ملتی ہے جو اس کی محبت کو بڑھاتی ہے۔

پس اصل بات یہی ہے کہ محبت میں ترقی اور قدر و قیمت میں زیادتی کی وجہ معرفت ہی ہے۔ اس سے پیشتر کہ انسان سرور اور لذت کا خواہش مند ہو اس کو ضروری ہے کہ وہ معرفت حاصل کرے۔ لیکن سب سے ضروری امر جس پر ان سب باتوں کی بنیاد رکھی جاتی ہے۔ وہ صبر اور حسن ظن ہے جب تک ایک حیران کر دینے والا صبر نہ ہو کچھ بھی نہیں ہو سکتا۔ جب انسان محض حق جوئی کے لیے ٹھکانہ دینے والے صبر کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی راہ میں سعی اور مجاہدہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اپنے وعدہ کے موافق اس پر ہدایت کی راہ کھول دیتا ہے وَالَّذِیْنَ جَاھَدُوْا فِیْنَا لَنَھْدِیَنَّھُمْ سُبُلَنَا (العنکبوت:70) یعنی جو لوگ ہم میں ہو کر سعی اور مجاہدہ کرتے ہیں آخر ہم ان کی اپنی طرف راہنمائی کرتے ہیں۔ ان پر دروازے کھولے جاتے ہیں یہ سچی بات ہے کہ جو ڈھونڈتے ہیں وہ پاتے ہیں۔ کسی نے خوب کہا۔

اے خواجہ درد نیست وگرنہ طبیب ہست‘‘۔

(ملفوظات جلد اول ص 461، ضیاء الاسلام پریس ربوہ)

اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ہمیں اپنی محبت و رحمت سے نوازے۔

قائم شدہ 1952ء

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز

SHARIF
JEWELLERS
SINCE 1952

Mian Hanif Ahmad Kamran
Rabwah 0092 47 6212515

15 London Road, Morden SM4 5HT
0044 203 609 4712
0044 740 592 9636

خطبہ جمعہ

ہمیں تو ذاتی محبت سے کام ہے۔ نہ کشوف سے غرض نہ الہام کی پرواہ۔

جب تک تمام صفات کا علم نہ ہو معرفت نہیں ہوسکتی اور معرفت کے بعد جب انسان مزید آگے بڑھتا ہے تو وہ محبت ہے اور محبت اسی وقت کامل ہوتی ہے جب اللہ تعالیٰ کی صفات کو اپنایا بھی جائے... اللہ تعالیٰ کے رنگ میں رنگین ہوا جائے تو پھر اللہ تعالیٰ کا نور حاصل ہوتا ہے۔

احسان کی تعریف میں یہ بات داخل ہے کہ ایسے طور سے عبادت کرے کہ گویا خدا تعالیٰ کو دیکھ رہا ہے۔

خدا تعالیٰ سے پاک اور کامل تعلق رکھنے والے ہمیشہ استغفار میں مشغول رہتے ہیں۔

گناہ درحقیقت ایک ایسا زہر ہے جو اس وقت پیدا ہوتا ہے کہ جب انسان خدا کی اطاعت اور خدا کی پُر جوش محبت اور محبانہ یاد الٰہی سے محروم اور بے نصیب ہو...... گناہ کے دور کرنے کا علاج صرف خدا کی محبت اور عشق ہے ......اور توبہ صرف زبان سے نہیں ہے بلکہ توبہ کا کمال اعمال صالحہ کے ساتھ ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے الفاظ میں محبتِ الٰہی کی حقیقت، تعریف، اللہ تعالیٰ کی محبت کے حصول کا راز اور طریق، اس کی گہرائی اور فلاسفی کا بیان اس ضمن میں عدل، احسان اور ایتائِ ذی القربیٰ کی نہایت لطیف اور دلفریب تفسیر کا بیان

جو شخص خدا سے محبت کرتا ہے وہ ظلّی طور پر بقدر اپنی استعداد کے اس نور کو حاصل کر لیتا ہے جو خدا تعالیٰ کی ذات میں ہے اور شیطان سے محبت کرنے والے وہ تاریکی حاصل کر لیتے ہیں جو شیطان میں ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم خالص ہو کر اللہ تعالیٰ کی طرف جھکنے والے اور اس سے محبت کرنے والے ہوں اور اس کی محبت حاصل کر کے اپنی زندگیوں کا حصہ بنانے والے ہوں اور اس کی رضا کی جنتوں میں جانے والے ہوں۔

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 04/اپریل 2014ء بمطابق 04 شہادت 1393 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح۔ لندن

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّا كَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ ۔

آج میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت الٰہی سے متعلق کچھ تحریرات پیش کروں گا، ارشادات پیش کروں گا جن میں آپ نے محبت الٰہی کی حقیقت اور تعریف بھی بیان فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی محبت کے حصول کا راز اور طریق اور اس کی گہرائی اور فلاسفی بھی بیان فرمائی ہے اور ہمارے سے، جو آپ کے ماننے والے ہیں جو آپ کی جماعت میں شامل ہیں محبت الٰہی کے بارے میں کیا توقعات رکھی ہیں۔ یہ سب بھی بیان فرمایا کہ ہماری کیا کوشش ہونی چاہئے اور اس کے کیا معیار ہونے چاہئیں۔ پس اس لحاظ سے ہر حوالہ ہی قابل غور ہے اور ہمارے لئے مشعل راہ ہے۔ اس لئے توجہ سے سننے کی ضرورت ہے تاکہ ہم محبت الٰہی کے مضمون کی روح کو سمجھتے ہوئے اس میں بڑھنے والے ہوں اور اضافہ کرنے والے ہوں اور اپنی اصلاح کرنے والے ہوں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

’’محبت کوئی تصنع اور تکلف کا کام نہیں بلکہ انسانی قویٰ میں سے یہ بھی ایک قوت ہے۔ اور اس کی حقیقت یہ ہے کہ دل کا ایک چیز کو پسند کر کے اس کی طرف کھنچے جانا اور جیسا کہ ہر یک چیز کے اصل خواص اس کے کمال کے وقت بدیہی طور پر محسوس ہوتے ہیں (بہت کھلے اور واضح محسوس ہوتے ہیں) یہی محبت کا حال ہے کہ اس کے جوہر بھی اس وقت کھلے کھلے ظاہر ہوتے ہیں کہ جب اتم اور اکمل درجہ پر پہنچ جائے۔‘‘ (کمال اور اِتمام ایسی ہو جو اپنے انتہا کو پہنچ جائے) فرمایا کہ ’’اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اُشْرِبُوْا فِی قُلُوْبِهِمُ الْعِجْلَ (البقرۃ:94)۔ یعنی انہوں نے گوسالہ سے ایسی محبت کی کہ گویا ان کو گوسالہ شربت کی طرح پلا دیا گیا۔ درحقیقت جو شخص کسی سے کامل محبت کرتا ہے تو گویا اسے پی لیتا ہے یا کھا لیتا ہے اور اس کے اخلاق اور اس کے چال چلن کے ساتھ رنگین ہو جاتا ہے اور جس قدر زیادہ محبت ہوتی ہے اسی قدر انسان بالطبع اپنے محبوب کی صفات کی طرف کھینچا جاتا ہے یہاں تک کہ اسی کا روپ ہو جاتا ہے جس سے وہ محبت کرتا ہے۔ یہی بھید ہے کہ جو شخص خدا سے محبت کرتا ہے وہ ظلّی طور پر بقدر اپنی استعداد کے اس نور کو حاصل کر لیتا ہے جو خدا تعالیٰ کی ذات میں ہے اور شیطان سے محبت کرنے والے وہ تاریکی حاصل کر لیتے ہیں جو شیطان میں ہے۔‘‘ یعنی فرمایا کہ خدا تعالیٰ کی صفات کو اپنانا یہی محبت کا راز ہے۔ معرفت کے ضمن میں بتایا گیا تھا کہ جب تک تمام صفات کا علم نہ ہو معرفت نہیں ہوسکتی اور معرفت کے بعد جب انسان مزید آگے بڑھتا ہے تو وہ محبت ہے اور محبت اسی وقت کامل ہوتی ہے جب اللہ تعالیٰ کی صفات کو اپنایا بھی جائے۔ صرف علم حاصل کرنا ہی ضروری نہیں بلکہ اسے اپنایا بھی جائے۔ اللہ تعالیٰ کے رنگ میں رنگین ہوا جائے تو پھر اللہ تعالیٰ کا نور حاصل ہوتا ہے۔) (نور القرآن نمبر 2۔ روحانی خزائن جلد 9 صفحہ 430)

پھر آپ فرماتے ہیں کہ

”......محبت کی حقیقت بالالتزام اس بات کو چاہتی ہے کہ انسان سچے دل سے اپنے محبوب کے تمام شمائل اور اخلاق اور عبادات پسند کرے اور ان میں فنا ہونے کے لئے بدل و جان ساعی ہوتا اپنے محبوب میں ہو کر وہ زندگی پاوے جو محبوب کو حاصل ہے۔ سچی محبت کرنے والا اپنے محبوب میں فنا ہو جاتا ہے۔ اپنے محبوب کے گریبان سے ظاہر ہوتا ہے اور ایسی تصویر اس کی اپنے اندر کھینچتا ہے کہ گویا اسے پی جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ وہ اس میں ہو کر اور اس کے رنگ میں رنگین ہو کر اور اس کے ساتھ ہو کر لوگوں پر ظاہر کر دیتا ہے کہ وہ درحقیقت اس کی محبت میں کھویا گیا ہے۔“ (نور القرآن نمبر 2۔ روحانی خزائن جلد 9 صفحہ 431)

پھر محبت الٰہی کے معیار کی وضاحت فرماتے ہوئے آپ فرماتے ہیں۔ یہ ایک اقتباس ہے۔ اصل میں یہ پادری فتح مسیح کے خط کے جواب میں آپ فرما رہے ہیں جس نے کچھ اعتراضات کئے تھے اور آپ نے ان کے جواب دیئے۔ آپ نے فرمایا

”......آپ نے یہ اعتراض کیا ہے کہ مسلمان لوگ خدا کے ساتھ بھی بلاغرض محبت نہیں کرتے ان کو یہ تعلیم نہیں دی گئی کہ خدا اپنی خوبیوں کی وجہ سے محبت کے لائق ہے۔“ (تو اس کا جواب یہ ہے۔ فرمایا) ”پس واضح ہو کہ یہ اعتراض درحقیقت انجیل پر وارد ہوتا ہے نہ قرآن پر کیونکہ انجیل میں یہ تعلیم ہرگز موجود نہیں کہ خدا سے محبت ذاتی رکھنی چاہئے اور محبت ذاتی سے اس کی عبادت کرنی چاہئے مگر قرآن تو اس تعلیم سے بھرا پڑا ہے۔ قرآن نے صاف فرمادیا ہے۔ فَاذۡکُرُوا اللّٰہَ کَذِکۡرِکُمۡ اٰبَآءَکُمۡ اَوۡ اَشَدَّ ذِکۡرًا......“ (البقرۃ:201) اور پھر فرمایا” ......وَالَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہِ (البقرہ:166) یعنی خدا کو ایسا یاد کرو جیسا کہ اپنے باپوں کو بلکہ اس سے بہت زیادہ۔ اور مومنوں کی یہی شان ہے کہ وہ سب سے بڑھ کر خدا سے محبت رکھتے ہیں یعنی ایسی محبت نہ وہ اپنے باپ سے کریں اور نہ اپنی ماں سے اور نہ اپنے دوسرے پیاروں سے اور نہ اپنی جان سے اور پھر فرمایا۔ حَبَّبَ اِلَیۡکُمُ الۡاِیۡمَانَ وَ زَیَّنَہٗ فِیۡ قُلُوۡبِکُمۡ (الحجرات:8)۔ یعنی خدا نے تمہارا محبوب ایمان کو بنا دیا۔ اور اس کو تمہارے دلوں میں آراستہ کر دیا اور پھر فرمایا۔ اِنَّ اللّٰہَ یَاۡمُرُ بِالۡعَدۡلِ وَ الۡاِحۡسَانِ وَ اِیۡتَآیِٔ ذِی الۡقُرۡبٰی (النحل:91) یہ آیت حق اللہ اور حق العباد پر مشتمل ہے اور اس میں کمال بلاغت یہ ہے کہ دونوں پہلو پر اللہ تعالیٰ نے اس کو قائم کیا ہے۔......“ فرمایا کہ” ......حق العباد کا پہلو تو ہم ذکر کر چکے ہیں......“۔

اصل میں یہ جس کتاب کا حوالہ دیا جا رہا ہے وہ نور القرآن نمبر 2 ہے۔ اس میں آپ نے تفصیل سے ذکر فرمایا ہے۔ بہرحال اس میں پہلے حق العباد کا جو آپ نے ذکر فرمایا اس میں آپ نے وضاحت فرمائی ہے کہ وہ یہ ہیں کہ مؤمن کافر پر بھی شفقت کرے یہ حق العباد ہے اور گہرائی میں جا کر اگر اس کی ہمدردی کی ضرورت ہو تو ضرور کرے۔ اس کی جسمانی اور روحانی بیماریوں کا غمگسار ہو۔ یعنی چاہے وہ کافر ہی ہے اگر اس کو کسی قسم کی بیماری ہے۔ چاہے وہ روحانی بیماری ہے تو اس کے لئے غمگسار ہو۔ اور یہ ہیں حقوق العباد۔ یہاں اس بات کا بھی جواب آ گیا کہ کافر سے محبت کس طرح ہو؟ بعض لوگ اعتراض کر دیتے ہیں کہ ہم کہتے ہیں Love for all۔ یہ کس طرح ہو سکتی ہے؟ تو فرمایا کہ اس کی ہمدردی اس کی اصلاح کرنا، اس کی ضرورت کو پورا کرنا اس سے محبت ہے نہ کہ محبت میں آ کر کافر کی کافرانہ باتوں اور اس کے دین کو اختیار کر لینا۔ ایک مؤمن سے جو محبت ہے اگر وہ حقیقی مؤمن ہے تو اس سے محبت یہ ہے کہ اس کی جو اچھی عادات ہیں، اس میں جو نیکیاں ہیں ان کو اختیار کرنا اور اگر اس میں کوئی برائیاں ہیں تو اس کو دین کے حوالے سے ان کو سمجھانا۔ لیکن جو عام انسانی ہمدردی ہے وہ ہر ایک کے لئے اس سے محبت ہے۔ محبت کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ہر ایک کی جو ذاتی برائیاں، عادات ہیں ان کو اپنا لیا جائے کہ ہمیں اس سے بڑی محبت ہے۔ پھر حقوق العباد میں بھی آپ نے فرمایا کہ بھوکوں کو کھانا کھلانا، غلاموں کو آزاد کرنا، قرضداروں کے قرض ادا کرنا، جو زیر بار ہیں ان کا بار اٹھانا۔ پھر یہ کہ عدل کا بھی اس میں، حقوق العباد میں ذکر آ گیا، کہ عدل سے بڑھ کر پھر احسان کرو۔ اور احسان یہ ہے کہ بلاتخصیص مذہب و ملت ہر ایک سے کرو اور یہی حقوق العباد ہیں اور یہ ان لوگوں کے حق ہیں جو ایک انسان کے لئے اس کی محبت میں ایک مؤمن ادا کرتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ کی رضا چاہنے کے لئے۔ اول محبت بہرحال خدا تعالیٰ کی ہے۔ پھر فرمایا کہ حق العباد کا ذکر تو ہم نے کر دیا۔

”......اور حق اللہ کے پہلو کی رو سے اس آیت کے (یعنی اِنَّ اللّٰہَ یَاۡمُرُ بِالۡعَدۡلِ وَ الۡاِحۡسَانِ وَ اِیۡتَآیِٔ ذِی الۡقُرۡبٰی (النحل:91)) کے یہ معنی ہیں کہ انصاف کی پابندی سے خدا تعالیٰ کی اطاعت کر کیونکہ جس نے تجھے پیدا کیا اور تیری پرورش کی اور ہر وقت کر رہا ہے اس کا حق ہے کہ تو بھی اس کی اطاعت کرے اور اگر اس سے زیادہ تجھے بصیرت ہو تو نہ صرف رعایت حق سے بلکہ احسان کی پابندی سے اس کی اطاعت کر کیونکہ وہ محسن ہے اور اس کے احسان اس قدر ہیں کہ شمار میں نہیں آ سکتے اور ظاہر ہے کہ عدل کے درجہ سے بڑھ کر وہ درجہ ہے جس میں اطاعت کے وقت احسان بھی ملحوظ رہے اور چونکہ ہر وقت مطالعہ اور ملاحظہ احسان کا محسن کی شکل اور شمائل کو ہمیشہ نظر کے سامنے لے آتا ہے اس لئے احسان کی تعریف میں یہ بات داخل ہے کہ ایسے طور سے عبادت کرے کہ گویا خدا تعالیٰ کو دیکھ رہا ہے اور......“ (یعنی محسن کی شکل جب سامنے آتی ہے تو تبھی اس کے احسان بھی یاد آتے ہیں یا جب احسان یاد کرے تو محسن کی شکل سامنے آ جائے تو انسان مزید زیر احسان ہوتا ہے۔ تو فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا احسان یہ ہے کہ ایسے طور سے عبادت کرو کہ گویا خدا تعالیٰ کو دیکھ رہے ہو اور درحقیقت خدا تعالیٰ کی اطاعت کرنے والے ہو۔ فرمایا کہ) ”......خدا تعالیٰ کی اطاعت کرنے والے درحقیقت تین قسم پر منقسم ہیں۔ اوّل وہ لوگ جو بباعث محجوبیت اور رویت اسباب کے احسان الٰہی کا اچھی طرح ملاحظہ نہیں کرتے۔“ (یعنی اللہ تعالیٰ تو پردے میں ہے ظاہر میں نہیں کہ انسانی شکل میں نظر آ جائے اور دنیاوی اسباب جو ہیں وہ نظر آ رہے ہوتے ہیں ان کا علم بھی ہوتا ہے اور انہیں محسوس بھی انسان کرتا ہے۔ پھر جب دنیاوی چیزیں سامنے نظر آ رہی ہوں تو یہ احساس نہیں رہتا کہ ان اسباب کو پیدا کرنے والی بھی کوئی ہستی ہے اور وہ خدا ہے۔ اس لئے ان دنیاوی چیزوں سے ایک انسان زیادہ محبت کرنے لگ جاتا ہے۔ پھر فرمایا کہ تین قسم پر یہ چیزیں ہیں پہلے وہ لوگ ہیں جو ملاحظہ نہیں کرتے، اللہ تعالیٰ کے احسانات کو اچھی طرح نہیں دیکھتے اور وجہ کیا ہے کہ وہ پردے میں ہے اور دوسرے اسباب جو ہیں وہ سامنے نظر آ رہے ہوتے ہیں۔ پھر فرماتے ہیں کہ) اور نہ وہ جوش ان میں پیدا ہوتا ہے جو احسان کی عظمتوں پر نظر ڈال کر پیدا ہوا کرتا ہے اور نہ وہ محبت ان میں حرکت کرتی ہے جو محسن کی عنایات عظیمہ کا تصور کر کے جنبش میں آیا کرتی ہے بلکہ صرف ایک اجمالی نظر سے خدا تعالیٰ کے حقوق خالقیت وغیرہ کو تسلیم کر لیتے ہیں......“ (اللہ کا احسان نہیں مانتے لیکن بہرحال مجموعی طور پر کیونکہ ایک ایمان ہوتا ہے، یہ دعویٰ ہوتا ہے کہ ہم مسلمان ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ کا جو حق ہے یا اس کے مخلوق ہونے کا جو حق ہے وہ تسلیم کر لیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں پیدا کیا) فرمایا کہ” ......اور احسان الٰہی کی ان تفصیلات کو جن پر ایک باریک نظر ڈالنا اس حقیقی محسن کو نظر کے سامنے لے آتا ہے ہرگز مشاہدہ نہیں کرتے“ (عمومی طور پر تو کہہ دیتے ہیں کہ ہم خدا تعالیٰ کو مانتے ہیں۔ خدا تعالیٰ سے محبت ہے لیکن ہر فائدہ جو وہ اُٹھا رہے ہوتے ہیں اس فائدہ کے اُٹھاتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے احسان کو سامنے نہیں رکھتے بلکہ دنیاوی فائدوں کو، دنیاوی اسباب کو سامنے رکھ رہے ہوتے ہیں۔ فرمایا وجہ کیا ہے اس کی؟” ......کیونکہ اسباب پرستی کا گرد و غبار مُسبّبِ حقیقی کا پورا چہرہ دیکھنے سے روک دیتا ہے“ (کیونکہ ظاہری طور پر جو اسباب ہیں جن سے انسان فائدہ اُٹھا رہا ہوتا ہے، انہوں نے اس طرح ڈھانک لیا ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ جو اِن سب اسباب کو پیدا کرنے والا ہے اس کا چہرہ نظر نہیں آتا۔ پھر کیونکہ اسباب پرستی ہے اس لئے مسبب حقیقی کا پورا چہرہ دیکھنے سے یہ چیز روک دیتی ہے)“ اس لئے ان کو وہ صاف نظر میسر نہیں آتی جس سے کامل طور پر معطی حقیقی کا جمال مشاہدہ کر سکتے۔“ وہ جو ہر چیز عطا کرنے والا ہے اصل میں تو حقیقی طور پر وہی ہے جو ہر چیز دینے والا ہے اس کی جو خوبصورتی ہے اس کا جو حسن ہے وہ ہمارے سامنے نہیں آتا۔ تو فرمایا کہ” سو ان کی ناقص معرفت رعایت اسباب کی کدورت سے ملی ہوئی ہوتی ہے اور بوجہ اس کے جو وہ خدا کے احسانات کو اچھی طرح دیکھ نہیں سکتے خود بھی اس کی طرف وہ التفات نہیں کرتے جو احسانات کے مشاہدہ کے وقت کرنی پڑتی ہے جس سے محسن کی شکل نظر کے سامنے آ جاتی ہے بلکہ ان کی معرفت ایک دھندلی سی ہوتی ہے۔ وجہ یہ کہ وہ کچھ تو اپنی محنتوں اور اپنے اسباب پر بھروسہ رکھتے ہیں اور کچھ تکلف کے طور پر یہ بھی مانتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کا حق خالقیت اور رزاقیت ہمارے سر پر واجب ہے اور چونکہ خدا تعالیٰ انسان کو اس کے وسعت فہم سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا اس لئے ان سے جب تک کہ وہ اس حالت میں ہیں یہی چاہتا ہے کہ اس کے حقوق کا شکر ادا کریں اور آیت اِنَّ اللّٰہَ یَاۡمُرُ بِالۡعَدۡلِ (النحل:91)۔ میں عدل سے مراد یہی اطاعت برعایت عدل ہے۔“ (چونکہ ان کو پوری طرح علم نہیں، صرف اللہ تعالیٰ کی خالقیت اور اس کے رازق ہونے کا چاہے وہ زبانی ہو اظہار کر رہے ہوتے ہیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ بھی ان کی اسی حالت کو سامنے رکھتے ہوئے جتنا جتنا بھی شکر وہ ادا کر رہے ہیں اور یہ اللہ تعالیٰ کے عدل کا بھی تقاضا ہے کہ وہ اس کو اتنا ہی ان کے لئے کافی سمجھے اور وہ بھی یہی سمجھتے ہیں کہ ہم نے اللہ تعالیٰ کی خاطر کافی کچھ کر لیا) فرمایا کہ

”......مگر اس سے بڑھ کر ایک اور مرتبہ انسان کی معرفت کا ہے اور وہ یہ ہے کہ جیسا کہ ہم ابھی بیان کر چکے ہیں انسان کی نظر رویت اسباب سے بالکل پاک اور منزہ ہو کر خدا تعالیٰ کے فضل اور احسان کے ہاتھ کو دیکھ لیتی ہے اور اس مرتبہ پر انسان اسباب کے حجابوں سے بالکل باہر آ جاتا ہے اور یہ مقولہ کہ مثلاً میری اپنی ہی آبپاشی سے میری کھیتی ہوئی اور یا میرے اپنے ہی بازو سے یہ کامیابی مجھے ہوئی یا زید کی مہربانی سے فلاں مطلب میرا پورا ہوا اور بکر کی خبرگیری سے میں تباہی سے بچ گیا یہ تمام باتیں ہیچ اور باطل معلوم ہونے لگتی ہیں اور ایک ہی ہستی اور ایک ہی قدرت اور ایک ہی محسن اور ایک ہی ہاتھ نظر آتا ہے۔ تب انسان ایک صاف نظر سے جس کے ساتھ ایک ذرہ شرک فی الاسباب کی گرد و غبار نہیں خدا تعالیٰ کے احسانوں کو دیکھتا ہے اور یہ رویت اس قسم کی صاف اور یقینی ہوتی ہے کہ وہ ایسے محسن کی عبادت کرنے کے وقت اس کو غائب نہیں سمجھتا بلکہ یقیناً اس کو حاضر خیال کر کے اس کی عبادت کرتا ہے اور اس عبادت کا نام قرآن شریف میں اِحۡسَان ہے۔ اور صحیح بخاری اور مسلم میں خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے احسان کے یہی معنی بیان فرمائے ہیں۔

اور اس درجہ کے بعد ایک اور درجہ ہے جس کا نام اِیۡتَآءِ ذِی الۡقُرۡبٰی ہے اور تفصیل اس کی یہ ہے کہ جب انسان ایک مدت تک احسانات الٰہی کو بلا شرکت اسباب دیکھتا رہے اور اس کو حاضر اور بلاواسطہ محسن سمجھ کر اس کی عبادت کرتا رہے تو اس تصور اور تخیّل کا آخری نتیجہ یہ ہوگا کہ ایک ذاتی محبت اس کو جناب الٰہی کی

نسبت پیدا ہو جائے گی۔ کیونکہ متواتر احسانات کا دائمی ملاحظہ بالضرورت شخص ممنون کے دل میں یہ اثر پیدا کرتا ہے‘‘ (یعنی اس شخص کے دل میں جس پر احسان کیا جائے یہ اثر پیدا کرتا ہے) ’’کہ وہ رفتہ رفتہ اس شخص کی ذاتی محبت سے بھر جاتا ہے جس کے غیر محدود احسانات اس پر محیط ہو گئے۔ پس اس صورت میں وہ صرف احسانات کے تصور سے اس کی عبادت نہیں کرتا بلکہ اس کی ذاتی محبت اس کے دل میں بیٹھ جاتی ہے جیسا کہ بچہ کو ایک ذاتی محبت اپنی ماں سے ہوتی ہے۔ پس اس مرتبہ پر وہ عبادت کے وقت صرف خدا تعالیٰ کو دیکھتا ہی نہیں بلکہ دیکھ کر سچے عشاق کی طرح لذت بھی اٹھاتا ہے اور تمام اغراض نفسانی معدوم ہو کر ذاتی محبت اس کی اندر پیدا ہو جاتی ہے اور یہ وہ مرتبہ ہے جس کو خدا تعالیٰ نے لفظ ایتائ ذی القربی سے تعبیر کیا ہے اور اسی کی طرف خدا تعالیٰ نے اس آیت میں اشارہ کیا ہے فَاذْکُرُوا اللّٰہَ کَذِکْرِکُمْ اٰبَآءَکُمْ اَوْ اَشَدَّ ذِکْرًا (البقرۃ: 201) غرض آیت اِنَّ اللّٰہ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِیْتَائِ ذِی الْقُرْبٰی (النحل: 91) کی یہ تفسیر ہے اور اس میں خدا تعالیٰ نے تینوں مرتبے انسانی معرفت کے بیان کر دیئے اور تیسرے مرتبہ کو محبت ذاتی کا مرتبہ قرار دیا اور یہ وہ مرتبہ ہے جس میں تمام اغراض نفسانی جل جاتے ہیں اور دل ایسا محبت سے بھر جاتا ہے جیسا کہ ایک شیشہ عطر سے بھرا ہوا ہوتا ہے اسی مرتبہ کی طرف اشارہ اس آیت میں ہے وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّشْرِیْ نَفْسَہُ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللّٰہِ وَاللّٰہُ رَءُوْفٌ بِالْعِبَادِ (البقرۃ: 208)۔ یعنی بعض مومن لوگوں میں سے وہ بھی ہیں کہ اپنی جانیں رضاء الٰہی کے عوض میں بیچ دیتے ہیں اور خدا ایسوں ہی پر مہربان ہے۔ اور پھر فرمایا بَلٰی مَنْ اَسْلَمَ وَجْہَہٗ لِلّٰہِ وَھُوَ مُحْسِنٌ فَلَہٗ اَجْرُہٗ عِنْدَ رَبِّہٖ وَلَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ (البقرۃ: 113)۔ یعنی وہ لوگ نجات یافتہ ہیں جو خدا کو اپنا وجود حوالہ کر دیں اور اس کی نعمتوں کے تصور سے اس طور سے اس کی عبادت کریں کہ گویا اس کو دیکھ رہے ہیں۔ سو ایسے لوگ خدا کے پاس سے اجر پاتے ہیں اور نہ ان کو کچھ خوف ہے اور نہ وے کچھ غم کرتے ہیں یعنی ان کا مدّعا خدا اور خدا کی محبت ہو جاتی ہے اور خدا کے پاس کی نعمتیں ان کا اجر ہوتا ہے اور پھر ایک جگہ فرمایا۔ یُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰی حُبِّہٖ مِسْکِیْنًا وَّ یَتِیْمًا وَّ اَسِیْرًا اِنَّمَا نُطْعِمُکُمْ لِوَجْہِ اللّٰہِ لَا نُرِیْدُ مِنْکُمْ جَزَآءً وَّ لَا شُکُوْرًا (الدھر: 9-10) ’’یعنی مومن وہ ہیں جو خدا کی محبت سے مسکینوں اور یتیموں اور قیدیوں کو روٹی کھلاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس روٹی کھلانے سے تم سے کوئی بدلہ اور شکر گذاری نہیں چاہتے اور نہ ہماری کچھ غرض ہے ان تمام خدمات سے صرف خدا کا چہرہ ہمارا مطلب ہے۔ اب سوچنا چاہئے کہ ان تمام آیات سے کس قدر صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ قرآن شریف نے اعلیٰ طبقہ عبادت الٰہی اور اعمال صالحہ کا یہی رکھا ہے کہ محبت الٰہی اور رضاء الٰہی کی طلب سچے دل سے ظہور میں آوے۔ ...... خدا تعالیٰ نے تو اس دین کا نام اسلام اس غرض سے رکھا ہے کہ تا انسان خدا تعالیٰ کی عبادت نفسانی اغراض سے نہیں بلکہ طبعی جوش سے کرے (خدا تعالیٰ کی عبادت نفسانی اغراض سے نہیں، ضرورتیں پوری کرنے کے لئے عبادت نہیں کرنی بلکہ طبعی جوش سے کرے) کیونکہ اسلام تمام اغراض کے چھوڑ دینے کے بعد رضا بقضا کا نام ہے۔ دنیا میں بجز اسلام ایسا کوئی مذہب نہیں جس کے یہ مقاصد ہوں۔ بے شک خدا تعالیٰ نے اپنی رحمت جتلانے کے لئے مومنوں کو انواع اقسام کی نعمتوں کے وعدے دیئے ہیں مگر مومنوں کو جو اعلیٰ مقام کے خواہش مند ہیں یہی تعلیم دی ہے کہ وہ محبت ذاتی سے خدا تعالیٰ کی عبادت کریں۔‘‘

(نور القرآن نمبر 2 روحانی خزائن جلد 9 صفحہ 436 تا 441)

اصل عبادت وہی ہے جو محبت ذاتی سے ہو نہ کہ کسی فائدے کے لئے۔ پھر ایک جگہ سچی محبت کی علامت بیان فرماتے ہوئے آپ فرماتے ہیں کہ

’’...... محبت عجیب چیز ہے۔ اس کی آگ گناہوں کی آگ کو جلاتی اور معصیت کے شعلے کو بھسم کر دیتی ہے۔ سچی اور ذاتی اور کامل محبت کے ساتھ عذاب جمع ہو ہی نہیں سکتا اور سچی محبت کے علامات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اس کی فطرت میں یہ بات منقوش ہوتی ہے کہ اپنے محبوب کے قطع تعلق کا اُس کو نہایت خوف ہوتا ہے اور ایک ادنیٰ سے ادنیٰ قصور کے ساتھ اپنے تئیں ہلاک شدہ سمجھتا ہے اور اپنے محبوب کی مخالفت کو اپنے لئے ایک زہر خیال کرتا ہے اور نیز اپنے محبوب کے وصال کے پانے کے لئے نہایت بے تاب رہتا ہے اور بُعد اور دُوری کے صدمہ سے ایسا گداز ہوتا ہے کہ بس مر ہی جاتا ہے۔ اس لئے وہ صرف ان باتوں کو گناہ نہیں سمجھتا کہ جو عوام سمجھتے ہیں کہ قتل نہ کر۔ خون نہ کر۔ زنا نہ کر۔ چوری نہ کر۔ جھوٹی گواہی نہ دے۔ بلکہ وہ ایک ادنیٰ غفلت کو اور ادنیٰ التفات کو جو خدا کو چھوڑ کر غیر کی طرف کی جائے ایک کبیرہ گناہ خیال کرتا ہے۔ اس لئے اپنے محبوب ازلی کی جناب میں دوام استغفار اس کا ورد ہوتا ہے۔‘‘ (باقاعدگی سے استغفار کرتا رہتا ہے) ’’اور چونکہ اس بات پر اس کی فطرت راضی نہیں ہوتی کہ وہ کسی وقت بھی خدا تعالیٰ سے الگ رہے اس لئے بشریت کے تقاضا سے ایک ذرّہ غفلت بھی اگر صادر ہو تو اس کو ایک پہاڑ کی طرح گناہ سمجھتا ہے۔ یہی بھید ہے کہ خدا تعالیٰ سے پاک اور کامل تعلق رکھنے والے ہمیشہ استغفار میں مشغول رہتے ہیں کیونکہ یہ محبت کا تقاضا ہے کہ ایک محبّ صادق کو ہمیشہ یہ فکر لگی رہتی ہے کہ اس کا محبوب اس پر ناراض نہ ہو جائے اور چونکہ اس کے دل میں ایک پیاس لگا دی جاتی ہے کہ خدا کامل طور پر اس سے راضی ہو اس لئے اگر خدا تعالیٰ یہ بھی کہے کہ میں تجھ سے راضی ہوں تب بھی وہ اس قدر پر صبر نہیں کر سکتا کیونکہ جیسا کہ شراب کے دَور کے وقت ایک شراب پینے والا ہر دم ایک مرتبہ پی کر پھر دوسری مرتبہ مانگتا ہے۔ اسی طرح جب انسان کے اندر محبت کا چشمہ جوش مارتا ہے تو وہ محبت طبعًا یہ تقاضا کرتی ہے کہ زیادہ سے زیادہ خدا تعالیٰ کی رضا حاصل ہو۔......‘‘ (اگر اللہ تعالیٰ نے کہہ دیا میں راضی ہوں تو بیٹھ نہیں جانا بلکہ اللہ تعالیٰ کی رضا کی اطلاع ہونا اس شخص کو مزید استغفار میں اور عبادتوں میں مائل کرتی ہے اور بجالانے کی طرف توجہ دلاتی ہے) فرمایا ’’...... پس محبت کی کثرت کی وجہ سے استغفار کی بھی کثرت ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ خدا سے کامل طور پر پیار کرنے والے ہر دم اور ہر لحظہ استغفار کو اپنا ورد رکھتے ہیں۔ اور سب سے بڑھ کر معصوم کی یہی نشانی ہے کہ وہ سب سے زیادہ استغفار میں مشغول رہے۔ اور استغفار کے حقیقی معنی یہ ہیں کہ ہر ایک لغزش اور قصور جو بوجہ ضعف بشریت انسان سے صادر ہو سکتی ہے اس امکانی کمزوری کو دور کرنے کے لئے خدا سے مدد مانگی جائے تا خدا کے فضل سے وہ کمزوری ظہور میں نہ آوے۔ اور مستور و مخفی رہے۔‘‘ (چھپی رہے کمزوری۔ ظاہر نہ ہو) ’’پھر بعد اس کے استغفار کے معنی عام لوگوں کے لئے وسیع کئے گئے اور یہ امر بھی استغفار میں داخل ہوا کہ جو کچھ لغزش اور قصور صادر ہو چکا خدا تعالیٰ اس کے بدنتائج اور زہریلی تاثیروں سے دنیا اور آخرت میں محفوظ رکھے۔ پس نجات حقیقی کا سرچشمہ محبت ذاتی خدائے عزّ وجل کی ہے جو عجز و نیاز اور دائمی استغفار کے ذریعہ سے خدا تعالیٰ کی محبت کو اپنی طرف کھینچتی ہے۔ اور جب انسان کمال درجہ تک اپنی محبت کو پہنچاتا ہے اور محبت کی آگ سے اپنے جذبات نفسانیت کو جلا دیتا ہے تب یکدفعہ ایک شعلہ کی طرح خدا تعالیٰ کی محبت جو خدا تعالیٰ اس سے کرتا ہے اس کے دل پر گرتی ہے اور اس کو سفلی زندگی کے گندوں سے باہر لے آتی ہے اور خدائے حّی و قیّوم کی پاکیزگی کا رنگ اس کے نفس پر چڑھ جاتا ہے بلکہ تمام صفاتِ الٰہیہ سے ظلّی طور پر اس کو حصّہ ملتا ہے۔ تب وہ تجلیات الٰہیہ کا مظہر ہو جاتا ہے اور جو کچھ ربوبیت کے ازلی خزانہ میں مکتوم و مستور ہے‘‘ (چھپا ہوا ہے) ’’اس کے ذریعہ سے وہ اسرار دنیا میں ظاہر ہوتے ہیں۔ چونکہ وہ خدا جس نے اس دنیا کو پیدا کیا ہے بخیل نہیں ہے بلکہ اس کے فیوض دائمی ہیں اور اس کے اسماء اور صفات کبھی معطّل نہیں ہو سکتے۔......‘‘

(چشمۂ مسیحی روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 380-378)

پھر اس بات کی وضاحت فرماتے ہوئے کہ گناہوں کو دور کرنا اور اعمال صالحہ بجالانا بغیر خدا تعالیٰ کی محبت کے ممکن نہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ

’’...... گناہ درحقیقت ایک ایسا زہر ہے جو اس وقت پیدا ہوتا ہے کہ جب انسان خدا کی اطاعت اور خدا کی پُرجوش محبت اور محبانہ یاد الٰہی سے محروم اور بے نصیب ہو۔ اور جیسا کہ ایک درخت جب زمین سے اکھڑ جائے اور پانی چوسنے کے قابل نہ رہے تو وہ دن بدن خشک ہونے لگتا ہے اور اس کی تمام سرسبزی برباد ہو جاتی ہے۔ یہی حال اس انسان کا ہوتا ہے جس کا دل خدا کی محبت سے اکھڑا ہوا ہوتا ہے۔ پس خشکی کی طرح گناہ اس پر غلبہ کرتا ہے سو اس خشکی کا علاج خدا کے قانون قدرت میں تین طور سے ہے۔ (۱) ایک محبت (۲) استغفار جس کے معنے ہیں دبانے اور ڈھانکنے کی خواہش۔ کیونکہ جب تک مٹی میں درخت کی جڑ جمی رہے تب تک وہ سرسبزی کا امیدوار ہوتا ہے۔ (۳) تیسرا علاج توبہ ہے۔ یعنی زندگی کا پانی کھینچنے کے لئے تذلّل کے ساتھ خدا کی طرف پھرنا اور اس سے اپنے تئیں نزدیک کرنا اور معصیت کے حجاب سے اعمال صالحہ کے ساتھ اپنے تئیں باہر نکالنا۔‘‘

یعنی گناہوں کا جو پردہ پڑا ہوا ہے اس کو دور کرنے کے لئے اعمال صالحہ کی ضرورت ہے اور اعمال صالحہ بجالانے کے لئے جو اس پردے کو دور کر دیں جیسا کہ میں خطبات میں چند ماہ پہلے یا چند ہفتوں پہلے بھی بیان کر چکا ہوں کہ ان کے لئے پھر قوت ارادی اور علم کا پیدا ہونا اور قوت عملی کی ضرورت ہے، تبھی یہ حجاب دور ہوتے ہیں اور اعمال صالحہ کرنے کی توفیق ملتی ہے اور پھر ان برائیوں سے انسان باہر آتا ہے۔

فرمایا: ’’...... اور توبہ صرف زبان سے نہیں ہے بلکہ توبہ کا کمال اعمال صالحہ کے ساتھ ہے۔‘‘ (کہ زبان سے توبہ کہنا کوئی ضروری نہیں بلکہ توبہ اسی وقت ہے، یہ توبہ اسی وقت مکمل ہوگی، اسی وقت توبہ سمجھی جائے گی جب اعمال صالحہ بھی ساتھ ساتھ بجالائے جا رہے ہوں) ’’تمام نیکیاں توبہ کی تکمیل کے لئے ہیں کیونکہ سب سے مطلب یہ ہے کہ ہم خدا سے نزدیک ہو جائیں۔ دعا بھی توبہ ہے کیونکہ اس سے بھی ہم خدا کا قرب ڈھونڈتے ہیں۔ اسی لئے خدا نے انسان کی جان کو پیدا کر کے اس کا نام روح رکھا۔ کیونکہ اس کی حقیقی راحت اور آرام خدا کے اقرار اور اسکی محبت اور اسکی اطاعت میں ہے۔ اور اس کا نام نفس رکھا کیونکہ وہ خدا

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission
Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years
Free management Service
Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF
Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

سے اتحاد پیدا کرنیوالا ہے...'' (روح اس لئے رکھا کہ اس کو خدا کی محبت میں راحت ملتی ہے اس کو اور نفس اس لئے کہ نفس میں خدا تعالیٰ سے جڑنے کی صلاحیت ہے۔ یہ نکتہ آپؑ نے بیان فرمایا کہ خدا نے انسان کی جان کو پیدا کر کے اس کا نام اس لئے روح رکھا کیونکہ اس کی حقیقی راحت اور آرام خدا کے اقرار اور اس کی محبت اور اس کی اطاعت میں ہے۔ روح کی راحت اسی میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کی محبت میں انسان فنا ہو جائے اس کے احکامات کی پابندی کرے، اطاعت کرے۔ نفس اس لئے رکھا کیونکہ وہ خدا سے اتحاد پیدا کرنے والا ہے یعنی خدا تعالیٰ کے ساتھ جڑنے کی اس میں صلاحیت موجود ہے) فرمایا کہ ''... خدا سے دل لگانا ایسا ہوتا ہے جیسا کہ باغ میں وہ درخت ہوتا ہے جو باغ کی زمین سے خوب پیوستہ ہوتا ہے۔ یہی انسان کا جنت ہے۔ اور جس طرح درخت زمین کے پانی کو چوستا اور اپنے اندر کھینچتا اور اس سے اپنے زہریلے بخارات باہر نکالتا ہے اسی طرح انسان کے دل کی حالت ہوتی ہے کہ وہ خدا کی محبت کا پانی چوس کر زہریلے مواد کے نکالنے پر قوت پاتا ہے اور بڑی آسانی سے اُن مواد کو دفع کرتا ہے۔ اور خدا میں ہو کر پاک نشوونما پاتا جاتا ہے۔ اور بہت پھیلتا اور خوشنما سرسبزی دکھلاتا اور اچھے پھل لاتا ہے۔ مگر جو خدا میں پیوستہ نہیں وہ نشوونما دینے والے پانی کو چوس نہیں سکتا اس لئے دم بدم خشک ہوتا چلا جاتا ہے۔ آخر پتے بھی گر جاتے ہیں اور خشک اور بدشکل ٹہنیاں رہ جاتی ہیں۔ پس چونکہ گناہ کی خشکی بے تعلقی سے پیدا ہوتی ہے اس لئے اس خشکی کے دور کرنے کے لئے سیدھا علاج مستحکم تعلق ہے۔'' (اپنا مضبوط تعلق اللہ تعالیٰ سے پیدا کرو تبھی یہ خشکی دور ہوگی۔ نہیں تو سوکھے ہوئے درخت کی طرح انسان روحانی لحاظ سے بالکل ختم ہو جاتا ہے۔ فرمایا کہ) ''جس پر قانون قدرت گواہی دیتا ہے۔ اسی کی طرف اللہ جل شانہ اشارہ کر کے فرماتا ہے۔ یٰۤاَیَّتُھَا النَّفۡسُ الۡمُطۡمَئِنَّۃُ ارۡجِعِیۡۤ اِلٰی رَبِّکِ رَاضِیَۃً مَّرۡضِیَّۃً فَادۡخُلِیۡ فِیۡ عِبٰدِیۡ وَادۡخُلِیۡ جَنَّتِیۡ۔ (الفجر 31-28) یعنی اے وہ نفس جو خدا سے آرام یافتہ ہے اپنے رب کی طرف واپس چلا آ۔ وہ تجھ سے راضی اور تو اس سے راضی۔ پس میرے بندوں میں داخل ہو جا اور میرے بہشت کے اندر آ...'' فرمایا کہ ''... غرض گناہ کے دور کرنے کا علاج صرف خدا کی محبت اور عشق ہے۔ لہٰذا وہ تمام اعمال صالحہ جو محبت اور عشق کے سرچشمہ سے نکلتے ہیں گناہ کی آگ پر پانی چھڑکتے ہیں کیونکہ انسان خدا کیلئے نیک کام کر کے اپنی محبت پر مہر لگاتا ہے۔ خدا کو اس طرح پر مان لینا کہ اس کو ہر ایک چیز پر مقدم رکھنا یہاں تک کہ اپنی جان پر بھی۔ یہ وہ پہلا مرتبۂ محبت ہے جو درخت کی اس حالت سے مشابہ ہے جبکہ وہ زمین میں لگایا جاتا ہے۔ اور پھر دوسرا مرتبہ استغفار جس سے یہ مطلب ہے کہ خدا سے الگ ہو کر انسانی وجود کا پردہ نہ کھل جائے۔ اور یہ مرتبہ درخت کی اس حالت سے مشابہ ہے جبکہ وہ زور کر کے پورے طور پر اپنی جڑ زمین میں قائم کر لیتا ہے اور پھر تیسرا مرتبہ توبہ جو اس حالت کے مشابہ ہے کہ جب درخت اپنی جڑیں پانی سے قریب کر کے بچہ کی طرح اس کو چوستا ہے۔ غرض گناہ کی فلاسفی یہی ہے کہ وہ خدا سے جدا ہو کر پیدا ہوتا ہے۔ لہٰذا اس کا دور کرنا خدا کے تعلق سے وابستہ ہے۔ پس وہ کیسے نادان لوگ ہیں جو کسی کی خودکشی کو گناہ کا علاج کہتے ہیں۔'' (سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب۔ روحانی خزائن۔ جلد 12 صفحہ 328 تا 330)

پھر اللہ تعالیٰ کے قرب پانے کے ذریعہ کا ذکر فرماتے ہوئے آپ ایک جگہ فرماتے ہیں۔

''قرآن شریف اس تعلیم کو پیش کرتا ہے جس کے ذریعہ سے اور جس پر عمل کرنے سے اسی دنیا میں دیدارِ الٰہی میسر آ سکتا ہے۔ جیسا کہ وہ فرماتا ہے۔ مَنۡ کَانَ یَرۡجُوۡا لِقَآءَ رَبِّہٖ فَلۡیَعۡمَلۡ عَمَلًا صَالِحًا وَّ لَا یُشۡرِکۡ بِعِبَادَۃِ رَبِّہٖۤ اَحَدًا (الکھف 111) یعنی جو شخص چاہتا ہے کہ اِسی دنیا میں اس خدا کا دیدار نصیب ہو جائے جو حقیقی خدا اور پیدا کنندہ ہے۔ پس چاہئے کہ وہ ایسے نیک عمل کرے جن میں کسی قسم کا فساد نہ ہو۔ یعنی عمل اس کے نہ لوگوں کے دکھلانے کے لئے ہوں نہ ان کی وجہ سے دل میں تکبر پیدا ہو کہ میں ایسا ہوں اور ایسا ہوں اور نہ وہ عمل ناقص اور ناتمام ہوں اور نہ ان میں کوئی ایسی بدبو ہو جو محبت ذاتی کے برخلاف ہو بلکہ چاہئے کہ صدق اور وفاداری سے بھرے ہوئے ہوں اور ساتھ اس کے یہ بھی چاہئے کہ ہر ایک قسم کے شرک سے پرہیز ہو۔ نہ سورج نہ چاند نہ آسمان کے ستارے نہ ہوا نہ آگ نہ پانی نہ کوئی اور زمین کی چیز معبود ٹھہرائی جائے اور نہ دنیا کے اسباب کو ایسی عزت دی جائے اور ایسا ان پر بھروسہ کیا جائے کہ گویا وہ خدا کے شریک ہیں اور نہ اپنی ہمت اور کوشش کو کچھ چیز سمجھا جائے کہ یہ بھی شرک کے قسموں میں سے ایک قسم ہے بلکہ سب کچھ کر کے یہ سمجھا جائے کہ ہم نے کچھ نہیں کیا۔ اور نہ اپنے علم پر کوئی غرور کیا جائے اور نہ اپنے عمل پر کوئی ناز۔ بلکہ اپنے تئیں فی الحقیقت جاہل سمجھیں اور کاہل سمجھیں اور خدا تعالیٰ کے آستانہ پر ہر ایک وقت روح گری رہے اور دعاؤں کے ساتھ اس کے فیض کو اپنی طرف کھینچا جائے اور اس شخص کی طرح ہو جائیں کہ جو سخت پیاسا اور بے دست و پا ہے اور اس کے سامنے ایک چشمہ نمودار ہوا ہے نہایت صافی اور شیریں۔ پس اس نے افتاں و خیزاں بہرحال اپنے تئیں اس چشمہ تک پہنچا دیا اور اپنی لبوں کو اس چشمہ پر رکھ دیا اور علیحدہ نہ ہوا جب تک سیراب نہ ہوا۔'' (لیکچر لاہور روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 154)

پھر محبت الٰہی کے معیار کا ذکر فرماتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

''اگر یہ معلوم کر لو کہ تم میں ایک عاشق صادق کی سی محبت ہے جس طرح وہ اس کے ہجر میں، اس کے فراق میں بھوکا مرتا ہے پیاس سہتا ہے نہ کھانے کی ہوش نہ پانی کی پرواہ۔ نہ اپنے تن بدن کی کچھ خبر اسی طرح تم بھی خدا کی محبت میں ایسے محو ہو جاؤ کہ تمہارا وجود ہی درمیان سے گم ہو جاوے پھر اگر ایسے تعلق میں انسان مر بھی جاوے تو بڑا ہی خوش قسمت ہے۔ ہمیں تو ذاتی محبت سے کام ہے۔ نہ کشوف سے غرض نہ الہام کی پرواہ'' (یہ لوگ کہتے ہیں ناں کہ کشف ہوا یا الہام ہوا ہے۔ ذاتی محبت اللہ تعالیٰ سے ہو تو وہ اصل چیز ہے۔ یہ نہیں کہ کتنے الہام ہوئے اور کتنے کشف آئے اور کتنی سچی خوابیں آئیں) ''دیکھو ایک شرابی شراب کے جام کے جام پیتا ہے اور لذّت اٹھاتا ہے۔ اسی طرح تم اس کی ذاتی محبت کے جام بھر بھر کے پیو۔ جس طرح وہ دریا نوش ہوتا ہے اسی طرح تم بھی کبھی سیر نہ ہونے والے بنو۔ جب تک انسان اس امر کو محسوس نہ کر لے کہ میں محبت کے ایسے درجہ کو پہنچ گیا ہوں کہ اب عاشق کہلا سکوں تب تک پیچھے ہرگز نہ ہٹے۔ قدم آگے ہی آگے رکھتا جاوے اور اس جام کو منہ سے نہ ہٹائے۔ اپنے آپ کو اس کے لیے بیقرار و شیدا و مضطرب بنالو۔ اگر اس درجہ تک نہیں پہنچے تو کوڑی کے کام کے نہیں۔ ایسی محبت ہو کہ خدا کی محبت کے مقابل پر کسی چیز کی پرواہ نہ ہو۔ نہ کسی قسم کی طمع کے مطیع بنو اور نہ کسی قسم کے خوف کا تمہیں خوف ہو۔'' (ملفوظات جلد 3 صفحہ 134 مطبوعہ ربوہ)

پھر فرماتے ہیں:

''جب اللہ تعالیٰ سے بالکل راضی ہو جاوے اور کوئی شکوہ شکایت نہ رہے اس وقت محبت ذاتی پیدا ہو جاتی ہے۔ اور جب تک خدا سے محبت ذاتی پیدا نہ ہو تو ایمان بڑے خطرے کی حالت میں ہے لیکن جب ذاتی محبت ہو جاتی ہے تو انسان شیطان کے حملوں سے امن میں آ جاتا ہے۔ اس ذاتی محبت کو دعا سے حاصل کرنا چاہئے۔ جب تک یہ محبت پیدا نہ ہوا انسان نفس امارہ کے نیچے رہتا ہے اور اس کے پنجہ میں گرفتار رہتا ہے اور ایسے لوگ جو نفس امارہ کے نیچے ہیں ان کا قول ہے (پنجابی میں فرمایا کہ) ''ایہہ جہان مٹھا اگلا کن ڈٹھا'' (یعنی یہ جہان تو میٹھا ہے اگلا جہاں پتا نہیں آنا ہے کہ نہیں آنا، کون سا ہم نے دیکھا ہے) ''یہ لوگ بڑی خطرناک حالت میں ہوتے ہیں اور لوّامہ والے ایک گھڑی میں ولی اور ایک گھڑی میں شیطان ہو جاتے ہیں۔'' (دوسری حالت لوامہ کی ہے۔ ان کی حالت یہ ہے کہ ایک وقت میں تو ولی ہو جاتے ہیں اور دوسرے وقت میں شیطان بھی ہو جاتے ہیں۔ اوپر نیچے حالت ہوتی ہے۔) ''ان کا ایک رنگ نہیں رہتا کیونکہ ان کی لڑائی نفس کے ساتھ شروع ہوتی ہے جس میں کبھی وہ غالب اور کبھی مغلوب ہوتے ہیں تاہم یہ لوگ محل مدح میں ہوتے ہیں کیونکہ ان سے نیکیاں بھی سرزد ہوتی ہیں اور خوفِ خدا بھی ان کے دل میں ہوتا ہے لیکن نفس مطمئنہ والے بالکل فتح مند ہوتے ہیں اور وہ سارے خطروں اور خوفوں سے نکل کر امن کی جگہ میں جا پہنچتے ہیں۔ وہ اس دارالامان میں ہوتے ہیں جہاں شیطان نہیں پہنچ سکتا۔'' (ملفوظات جلد 3 صفحہ 508 مطبوعہ ربوہ)

پھر ایک مؤمن کے عشق الٰہی کے معیار کے بارے میں فرمایا کہ

''مؤمن کا رنگ عاشق کا رنگ ہوتا ہے اور وہ اپنے عشق میں صادق ہوتا ہے اور اپنے معشوق یعنی خدا کے لیے کامل اخلاص اور محبت اور جان فدا کرنے والا جوش اپنے اندر رکھتا ہے اور تضرع اور ابتہال اور ثابت قدمی سے اس کے حضور میں قائم ہوتا ہے۔ دنیا کی کوئی لذت اس کے لیے لذت نہیں ہوتی۔ اس کی روح اسی عشق میں پرورش پاتی ہے۔ معشوق کی طرف سے استغنا دیکھ کر وہ گھبراتا نہیں۔ اس طرف سے خاموشی اور بے التفاتی بھی معلوم کر کے وہ کبھی ہمت نہیں ہارتا بلکہ ہمیشہ قدم آگے ہی رکھتا ہے اور درد دل زیادہ سے زیادہ پیدا کرتا جاتا ہے۔ ان دونوں چیزوں کا ہونا ضروری ہے کہ مومن عاشق'' (جو مؤمن عاشق ہے) ''کی طرف سے محبت الٰہی میں پورا استغراق ہو۔'' (مؤمن عاشق بن کے محبت الٰہی میں پوری طرح غرق ہو جائے اور) ''عشق کمال ہو، محبت میں سچا جوش اور عہد عشق میں ثابت قدمی ایسی کوٹ کوٹ کے بھری ہو کہ جس کو کوئی صدمہ جنبش میں نہ لا سکے'' (جس کو کوئی صدمہ ہلا نہ سکے) ''اور معشوق کی طرف سے کبھی کبھی بے پرواہی اور خاموشی ہو۔ درد دو قسم کا موجود ہو۔ ایک تو وہ جو اللہ تعالیٰ کی محبت کا درد ہو۔ دوسرا وہ جو کسی کی مصیبت پر دل میں درد اٹھے اور خیر خواہی کے لیے اضطراب پیدا ہو۔ اور اس کی اعانت کے لیے بے چینی پیدا ہو۔ خدا تعالیٰ کی محبت کے لیے جو اخلاص اور درد ہوتا ہے اور ثابت قدمی اس کے ساتھ ملی ہوئی ہوتی ہے وہ انسان کو بشریت سے الگ کر کے الوہیت کے سایہ میں لا ڈالتا ہے۔ جب تک اس کی حد تک درد اور عشق نہ پہنچ جائے کہ جس میں غیر اللہ سے محویت حاصل ہو جائے اس وقت انسان خطرات میں پڑا رہتا ہے۔ ان خطرات کا استیصال بغیر اس امر کے مشکل ہوتا ہے کہ انسان غیر اللہ سے بکلی منقطع ہو کر اسی کا ہو جائے اور اس کی رضا میں داخل ہونا بھی محال ہوتا ہے اور اس کی مخلوق کے لیے ایسا درد ہونا چاہئے جس طرح ایک نہایت ہی مہربان والدہ اپنے ناتواں پیارے بچے کے لیے دل میں سچا جوش محبت رکھتی ہے۔''

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 32 مطبوعہ ربوہ)

یعنی کہ اللہ تعالیٰ کے غیر سے بالکل تعلق قطع کر لینا اور دوسرے اللہ تعالیٰ کی مخلوق کا درد بھی دل میں رکھنا چاہئے۔ یہ اصل ہے جو ایک صحیح مؤمن کے دل میں ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ کا عاشق ہو۔ پھر فرمایا:

''اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایسا تعلق قوی اور محبت صافی تب ہو سکتی ہے جب اس کی ہستی کا پتہ لگے۔ دنیا اس قسم کے شبہات کے ساتھ خراب ہوئی ہے۔ بہت سے تو کھلے طور پر دہریہ ہو گئے ہیں اور بعض ایسے ہیں

جو دہریہ تو نہیں ہوئے مگر ان کے رنگ میں رنگین ہیں اور اسی وجہ سے دین میں سست ہو رہے ہیں۔ اس کا علاج یہی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے رہیں تا ان کی معرفت زیادہ ہو اور صادقوں کی صحبت میں رہیں جس سے وہ اللہ تعالیٰ کی قدرت اور تصرف کے تازہ بتازہ نشان دیکھتے رہیں۔ پھر وہ جس طرح پر چاہے گا اور جس راہ سے چاہے گا معرفت بڑھا دے گا اور بصیرت عطا کرے گا اور ثلجِ قلب ہو جائے گا" (یعنی دل تسلی پائے گا) یہ بالکل سچ ہے کہ جس قدر اللہ تعالیٰ کی ہستی اور اس کی عظمت پر ایمان ہوگا اسی قدر اللہ تعالیٰ سے محبت اور خوف ہوگا ورنہ غفلت کے ایام میں جرائم پر دلیر ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ سے محبت اور اس کی عظمت اور جبروت کا رعب اور خوف ہی دو ایسی چیزیں ہیں جن سے گناہ جل جاتے ہیں اور یہ قاعدہ کی بات ہے کہ انسان جن اشیاء سے ڈرتا ہے، پرہیز کرتا ہے۔ مثلاً جانتا ہے کہ آگ جلا دیتی ہے اس لیے آگ میں ہاتھ نہیں ڈالتا۔ یا مثلاً اگر یہ علم ہو کہ فلاں جگہ سانپ ہے تو اس راستہ سے نہیں گذرے گا۔ اسی طرح اگر اس کو یہ یقین ہو جاوے کہ گناہ کا زہر اس کو ہلاک کر دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی عظمت سے ڈرے اور اس کو یقین ہو کہ وہ گناہ کو ناپسند کرتا ہے اور گناہ پر سخت سزا دیتا ہے تو اس کو گناہ پر دلیری اور جرأت نہ ہو۔ زمین پر پھر اس طرح سے چلتا ہے جیسے مردہ چلتا ہے۔ اسکی روح ہر وقت خدا تعالیٰ کے پاس ہوتی ہے۔"

(ملفوظات جلد4 صفحہ404 مطبوعہ ربوہ)

پھر فرمایا کہ

"انسان جب خدا تعالیٰ کی محبت کی آگ میں پڑ کر اپنی تمام ہستی کو جلا دیتا ہے تو وہی محبت کی موت اس کو ایک نئی زندگی بخشتی ہے۔ کیا تم نہیں سمجھ سکتے کہ محبت بھی ایک آگ ہے اور گناہ بھی ایک آگ ہے۔ پس یہ آگ جو محبت الٰہی کی آگ ہے گناہ کی آگ کو معدوم کر دیتی ہے۔ یہی نجات کی جڑھ ہے۔"

(قادیان کے آریہ اور ہم۔ روحانی خزائن جلد20 صفحہ448)

خاص طور پر جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

"خدا نہ معمولی طور پر بلکہ نشان کے طور پر کامل متقی کو بلا سے بچاتا ہے ہر یک مکار یا نادان متقی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے مگر متقی وہ ہے جو خدا کے نشان سے متقی ثابت ہو۔ ہر ایک کہہ سکتا ہے کہ میں خدا سے پیار کرتا ہوں۔ مگر خدا سے پیار وہ کرتا ہے جس کا پیار آسمانی گواہی سے ثابت ہو۔ اور ہر ایک کہتا ہے کہ میرا مذہب سچا ہے مگر سچا مذہب اس شخص کا ہے جس کو اس دنیا میں نور ملتا ہے۔ اور ہر ایک کہتا ہے کہ مجھے نجات ملے گی مگر اس قول میں سچا وہ شخص ہے جو اسی دنیا میں نجات کے انوار دیکھتا ہے۔ سو تم کوشش کرو کہ خدا کے پیارے ہو جاؤ تا تم ہر ایک آفت سے بچائے جاؤ" (کشتی نوح روحانی خزائن جلد19 صفحہ82)

پھر خدا کی محبت ہمیں اپنے دلوں میں پیدا کرنے کے لئے کس طرز سے آپ نے نصیحت فرمائی ہے، اس کی ایک مثال دیتا ہوں۔ فرمایا کہ

"کیا بدبخت وہ انسان ہے جس کو اب تک یہ پتہ نہیں کہ اس کا ایک خدا ہے جو ہر ایک چیز پر قادر ہے۔ ہمارا بہشت ہمارا خدا ہے۔ ہماری اعلیٰ لذّات ہمارے خدا میں ہیں۔ کیونکہ ہم نے اس کو دیکھا اور ہر ایک خوبصورتی اس میں پائی۔ یہ دولت لینے کے لائق ہے اگرچہ جان دینے سے ملے۔ اور یہ لعل خریدنے کے لائق ہے اگرچہ تمام وجود کھونے سے حاصل ہو۔ اے محرومو! اس چشمہ کی طرف دوڑو کہ وہ تمہیں سیراب کرے گا۔ یہ زندگی کا چشمہ ہے جو تمہیں بچائے گا۔ میں کیا کروں اور کس طرح اس خوشخبری کو دلوں میں بٹھا دوں۔ کس دف سے میں بازاروں میں منادی کروں کہ تمہارا یہ خدا ہے تا لوگ سن لیں اور کس دوا سے میں علاج کروں تا سننے کے لئے لوگوں کے کان کھلیں۔ اگر تم خدا کے ہو جاؤ گے تو یقیناً سمجھو کہ خدا تمہارا ہی ہے۔ تم سوئے ہوئے ہو گے اور خدا تعالیٰ تمہارے لئے جاگے گا۔ تم دشمن سے غافل ہو گے اور خدا اسے دیکھے گا اور اس کے منصوبے کو توڑے گا۔ تم ابھی تک نہیں جانتے کہ تمہارے خدا میں کیا کیا قدرتیں ہیں اور اگر تم جانتے تو تم پر کوئی ایسا دن نہ آتا کہ تم دنیا کے لئے سخت غمگین ہو جاتے۔ ایک شخص جو ایک خزانہ اپنے پاس رکھتا ہے کیا وہ ایک پیسہ کے ضائع ہونے سے روتا ہے اور چیخیں مارتا ہے اور ہلاک ہونے لگتا ہے پھر اگر تم کو اس خزانہ کی اطلاع ہوتی کہ خدا تمہارا ہر ایک حاجت کے وقت کام آنے والا ہے تو تم دنیا کے لئے ایسے بے خود کیوں ہوتے۔ خدا ایک پیارا خزانہ ہے اس کی قدر کرو کہ وہ تمہارے ہر ایک قدم میں تمہارا مددگار ہے۔ تم بغیر اس کے کچھ بھی نہیں اور نہ تمہارے اسباب اور تدبیریں کچھ چیز ہیں۔ غیر قوموں کی تقلید نہ کرو کہ جو بکلی اسباب پر گر گئی ہیں اور جیسے سانپ مٹی کھاتا ہے انہوں نے سفلی اسباب کی مٹی کھائی۔ اور جیسے گدھ اور کتے مردار کھاتے ہیں انہوں نے مردار پر دانت مارے۔ وہ خدا سے بہت دور جا پڑے۔ انسانوں کی پرستش کی اور خنزیر کھایا اور شراب کو پانی کی طرح استعمال کیا اور حد سے زیادہ اسباب پر گرنے سے اور خدا سے قوت نہ مانگنے سے وہ مر گئے اور آسمانی روح ان میں سے ایسی نکل گئی جیسا کہ ایک گھونسلے سے کبوتر پرواز کر جاتا ہے ان کے اندر دنیا پرستی کا جذام ہے جس نے ان کے تمام اندرونی اعضا کاٹ دیئے ہیں۔ پس تم اس جذام سے ڈرو" (کشتی نوح روحانی خزائن جلد19 صفحہ 22-21)

پھر آپ فرماتے ہیں:

"تم اس خدا کے پہچاننے کے لئے بہت کوشش کرو جس کا پانا عین نجات اور جس کا ملنا عین رستگاری ہے۔ وہ خدا اسی پر ظاہر ہوتا ہے جو دل کی سچائی اور محبت سے اس کو ڈھونڈتا ہے۔ وہ اسی پر تجلی فرماتا ہے جو اسی کا ہو جاتا ہے۔ وہ دل جو پاک ہیں وہ اس کا تخت گاہ ہیں اور وہ زبانیں جو جھوٹ اور گالی اور یاوہ گوئی سے منزّہ ہیں" ("پاک ہیں") وہ اس کی وحی کی جگہ ہیں اور ہر ایک جو اس کی رضا میں فنا ہوتا ہے اس کی اعجازی قدرت کا مظہر ہو جاتا ہے۔" (کشف الغطاء روحانی خزائن جلد14 صفحہ188)

اللہ تعالیٰ ہمیں ان معیاروں کو حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے جن پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمیں دیکھنا چاہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم خالص ہو کر اللہ تعالیٰ کی طرف جھکنے والے اور اس سے محبت کرنے والے ہوں اور اس کی محبت حاصل کر کے اپنی زندگیوں کا حصہ بنانے والے ہوں اور اس کی رضا کی جنتوں میں جانے والے ہوں۔

بقیہ: مکرم لیفٹیننٹ ریٹائرڈ قریشی محمد اسلم صاحب

از صفحہ 16

وقت ادا کی ہوئی نماز اور مشکلات کے وقت ادا کیا ہوا چندہ اللہ تعالیٰ کے ہاں لازماً قبول ہوتا ہے، اور آپ اللہ کے فضل سے موصی تھے اور اپنی اور اپنی اہلیہ کی تمام جائیداد کا حصہ آپ نے اپنی زندگی میں ادا کر دیا اور حصہ آمد کے ساتھ ساتھ باقی تمام چندے بھی سال کے پہلے دن ادا کرتے جبکہ چندہ تحریک جدید کی مد میں ہمیشہ سے آنحضرتؐ، حضرت مسیح موعودؑ، خلفاء راشدین، خلفا احمدیت، اور اپنے والدین کے نام کا چندہ جاری کیا ہوا تھا جو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے نئے سال کے اعلان کرنے کے فوراً بعد ادا کرتے نیز اپنے پیدائشی احمدی ہونے پر اپنے رب اور اپنے بزرگوں کے شکر گزار ہونے کا ہمیشہ ذکر کرتے رہتے تھے، اور اسی وجہ سے ہمیشہ ان کے نام کے ساتھ صدقات اور چندہ جات ادا کرتے تھے۔ آپ کو چندے کی برکت کا اس قدر یقین تھا کہ اپنی پنشن میں مناسب اضافہ خود لگا کر اپنی ڈائری میں پہلے لکھتے اور اس اضافہ کے ساتھ چندہ سال کے شروع میں ایڈوانس ادا کر دیتے اور ہمیں ملکی بجٹ سے قبل ہی بتا دیتے کہ اس مرتبہ میری پنشن میں اتنا اضافہ انشاء اللہ ضرور ہوگا اور جب گورنمنٹ کا بجٹ پیش ہوتا تو ہر سال آپ کی پنشن میں اتنا ہی اضافہ ہو جاتا، ایک دفعہ یہ اضافہ ان کے اندازے سے کم ہوا تو کچھ بے چین ہوئے اور کہا کہ شاید اس دفعہ چندے میں کچھ کمی رہ گئی ہے، لیکن ہمیں حیرت تب ہوئی کہ آپ کے نام پر بنک کی طرف سے اضافے کا خط جب موصول ہوا تو اس میں رقم آپ کے اندازے کے مطابق لکھی تھی۔ ایک دفعہ آپ نے اپنے پوتے اور میرے بیٹے کے لیے کچھ رقم جمع کی تو مجھے کہنے لگے کہ "میرا خیال تھا کہ کسی بنک میں اس بچے کے نام یہ رقم محفوظ کر دوں جو اس کے بالغ ہونے پر اسے ملے پس میں نے آج یہ ساری رقم چندے میں دے کر اس کے لیے محفوظ کر دی ہے"۔ آپ ہمیں نصیحت کرتے ہوئے کہتے کہ سال کے شروع میں چندہ دے کر پورا سال اس کی برکات سے فائدہ اٹھایا کرو اور خود بھی اس پر یوں عمل کرتے کہ آپ کی وفات پر جب وصیت کا ریکارڈ چیک کیا گیا تو پتہ چلا کہ آپ نے اگلے سال کا چندہ بھی ادا کیا ہوا ہے۔

ایک جھوٹا مقدمہ اور تائیدِ الٰہی

2000ء کے شروع میں آپ اور خاکسار پر ایک جھوٹا مقدمہ بنا دیا گیا جو احمدیت سے منحرف ہونے والے آپ کے بہت قریبی رشتہ دار کی طرف سے تھا۔

ان دنوں ہمارے نہ صرف گھریلو معاشی حالات خراب تھے بلکہ احمدیت مخالف رشتہ داروں کی طرف سے بھی سخت قسم کی پریشانیوں کا سامنا تھا۔ آپ نے نہایت معاملہ فہمی اور صبر سے تمام معاملات برداشت کیے اور ہر معاملہ سے مرکز کو باخبر رکھا۔

مجھے یاد ہے کہ ان دنوں محترم والد صاحب سحری کے وقت اپنی تمام فیملی کے ساتھ باجماعت تہجد کے نوافل ادا کرتے اور رات کے اس پہر آپ کے سجدوں میں سے صرف مدھم سسکیوں کی آواز سنائی دیتی تھی۔ دورانِ نماز آپ دعاؤں میں حضرت مسیح موعودؑ کے اردو اشعار اونچی آواز میں بھی پڑھتے خاص کر یہ شعر

"کچھ خبر لے تیرے کوچہ میں یہ کس کا شور ہے
کیا مرے دلدار تو آئے گا مر جانے کے دن"

الغرض اس مقدمہ کے معاملات کسی حد تک نپٹانے اور بہت دعاؤں کے بعد آپ نے کسراں سے ربوہ شفٹ ہونے کا فیصلہ کیا جو یقیناً ایک مشکل فیصلہ تھا۔ آپ نے اس دن اپنی پوری فیملی کو ایک جگہ بلایا اور کہا کہ دیکھو تم سب کی بہتری کے لیے میں نے آج ربوہ شفٹ ہونے کا فیصلہ کر لیا ہے، وہاں تم نے ایک نئی زمین اور ایک نیا آسمان بنانا ہے۔ میں تمہیں قبل از وقت بتاتا ہوں کہ ربوہ تمہیں خوب آزمائے گا اور شروع میں طرح طرح کی مشکلات تم پر آئیں گی لیکن یاد رکھنا کہ ہمت نہیں ہارنی خوب دعائیں کرنا اور میری طرف سے تمہیں اپنی بہتری کے لیے ربوہ سے آگے جانے کی اجازت تو ہے لیکن واپس گاؤں آنے کی نہیں۔

پھر آپ نے چند ابراہیمیؑ دعاؤں کو دہرایا اور انہیں دعاؤں کے سائے میں برے حالات و پریشانیوں سے بظاہر ہار مانتے ہوئے اپنا سب کچھ چھوڑ کر ہم نومبر 2000ء میں ربوہ شفٹ ہو گئے۔

دراصل آپ کی ہجرت کے اسی فیصلے میں وہ تائید الٰہی تھی جس نے آگے چل کر ہماری زندگیوں میں ایک عظیم انقلاب برپا کرنا تھا اور دین و دنیا کی بے شمار نعمتیں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ہمیں عطا کرنی تھیں۔ بہر حال آپ کے ارشاد کے مطابق پہلے چار سال سخت ترین حالات کا سامنا کرنا پڑا۔ طرح طرح کی مشکلات آئیں اور بڑھ بڑھ کر آزمائشوں نے ڈیرے ڈالے مگر حضرت خلیفۃ المسیح کی دعاؤں اور ہمارے محترم والدین کی راتوں کی گریۂ وزاری نے ہمیں سنبھالے رکھا، آپ نے تمام مشکلات کو نہ صرف خود برداشت کیا بلکہ ہماری ہمت بھی بڑھاتے رہے۔ ہمیں مخاطب کر کے کہتے کہ اللہ کی مدد اور نصرت اب بہت قریب ہے اور میری اولاد کو اللہ تعالیٰ بہت جلد دین کے ساتھ ساتھ دنیا کی بے شمار نعمتوں سے بھی نوازنے والا ہے بس تم سب دین و خلافت کا دامن تھامے رکھو اور پھر الحمدللہ آپ کے قول اور خدائی وعدہ کے عین مطابق بہت جلد وہ فتح کا

سورج طلوع ہوا، دنیا کی ہر نعمت اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا کی، بیٹوں اور بیٹیوں کے رشتوں کے تسلسل میں بفضلِ تعالیٰ ہمدرد، مخلص اور نہایت پیار کرنے والے رشتے اور نئے رشتہ دار آپ کو نصیب ہوئے اور آپ کی زندگی میں ہی نئی زمین اور نیا آسمان اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا کر دیا، ہر طرف سے خوشیاں دیکھنے کو ملیں۔

آپ کی زندگی میں آپ کی اکثر اولاد دنیا کے مختلف ممالک میں پھیل گئی اور اولاد کی طرف سے الحمدللہ آپ کا دل سکون سے پُر ہوا یہاں تک کہ وفات سے کچھ عرصہ قبل مجھے ایک دن سکائپ پر آن لائن بات کرتے ہوئے فرمانے لگے کہ ”میں خدا تعالیٰ کا جتنا بھی شکر ادا کروں وہ کم ہے کہ اس نے مجھے خوش قسمت ترین انسانوں میں سے بنایا۔ میری تمام حسرتیں اور خواہشیں اس نے پوری کر دیں اب تو میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے نقشِ قدم پر اپنے خدا کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ میں تجھ سے اور تو مجھ سے راضی ہوا“۔ اس کے بعد آپ نے اسی مضمون کے تسلسل میں قرآن پاک کی آیت مبارکہ تلاوت بھی کی۔

قبولیتِ دُعا

آپ کو چلتے پھرتے اور دوران سفر گاڑی میں ہروقت درود شریف اور عربی دعاؤں کے ورد کرنے کی عادت تھی اسی طرح نماز میں قیام کے دوران آپ عربی دعاؤں کے ساتھ ساتھ درثمین کے اشعار بھی پڑھا کرتے تھے ایک دفعہ ربوہ میں ایک دوست فیملی کی بچی نے آپ کو دعا کی درخواست کی تو آپ نے کچھ دن بعد اسے بلایا اور کہا کہ میں نے تمہارے لیے جب دعا کی تو مجھے ایک بڑے سائز میں لفظ 'ج' دکھائی دیا ہے جس کے اندر تمہارا نام لکھا ہے۔ اس بات کے کچھ دن بعد اس بچی کا جرمنی سے بہت اچھا رشتہ آیا اور وہ جرمنی چلی گئی۔ علاوہ ازیں جس نے بھی آپ کو دعا کا کہا آپ اس کے لیے خاص دعا کرتے اور اس سے رابطہ بھی رکھتے، گھر میں ہم سے دعائیہ خط لکھوا کر حضور انور کی خدمت میں خود فیکس کروانے جاتے۔ کچھ عرصہ قبل آپ کو حضور انور ایدہ اللہ ایک ذاتی شیروانی حضور انور کی طرف سے تحفہ میں ملی تو آپ کی خوشی کی کوئی انتہا نہ رہی اور اس بنا پر کہ اللہ تعالیٰ نے یہ کپڑے تو بادشاہوں کے لیے تجویز کر رکھے تھے آپ نے اظہار تشکر میں صدقات دیئے اور اسے خصوصی دعا کے وقت استعمال کرنے کو کہا۔ آپ کو بہت ساری عربی دعائیں یاد تھیں اور اکثر آپ ان کا ورد کرتے رہتے تھے، خلافت جوبلی 2008 کے دوران خاکسار پر رمضان کیلنڈر پر عہدِ وفا خلافت لکھنے پر ایک مقدمہ بنا اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے تقریباً ایک ماہ تک اسیرِ راہ مولیٰ رہنے کا اعزاز ملا جب ہمیں جیل میں لے جایا جا رہا تھا تو آپ نے بہت حوصلے سے مجھے الوداع کیا اور جاتے ہوئے مجھے دعائیہ خزائن کی کتاب دی جس کا مجھے اور باقی اسیران ساتھیوں کو جیل میں بے حد فائدہ ہوا۔ آپ کی اکثر دعاؤں کی قبولیت کے ہم سب گواہ بھی ہیں، آپ ہر معاملہ اور پریشانی میں ہمیں دعا کی طرف خاص توجہ کرنے کے لیے کہتے کہ

”میں نے اپنے خدا کو منانے میں چالیس دن سے زائد عرصہ کبھی نہیں لگایا“۔

سفرِ آخرت کی تیاری

یومِ وفات تک آپ ایک تندرست انسان تھے اور آپ کی صحت کافی اچھی تھی لیکن کچھ عرصہ سے آپ ہمیں اپنی وفات کے متعلق کچھ خوابیں اور خدا تعالیٰ کی طرف سے ملنے والے اشارے بتاتے رہتے تھے پچھلے سال خاکسار کے چھوٹے بھائی نے جو امریکہ میں مقیم ہیں آپ اور والدہ صاحبہ کو امریکہ سپانسر کرنے کی درخواست جمع کروائی تو کہنے لگے کہ میرے کاغذات کہیں اور جمع ہو گئے ہیں ویسے بھی مجھے اللہ تعالیٰ نے بہت قربانیوں کے بعد ربوہ عطا کیا ہے میں ربوہ سے باہر کہیں نہیں جاؤں گا لیکن والدہ محترمہ کو امریکہ جانے کی اجازت دے دی، اس کے ساتھ ساتھ جن رشتہ داروں کے ساتھ مذہبی و خاندانی اختلافات کی وجہ سے عرصۂ دراز سے تعلقات خراب تھے، وفات سے ایک ہفتہ قبل آپ ان سب کو ملنے گئے اور ان میں سے چند ایک کی کچھ مالی امداد بھی کی اور کچھ مریضوں کے علاج اور جسمانی تکلیف دور کرنے کا بہتر بندوبست کیا، آپ نے خاندانی اور پرانے اختلافات کو بالائے طاق رکھتے ہوئے ہر ایک کی تکلیف کو دور کرنے کی کوشش کی اور ہمیں بھی ان کی بھرپور مدد کرنے کی تلقین کی۔ وفات والے روز یعنی مورخہ 20 اگست 2012 جو کہ عید الفطر کا بھی دن تھا آپ نئے کپڑے پہن کر بھرپور تیار ہوئے اور عید کی نماز ادا کرنے کے بعد گھر والوں سے عید ملے اور سب سے مخاطب ہو کر مسکراتے ہوئے کہنے لگے کہ آج تین فرشتے مجھے لینے آ رہے ہیں اس کے بعد اپنی چھوٹی بیٹی کو مخاطب کر کے کہا کہ کیا تم مجھ پر خوش ہو تو وہ بولی کہ ابو میں آپ پر خوش ہوں کیا ہوا ہے آپ کو آپ مسکرائے اور بولے کہ اب مجھے کوئی ڈر نہیں، تھوڑی دیر بعد اپنی چھوٹی پوتی (عمر 3 سال 6 ماہ) کو پیار سے بلایا اور اس کے ہاتھ میں کیمرہ دیکھا تو اسے بولے کہ میری ایک تصویر بناؤ جو اس نے اسی وقت بنالی جو اتفاق سے بہت اچھی بنی اور یوں یہ آپ کی آخری تصویر ہمیں نصیب ہوئی، پھر خاکسار نے بذریعہ فون آپ سے بات کی اور عید مبارک کہا آپ نے تھوڑی سی گفتگو کرنے کے بعد مجھے کہا سب بچوں کو میری طرف سے عید مبارک اور السلام وعلیکم، یہ کہہ کر ساتھ ہی اللہ حافظ کہا اور کال بند کر دی، لیکن دس منٹ بعد مجھے یہ اطلاع موصول ہوئی ہمارے والد صاحب کا اچانک دل کا دورہ پڑنے سے انتقال ہو چکا ہے، (اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ) وفات کے وقت آپ کی عمر 72 سال تھی۔ مورخہ 23 اگست 2012ء آپ کی وصیت کے مطابق آپ کی تدفین ربوہ بہشتی مقبرہ میں ہوئی اور مورخہ 6 اکتوبر 2012ء (بمطابق الفضل 30 اکتوبر 2012ء) ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرالعزیز نے از راہ شفقت آپ کا جنازہ غائب پڑھایا۔ آخر میں تمام احباب کی خدمت میں ہمارے پیارے والد صاحب کی بخشش اور درجات کی بلندی اور آپ کی ساری آل اولاد کے لیے خصوصی دعا کی درخواست ہے، اللہ تعالیٰ ہمیں والدین کی دعاؤں کا وارث بنائے اور ہمیشہ اپنے بزرگان کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

نماز جنازہ حاضر و غائب

حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 29 مارچ 2014ء بروز ہفتہ۔ قبل نماز ظہر **مکرمہ شفیقہ خانم صاحبہ (اہلیہ مکرم فتح اللہ صاحب مرحوم۔ سلاؤ۔ یوکے)** کی نماز جنازہ حاضر پڑھائی۔

مکرمہ شفیقہ خانم صاحبہ 25/مارچ 2014ء کو طویل علالت کے بعد وفات پا گئیں۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ آپ نے لمبا عرصہ گکھڑ منڈی ضلع گوجرانوالہ میں صدر لجنہ کی حیثیت سے خدمت کی توفیق پائی۔ تقریباً 25 سال رضاکارانہ طور پر تدریس کے فرائض سرانجام دیتی رہیں۔ مفت تعلیم کے علاوہ بچوں کو کتب بھی مہیا کرتی تھیں۔ تبلیغ کا بہت شوق تھا۔ نمازوں کی پابند، چندہ جات اور مالی تحریکات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والی نیک خاتون تھیں۔ خلافت سے بہت عقیدت اور پیار کا تعلق تھا۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں چار بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ محترمہ طاہرہ صدیقہ ناصر صاحبہ حرم حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کی خالہ زاد بہن تھیں۔

اس کے ساتھ ہی درج ذیل مرحومین کی نماز جنازہ غائب بھی ادا کی گئی:

(1) مکرم محمد عامل بدر صاحب آف سرگودھا (ابن مکرم مولوی محمد عارف صاحب مرحوم)

8 مارچ 2014ء کو 90 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ آپ کو جماعت سرگودھا میں اسسٹنٹ سیکرٹری مال کی حیثیت سے خدمت کی توفیق ملی۔ تقسیم ہند کے بعد حضرت مصلح موعودؓ نے آپ کے بارہ میں فرمایا کہ آپ کا وقف قائم ہے۔ آپ کو اپنا کام کرنے کی اجازت ہے۔ جماعت کو جب ضرورت ہوگی واپس بلا لے گی۔ آپ نماز باجماعت کے پابند، باقاعدگی سے تلاوت قرآن کریم کرنے والے، تہجد گزار، نیک اور مخلص انسان تھے۔ درجنوں بچوں کو قرآن کریم ناظرہ پڑھایا، مالی تحریکات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے اور اپنے بچوں کو بھی اس میں شامل کرتے تا کہ انہیں بھی مالی قربانی کی عادت پڑے۔ کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے سیرت کے واقعات بتاتے۔ خلافت سے بڑی محبت اور گہری وابستگی تھی اور دوسروں کو بھی اس کی تلقین کیا کرتے تھے۔ 1984ء میں آپ کا کاروبار بند ہو گیا تو اخبار الفضل کے ایجنٹ کے طور پر گھر گھر جا کر اخبار پہنچاتے۔ اس وجہ سے آپ پر 298-C کے تحت 7 مقدمات بھی قائم ہوئے۔ متعدد بار مخالفین احمدیت نے آپ کو زدوکوب کیا۔ آپ کئی بار اسیر راہ مولیٰ بھی رہے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ 2 بیٹیاں اور 5 بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ کے ایک بیٹے مکرم محمد اشرف عارف صاحب مربی سلسلہ کینیڈا اور آپ کے پوتے مکرم آصف احمد عارف صاحب مربی سلسلہ فجی کی حیثیت سے خدمات بجا لا رہے ہیں۔

(2) مکرمہ خورشید بی بی صاحبہ (اہلیہ مکرم چوہدری بشیر احمد ورک صاحب۔ ربوہ)

11 مارچ 2014ء کو 86 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ آپ کو پچاس سال اپنے گاؤں گُجر ضلع شیخوپورہ میں صدر لجنہ کی حیثیت سے خدمت کی توفیق ملی۔ گاؤں کے بہت سے احمدیوں اور غیر احمدی بچے بچیوں کو قرآن کریم ناظرہ پڑھانے کی سعادت پائی۔ 1974ء کے فسادات میں ایک بار جب جلوس ان کے گھروں کی طرف مارنے کی نیت سے آ رہا تھا تو آپ نے اپنے چھوٹے بچوں کو نہلا دھلا کر تیار کر کے ایک صف میں بٹھا دیا اور کہا کہ ہم قربانی کے لئے تیار ہیں۔ انہی دنوں دو خاندانوں کو آپ کے ذریعہ قبول احمدیت کی سعادت بھی ملی۔ بہت نیک، دعا گو، صاحب رؤیا و کشف بزرگ خاتون تھیں۔ جماعتی عہدیداران اور مربیان کو بڑی عقیدت سے اپنے گھر میں ٹھہراتیں اور ان کی مہمان نوازی کرتیں۔ خلافت سے بہت محبت اور وابستگی تھی اور اپنے بچوں کو بھی اس کی نصیحت کیا کرتی تھیں۔ پسماندگان میں ایک بیٹی اور 6 بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ مکرم عبدالحمید بھٹی صاحب (امیر ضلع شیخوپورہ) کی بہن اور مکرم مبشر احمد صاحب ورک مربی سلسلہ (ضلع منڈی بہاؤالدین) کی والدہ تھیں۔

(3) مکرم سیف اللہ خان صاحب (معلم سلسلہ۔ انڈیا)

14 مارچ 2014ء کو پھیپھڑوں کی کینسر کی وجہ سے 40 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ آپ یکم اپریل 2001ء سے نہایت اخلاص و وفا کے ساتھ معلم سلسلہ کی حیثیت سے خدمت بجا لا رہے تھے۔ آپ کو MTA کی ڈش نصب کرنے کی ٹریننگ بھی دی گئی تھی۔ اس کے لئے جہاں کہیں جماعتوں میں ضرورت پیش آتی تو آپ نہایت محنت اور لگن سے اس کام کو سرانجام دیتے۔ مرحوم کی اولاد نہیں تھی۔ پسماندگان میں صرف سوگوار بیوہ ہیں۔

(4) مکرم مسعود احمد صاحب درد (کراچی)

21 مارچ 2014ء کو وفات پا گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ آپ نے ڈرگ روڈ کراچی میں سیکرٹری مال کے علاوہ مختلف حیثیتوں سے خدمت کی توفیق پائی۔ بہت شریف النفس، بے ضرر، شفیق اور مخلص انسان تھے۔ جماعتی کاموں میں ذوق وشوق سے حصہ لیتے تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں دو بیٹیاں اور چار بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ کے ایک بیٹے شاہد احمد مسعود صاحب جامعہ احمدیہ ربوہ میں زیر تعلیم ہیں۔ نیز آپ مکرم صدیق احمد صاحب منور مبلغ سلسلہ فرنچ گیانا کے برادر نسبتی تھے۔

(5) مکرم منیر احمد کوکب صاحب (کینیڈا)۔ (ابن مکرم چوہدری محمد صدیق صاحب فاضل مرحوم انچارج خلافت لائبریری ربوہ)

20 مارچ 2014ء کو 58 سال کی عمر میں حرکت قلب بند ہونے سے وفات پا گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ آپ کو نصرت جہاں سکیم کے تحت سیرالیون اور یوگنڈا میں فزکس کے ٹیچر کی حیثیت سے خدمت کی توفیق ملی۔ صوم وصلوٰۃ کے پابند، شریف النفس مخلص اور باوفا انسان تھے۔ آپ کرکٹ کے اچھے کھلاڑی تھے۔ مرحوم موصی تھے۔

(6) مکرمہ فاطمہ صاحبہ (بنت مکرم محمد یاسین صاحب۔ سنگاپور)

13 دسمبر 2013ء کو 80 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ آپ بہت مخلص خاندان سے تعلق رکھتی تھیں۔ جب مکرم محمد عثمان چو صاحب (انچارج چینی ڈیسک) چینی زبان میں ترجمہ قرآن کریم کے لئے سنگاپور میں مقیم تھے تو آپ اور آپ کی فیملی نے تمام عرصہ مختلف کاموں میں آپ کی بہت مدد کی۔ آپ نے کئی بار جلسہ سالانہ یوکے میں شمولیت اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ سے ملاقات کی سعادت پائی۔

(7) مکرم سرور محمود ثاقب صاحب (ربوہ)

10 فروری 2014ء کو ایک حادثے میں 46 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

باقی صفحہ 14 پر ملاحظہ فرمائیں

بقیہ: ریفریشر کورس لجنہ اماء اللہ از صفحہ 20

پاک وصاف ہوں جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ کے تھے۔ صحابہ رضوان اللہ علیہم کا نمونہ پیش کرنا کوئی آسان کام نہیں۔ اِس کے حصول کے لئے بہت محنت اور ریاضت درکار ہے اور مستقل کوشش اور سعی اپنی ذاتی اِصلاح کے لئے کرنا ضروری ہے۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: لجنہ اماء اللہ کی ممبرات اکثر اپنے اجلاسوں اور اجتماعات میں مضامین پڑھتی ہیں، تقاریر کرتی ہیں جن میں وہ بہت اعلیٰ مثالیں پیش کرتی ہیں۔ مثال کے طور پر حضرت اُمِّ عمارہؓ اور اُن کی غیر معمولی قربانیوں کا ذکر کرتی ہیں۔ مَیں نے بھی اُن صحابیاتؓ کا ذکرِ خیر اپنی تقاریر میں کیا ہے۔ اسی طرح اکثر اُن عظیم الشّان مالی قربانیوں کا ذکر بھی کیا جاتا ہے جو صحابیاتؓ نے پیش کیں۔ یہ بات درست ہے کہ بہت بڑی تعداد احمدی خواتین کی ایسی ہے جنہوں نے اسی طرح مالی قربانی کے بہت اعلیٰ معیار پیش کئے ہیں مگر پھر بھی بعض مواقع پر جذباتی قربانی اور بعض ذاتی اُمور میں قربانی کے وقت کمزوری دکھانے کے واقعات سامنے آتے رہتے ہیں۔ اِس سلسلہ میں بہت زیادہ کوشش کرنے کی ضرورت ہے کہ تربیت کو بہتر بنایا جائے تاکہ جماعت کا معیار بھی وہ ہوجائے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضوان اللہ علیہم کا نمونہ پیش کرنے والا ہو۔ اگر سب افرادِ جماعت دوسروں کی خاطر اپنے ذاتی جذبات کی قربانی پیش کرنے کی طرف توجہ دیں تو وہ دیکھیں گے کہ اس کے کس قدر خوشکن پھل اور نیک نتائج اُنہیں حاصل ہوں گے۔ گھروں میں امن کا ماحول پیدا ہوجائے گا۔ میاں بیوی کے تعلقات خوشگوار ہوجائیں گے اور بچوں کی نشوونما اور تربیت بہت اعلیٰ رنگ میں ہونے لگے گی۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: یہ بہت ہی فکر انگیز بات ہے کہ آج کے معاشرہ میں ہماری بعض بچیاں ماحول سے متأثر ہوکر اور کچھ سہیلیوں کے دباؤ میں آکر بُرے ماحول کے اثرات قبول کرنے کی طرف مائل ہونے لگتی ہیں۔ ایک خراب عادت جو تیزی سے ہمارے لڑکوں اور لڑکیوں میں رواج پارہی ہے وہ شیشہ (یعنی حقّہ) کا استعمال ہے۔ جس کا مَیں نے حال ہی میں خطبہ جمعہ میں بھی ذکر کیا تھا۔ کہا یہ جاتا ہے کہ شیشہ ضرر رساں نہیں ہے اور اس کا بشمول مسلمانوں میں استعمال اکثر کھلے عام public places میں اور ہوٹلوں میں کیا جاتا ہے جہاں مسلمان کھانا کھاتے ہیں۔ جبکہ حقیقت یہ ہے کہ شیشہ (حُقّہ) میں بھی ایسی چیزوں کی ملاوٹ کردی جاتی ہے جو نشہ پیدا کرتی ہیں یا نشہ کی عادت ڈال دیتی ہیں جس کے لئے بار بار لوگوں کو طلب پیدا ہوتی ہے۔ مجھے بعض ایسے لڑکے اور لڑکیوں کے بارہ میں بتایا گیا ہے جو اپنے بڑوں کو کہتے ہیں کہ اس میں کوئی ضرر رساں چیز نہیں ہوتی اور نہ ہی کوئی ملاوٹ ہے اور اسی لئے یہ کھانے کے ساتھ استعمال کیا جاتا ہے۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: وہ جو بھی کہیں، شیشہ پینا ایک برائی ہے اور میرے نزدیک یہ سگریٹ نوشی سے بھی بدتر حرکت ہے۔ کیونکہ اگر کوئی سگریٹ پیتا ہے تو اردگرد والوں کو علم ہوجاتا ہے اور وہ اُس شخص کو اس برائی سے بچنے میں مدد دے سکتے ہیں اور مزید یہ کہ سگریٹ کے پیکٹ پر درج کیا جاتا ہے کہ اس میں کیا اجزاء ہیں۔ ویسے تو بعض صورتوں میں سگریٹ میں بھی مضر اجزاء ملائے جاتے ہیں مگر اُس پر کہیں نہ کہیں پابندیاں لگائی جاتی ہیں۔ مگر شیشہ میں تو بعض دفعہ خاموشی سے مضر اجزاء ملا دیئے جاتے ہیں تاکہ اُس کی عادت پکّی ہو۔ اگر نہ بھی ملاوٹ ہو تو بھی بہرحال شیشہ کا استعمال مضر ہے۔ اس وجہ سے آپ کے لئے ضروری ہے کہ دوسروں کو بھی اس طرف توجہ دلائیں کہ اسے ختم کرنے کی ضرورت ہے۔ لجنہ کی ممبرات کو یہ کام ضرور کرنا چاہئے۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ آپ کی بعثت کے مقاصد میں سے یہ ایک اہم مقصد ہے کہ نیکیوں کے حصول کے لئے ایک ایسی جماعت قائم ہو جو خدا تعالیٰ کو ہر حال میں فوقیت دینے والی ہو۔ اور نیک راہوں پر ثبات قدم سے چلنے کی راہ میں کسی چیز کو رکاوٹ نہ بننے دے۔ خدا تعالیٰ کو ہر چیز پر فوقیت دینے کا مطمح نظر ایسا معیار ہے جسے حاصل کرنے کے لئے بہت قربانیاں دینی پڑتی ہیں۔ جو چیزیں ان راہوں میں روڑے اٹکانے کا باعث بن سکتی ہوں اُن سے کلیتًا اجتناب ضروری ہے۔ وہ اُمور جن سے آپ کے ایمان اور اخلاق کو خطرہ درپیش ہو انہیں راستہ سے ہٹانے کے لئے اخلاقی میدان میں بہت مضبوط قدموں سے چلنا اور چوکس رہتے ہوئے مضبوط ارادوں کے ساتھ آگے بڑھنا ضروری ہے۔ بلاشبہ اِن معاملات پر بھرپور توجہ دینا ضروری ہے۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: یاد رکھیں! جماعت احمدیہ کے بارہ میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خود فرمایا ہے کہ آپؑ سے اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا تھا کہ آپؑ کو ایک ایسی جماعت عطا کی جائے گی جن کے دل ہر برائی سے پاک ہوں گے اور وہ اپنے دین کو خالص رکھیں گے اور دنیاوی چکاچوند اور محبت سے متأثر ہوکر دین میں بگاڑ پیدا نہیں ہونے دیں گے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مزید یہ بھی فرمایا کہ آپ کی جماعت اُن لوگوں پر مشتمل ہوگی جو قرآن کریم کی اصل تعلیمات پر اپنی زندگیوں میں عمل پیرا ہوں گے۔ حضور انور نے فرمایا کہ اگر ہم اِن خصوصیات کو اپنی زندگیوں میں جاری نہیں کرتے اور ان تعلیمات پر عمل پیرا نہیں ہوتے تو پھر خدا تعالیٰ ہماری جگہ اُن لوگوں کو لے آئے گا جو ہم سے بہتر ہوں۔ بہرحال خدا تعالیٰ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ہمیشہ پاک افراد عطا فرماتا چلا جائے گا۔ اس لئے ہمارے لئے ضروری ہے کہ ہم اُٹھ کھڑے ہوں اور اس بات کا ثبوت دیں کہ ہم اِس معیار پر پورے اترتے ہیں۔ ہمیں اس امر کی ضرورت ہے کہ ہم اپنی اصلاح کریں اور اُس اعلیٰ معیار پر پہنچ جائیں جس کی توقع حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہم سے کی ہے۔ مزید یہ کہ ہم پہلے اپنی اصلاح کریں اور پھر اپنے اردگرد دوسرے افراد کی اصلاح کے لئے کوشاں ہوجائیں۔

ہم ہمیشہ نہایت خوشی اور فخر سے کہتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ یہ جماعت خدا تعالیٰ کی چنیدہ جماعت ہے۔ لہٰذا خدا تعالیٰ نے اس جماعت کو اپنا فضل اور برکت عطا فرمائی ہے اور وہ چاہتا ہے کہ یہ ایسی جماعت بن جائے جو دوسروں کے لئے نمونہ ہو۔ مگر اِس صورت میں کہ ہم اپنی اصلاح نہ کریں اور خدا تعالیٰ کی دی ہوئی ہدایت پر عمل نہ کرنے والے ہوں تو پھر ہم دوسروں کے لئے نمونہ پیش کرنے والے کس طرح ہوسکتے ہیں؟

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: یہ ایک حقیقت ہے کہ اگر ہم وہ اعلیٰ معیار حاصل کرنے میں کامیاب نہیں ہوں گے تو آئندہ آنے والی نسلیں ہمارے بارہ میں شکوہ کریں گی کہ اگر یہ لوگ اچھے نمونہ پر کاربند ہوتے تو ہم بھی محفوظ رہتے اور ہدایت کے راستہ پر عمل پیرا رہتے۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: ہمیشہ یاد رکھیں کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا فرمان ہے کہ سچائی، دیانتداری، مخلوق سے شفقت یہ تینوں خُلق میری جماعت کے امتیازی نشان ہیں۔ اس لئے ہر جماعتی عہدیدار کو سچائی کا بہت اعلیٰ معیار پیش کرنا ہوگا۔ اِس کا معیار قرآن کریم نے واضح طور پر بیان فرما دیا ہے کہ اگر تمہیں اپنے یا اپنے والدین یا اپنے پیاروں کے خلاف بھی گواہی دینی پڑے تو دو۔ یہ سچائی کا وہ معیار ہے جسے ہر عہدیدار کو پیش کرنا ہوگا۔ جب سچائی اور دیانتداری کا یہ معیار آپ پیش کررہی ہوں گی تو اس صورت میں جو بھی ذمہ داری آپ کے سپرد کی گئی ہو آپ اُس کی اہل ہوں گی۔ اور صرف اسی صورت میں آپ اُن فرائض کو صحیح رنگ میں ادا کرسکیں گی جو لجنہ اماء اللہ کے سپرد کئے جاتے ہیں۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: سچائی کا تقاضا ہے کہ جب آپ لجنہ کی کارکردگی کی رپورٹ بھجوائیں تو وہ بالکل سچی اور صحیح رپورٹ ہو۔ آپ کو رپورٹ محض اس غرض سے نہیں بھیجنی چاہیے کہ اعلیٰ نمبر یا اعلیٰ پوزیشن حاصل ہو۔ اسی طرح جب اجتماعات وغیرہ میں آپ کسی مقابلہ میں حصہ لیں تو آپ کی غرض یہ نہیں ہونی چاہیے کہ آپ انعام حاصل کرسکیں بلکہ آپ کی خواہش یہ ہونی چاہئے کہ اس ذریعہ سے آپ اپنے علم میں اضافہ کرنے والی ہوں اور دوسروں کو بھی اس علم کا فیض پہنچانے والی ہوں۔ لجنہ اماء اللہ کی تمام ممبرات اسی جذبہ کے تحت اپنے پروگراموں اور تقاریب کی تیاری کیا کریں۔ ساتھ ہی اس بات پر نظر رکھیں کہ ہر حال میں سچائی اور دیانتداری کو فوقیت دینی ہے۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: ایک اور اہم خُلق جو تمام جماعتی عہدیداروں میں ہونا چاہئے وہ شفقت اور ہمدردی ہے۔ جماعتی عہدیدار ہونے کی حیثیت سے آپ کو اپنے ماتحتوں اور جماعت کے دوسرے افراد کے ساتھ محبت، نرمی اور رحمدلی کے ساتھ پیش آنا چاہئے۔ آپ کے دلی محبت اور شفقت کے جذبات دوسروں کو آپ کے اور بھی قریب کردیں گے اور اس سے جماعتی کاموں کی طرف بھی کشش پیدا ہوگی اور اس طرح ان کا جماعت سے تعلق بھی مضبوط ہوگا۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: کہ آپ کو یاد رکھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا تھا کہ یہ آپ کی محبت اور شفقت ہے جس کی وجہ سے لوگ مقناطیسی قوت کے ساتھ آپؐ کی طرف کھنچے چلے آتے ہیں۔ اور اگر آپؐ اپنے رویہ میں سخت ہوتے اور درگزر کرنے والے نہ ہوتے تو لوگ آپؐ سے مایوس ہوکر دُور ہوجاتے۔ لہٰذا عہدیدار ہونے کی حیثیت سے آپ کے لئے یہ سمجھنا ضروری ہے کہ آپ نے ہر ممبر لجنہ اماء اللہ اور ناصرات سے شفقت، خلوص اور رواداری سے پیش آنا ہے۔ اُن کے جذبات کا خیال رکھنا ہے۔ اُن کی تکلیف کا احساس آپ کو ایسے ہونا چاہئے جیسے اپنی تکلیف کا۔ اِس صورت میں بھی کہ کوئی آپ سے سختی یا بدتمیزی سے پیش آئے، آپ کو اپنے جذبات پر قابو رکھنا ہوگا۔ اُن کی اصلاح محبت اور نرمی سے کرنے کی کوشش کریں۔ ہر قسم کی عداوت یا رنجش کو اپنے دل و دماغ سے صاف کردیں۔ کوشش کریں کہ دلی ہمدردی کے ساتھ دوسرے کی اصلاح ہوجائے۔ بجائے اس کے کہ دوسرے کو غصہ کے ساتھ دھچکا لگے اور وہ اس دھکا لگنے سے مزید دُور ہوجائے۔ بہت ہی دُکھ کے ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک موقع پر فرمایا کہ جب آپ اپنی جماعت کی حالت دیکھتے ہیں تو آپ کو بہت دُکھ ہوتا ہے کہ جماعت ابھی تک اُس روحانی حالت کو نہیں پہنچی جہاں انہیں ہونا چاہئے۔

پھر حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جب مَیں خدا تعالیٰ کے وعدوں کو دیکھتا ہوں تو بہرحال دل کو حوصلہ، تقویت اور خوشی حاصل ہوتی ہے۔ لہٰذا ہمیں کوشش کرنی چاہئے کہ ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی توقعات اور امیدوں پر پورے اتریں۔ خاص طور پر لجنہ کی عہدیداران جنہیں مختلف ذمہ داریاں سونپی گئی ہیں انہیں چاہئے کہ وہ اپنے اندر انقلابی روحانی تبدیلیاں پیدا کریں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی فکر کو دور کرنے والی ہوں اور پھر وہ اُن برکات کو حاصل کرنے والی بن جائیں جن کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت سے کیا ہے۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: ایک بہت ہی اہم اور بنیادی نصیحت جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمائی، یہ تھی کہ آپ کے ماننے والے صرف لفّاظی کی حد تک نہ رہیں بلکہ اشد ضرورت اس بات کی ہے کہ وہ اپنی اصلاح پر توجہ مرکوز کریں۔ اِس لئے ضروری ہے کہ آپ سب اِس طرف خاص توجہ دیں۔ اسی وجہ سے مَیں نے حال ہی میں بہت سے خطبات جمعہ ذاتی اصلاح کرنے کے موضوع پر دیئے ہیں۔ ہر شخص کو ان امور پر توجہ دینی چاہئے۔ جب صرف اپنی اصلاح پر توجہ مرکوز ہوگی تو تب ہی ہم حضرت مسیح موعودؑ کی بعثت کی غرض کو پورا کرنے والے ہوں گے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی امیدیں اور توقعات کیا تھیں جو ہم سے وابستہ ہیں؟ اُس کی ایک خوبصورت مثال یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسلام کو ایک درخت قرار دیا ہے اور فرمایا ہے کہ تم اِس درخت کی شاخیں ہو۔ اس لئے اب یہ تم پر منحصر ہے کہ تم اپنے نمونہ سے احسن طریق پر اس کی حفاظت کرو۔ آپ نے فرمایا کہ نہ صرف تم اِس درخت کی شاخیں ہو بلکہ اس کے محافظ بھی ہو۔ اس لئے پہلے تو ہمیں خود ثابت قدمی سے کوششیں کرنی ہوں گی۔ ہمیں اپنے ایمان کو مضبوط کرنا ہوگا۔ اور پھر دوسروں میں بھی یہ وصف پیدا کرنے کی کوشش کرنی ہوگی۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: سب سے پہلے تو عہدیداروں کا یہ فرض ہے کہ وہ خود یہ خصوصیات اپنے اندر پیدا کریں پھر دوسروں میں بھی انہیں پھیلائیں اور رائج کریں۔ اس طرح ایک کے بعد دوسرا نیک نمونہ قائم ہوگا۔ اس طرح اسلام کا درخت ہمیشہ حفاظت میں رہے گا اور مسلسل پھلتا پھولتا اور بڑھتا رہے گا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہمیں وہ طریق سکھائے ہیں جن کے ذریعہ اِس درخت کی حفاظت کی جاسکتی ہے۔ یعنی اُس کی حفاظت مثالی مسلمان بن کر کی جاسکتی ہے۔ مزید فرمایا کہ اِس کو حاصل کرنے کا طریق یہ ہے قرآن کریم کو پڑھا جائے اور اس کی پاک تعلیمات کو اپنی زندگی میں عمل کے ذریعہ قائم کرنے کی ہر ممکن کوشش کی جائے۔ اس کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہمیں مزید بتایا کہ دوسرا ذریعہ اس درخت کی حفاظت کا یہ ہے کہ جو اچھی خصوصیات آپ خود حاصل کرلیں وہ دوسروں میں بھی پیدا کرنے کی کوشش کریں۔ لہٰذا جو بھی اچھی عادت یا صلاحیت آپ اپنے اندر پیدا کرنے میں کامیاب ہوں، وہ دوسرے احمدیوں میں بھی پیدا کرنے کی کوشش کریں جن کے ساتھ آپ رابطہ میں ہوں یا جہاں آپ اثر رکھتے ہوں۔ حضور نے فرمایا کہ اس کام کو ہمیشہ محبت اور شفقت کے ساتھ کریں۔

حضورانورایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: یہ بھی یادرکھیں کہ صرف جماعت کے افراد کی تربیت کرنا ہی آپ کا فرض نہیں بلکہ حقیقت یہ ہے کہ ایک اور بہت عظیم ذمہ داری جوآپ پرڈالی گئی ہے وہ تبلیغ ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ اسلام کی سچّی اور خوبصورت تعلیمات کوساری دنیا میں پھیلائیں۔ اس میں کامیابی حاصل کرنے کا طریق یہ ہے کہ آپ خود اسلامی تعلیمات کی اصلی تصویر بن جائیں، ایسا نمونہ پیش کریں جسے دوسرے اپنانے کی کوشش کریں۔ یہ نہ ہوکہ آپ دوسروں کے واقعات سنیں یازبان سے دہرادیں کہ صحابہؓ کے یہ واقعات ہیں۔ آپ بھی اُن صحابہؓ کے نقش قدم پر چل کر وہی نمونہ دکھائیں تو صرف اورصرف تب ہی آپ اسلام کے درخت کوتقویت پہنچانے والی ہوں گی۔ خدا تعالیٰ آپ سب کو اس طریق پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ اور آپ اس ریفریشرکورس سے واپس اپنے گھروں کو جائیں تو آپ کے اندر ایک نئی روح اور توانائی پیدا ہوچکی ہوجس کے ساتھ آپ اپنے فرائض کو سرانجام دینے والی ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ کی مدد فرمائے کہ آپ اپنی اصلاح کرنے میں کامیاب ہوجائیں اور اللہ تعالیٰ آپ کو مزید یہ توفیق بھی عطا فرمائے کہ آپ ایک روحانی انقلاب اپنی مجلس میں پیدا کرنے والی ہوں خواہ وہ بڑی مجلس ہو یا چھوٹی۔ خدا تعالیٰ آپ کو اِن کوششوں میں کامیابی عطا فرمائے اور لجنہ اماء اللہ کو بےشمار برکات سے نوازتا چلا جائے۔ آمین۔

....

خطاب کے اختتام پر حضورِ انور نے دریافت فرمایا کہ کیا تمام حاضرات کوانگریزی میں کارروائی سمجھ آگئی ہے؟ مزید فرمایا جن کو سمجھ نہیں آئی وہ صدر لجنہ سے ریکارڈنگ لیں اور جو یہاں پر کام ہوا ہے، ہدایات دی گئی ہیں یا تبادلہ خیال ہوئے ہیں اُس کی ریکارڈنگ لے کرسنیں تاکہ آپ کوعلم ہواور ساتھ ہی یہ کہ آپ اُس پر عمل کرسکیں۔ حضورانور نے فرمایا کہ اِن معاملات میں سیکھنا زیادہ اہم ہے۔ شرماتے نہیں رہنا چاہئے، جب بات سمجھ نہ آئے تو پوچھ لینا چاہئے۔

اس کے بعد حضورانور نے دعا کروائی۔

....

مجلس سوال وجواب

اس کے بعد خواتین کی طرف سے کچھ سوالات پیش کئے گئے۔ حضورانور نے اُن کے جواب عطا فرمائے۔ ذیل میں بعض سوال وجواب اپنی ذمہ داری پر اختصار کے ساتھ ہدیۂ قارئین ہیں۔

❁......ایک بہن نے اپنی بیٹی کا سوال عرض کیا کہ جب آپ کہتے ہیں کہ دعا کروتو خدا تعالیٰ سنتا ہے۔ اگر دعا قبول نہیں ہوتی تو کہہ دیا جاتا ہے کہ کوئی مصلحت ہوگی۔ اس بچی کوکس طرح تسلّی بخش جواب دیا جائے؟

حضورانورایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اللہ تعالیٰ عالمُ الغیب والشہادۃ ہے۔ غیب کوبھی جانتا ہے اور حاضرکوبھی وہ جانتا ہے کہ کیا چیز بہتر ہے۔ اگرکوئی کسی رشتہ کی خواہش کرے تو وہ اس کے لئے دعا کرے۔ اسی لئے استخارہ کا حکم ہے کہ ہوسکتا ہے جوخواہش تھی وہ بہتر نہیں تھی۔ پھراگرکسی کا مثال کے طور پر خیال ہے کہ وہ دعا کرے کہ میری پہلی پوزیشن آجائے تو ہوسکتا ہے اس کی محنت کا قصور ہو۔ تم نے محنت کی مگر ہوسکتا ہے دوسروں نے اورزیادہ محنت کی ہو۔ جب اللہ تعالیٰ کوعلم ہے کہ فلاں نے زیادہ محنت کی تو اُس کو reward ملا۔ دوسری بات یہ کہ اللہ تعالیٰ دعا سنتا ہے۔ بچوں کی بھی سنتا ہے۔ لڑکیاں بھی کئی دفعہ بتاتی ہیں کہ اُن کی دعا قبول ہوئی۔ ان خاص حالات میں یہ سوچنا کہ دوسرا عیسائی یاکسی اَور مذہب کا تھا تو پھراسے کیوں کامیابی ملی؟ جومحنت ہے اس کا reward اللہ تعالیٰ عطا فرماتا ہے ورنہ تو یہ اللہ تعالیٰ کی ناانصافی ہوتی۔

حضورانورایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: میرا اپنا تجربہ ہے کہ ایک دفعہ میرا ایک مضمون کا پرچہ خراب ہوگیا۔ فیل ہونے کا امکان تھا۔ جب تک نتیجہ نہیں آیا مَیں دعائیں کرتا رہا۔ اللہ تعالیٰ سے چمٹا رہا۔ نتیجہ نکالنے سے پہلے خود Examination بورڈ نے سوچا کہ پرچہ مشکل تھا۔ لہٰذا اُنہوں نے کچھ Grace Marks سب کو دیدیئے جس سے مَیں بھی پاس ہوگیا۔

❁...... ایک بہن نے کہا کہ میرا چھوٹا سا سوال ہے۔ ہم کہتے ہیں خدا تعالیٰ ستّر ماؤں سے زیادہ شفیق ہے مگر بعض واقعات اورحادثات ایسے ہوتے ہیں کہ پھرہم کہتے ہیں اللہ تعالیٰ بےنیاز ہے۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: سوال آپ کا چھوٹا ہے مگراس کا جواب بہت بڑا ہے۔ اللہ تعالیٰ بےنیاز ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا ہے کہ اگرمیں انسانوں کوفوری سزا دینے پرآؤں تواس کے نتیجہ میں یہ نہیں فرمایا کہ تمام انسانوں کوختم کردوں بلکہ فرمایا دنیا میں جو زندگی ہے اسے ختم کردوں۔ یعنی جس پہ تم depend کرتے ہواُسے ختم کردوں۔ بہت ساری باتیں ایسی ہوتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کواس کا علم ہوتا ہے کہ دنیا کی اصلاح اس طرح کرنی ہے۔ یہ بات نہیں ہے کہ صرف غریب ملکوں پرآفات آتی ہیں۔ پچھلے کچھ عرصہ سے امریکہ پرمختلف آفات آرہی ہیں۔ طوفان آرہے ہیں۔ پچھلے دنوں کینیڈا میں بھی سخت طوفان آیا۔ کیلگری میں کسی لڑکے نے مجھے پوچھا کہ غریب ملکوں پر کیوں آفات آتی ہیں۔ مَیں نے کہا امریکہ میں بھی آفات آتی ہیں، یہاں بھی آتی ہیں۔ میرے آنے کے بعد کیلگری (کینیڈا) میں ایسی طوفانی بارشیں ہوئیں کہ جو امیر لوگ ہیں اُن کے گھر بھی ڈوب گئے۔ اللہ تعالیٰ کوعلم ہے اُس نے کہاں سزا دینی ہے اورکس طرح اصلاح کرنی ہے۔ امیر بھی مرتے ہیں لیکن امیروں کی زندگیاں غریبوں پر، عوام الناس پر depend کررہی ہوتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں تمہیں ختم کرنے کے لئے کسی کوبھی ختم کرسکتا ہوں۔

❁......ایک بہن نے سوال کیا کہ اُن کی غیراز جماعت سہیلی نے عیدمیلادالنبیؐ کے موقع پراپنے گھرمیں ایک جلسہ کیا ہے اور شرکت کی دعوت دی ہے۔ کیا وہاں شمولیت درست ہوگی؟ حضورنے دریافت فرمایا کہ اُن کا اس تقریب میں کیا کرنے کا ارادہ ہے؟ عرض کیا گیا کہ اُن کا طریقہ مختلف ہے۔ نعتیں پڑھی جاتی ہیں۔ آخرمیں تمام حاضرات اُٹھ کرکھڑی ہوجاتی ہیں کہ آنحضورؐ کی سواری آرہی ہے۔

حضورانورایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اُن کا یہ طریق درست نہیں مگرآپ اس تقریب میں شامل ہوسکتی ہیں۔ نعتیں سنیں اوراگران کوفائدہ پہنچاسکتی ہیں توخود مضمون لکھ کرلے جائیں اور پڑھ کرانہیں سنائیں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کا جوعلم ایک احمدی کو ہے وہ دوسروں کو نہیں۔ جب وہ آخر میں کھڑے ہوکر میلاد پڑھتی ہیں تو اخلاقاً آپ کھڑی ہوسکتی ہیں مگران کا یہ طریقہ غلط ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی سواری نہیں ہے۔

❁......ایک بہن نے سوال کیا کہ: مجھے ایک نئی احمدی خاتون ملی تھیں وہ Norway کی رہنے والی ہیں۔ ان کی شادی نہیں ہوئی۔ وہ چاہتی ہیں کہ ان کی شادی ہوجائے۔

اس سوال کا جواب دیتے ہوئے حضورانورایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: جب کوئی احمدی ہوتا ہے، اسے بھی اور جو پہلے سے احمدی ہوں انہیں بھی چاہئے کہ خدا تعالیٰ کی خاطراوراپنے دین کی خاطراپنے جذبات کی قربانی کرتے ہوئے کسی احمدی سے ہی شادی کریں۔

حضورانورایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: مجھے ان کی تفصیل بھیج دیں۔ میں بھی کوشش کروں گا کہ ان کے لئے کوئی مناسب رشتہ دیکھا جاسکے۔

❁......ایک اورسوال پیش ہوا کہ جب ہم اجتماع کے لئے یاکسی اورتقریب پرلنڈن آتے ہیں تو ہمارا دل چاہتا ہے کہ ہم حضور کے ساتھ نمازیں پڑھیں۔

حضورانورایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ارشادفرمایا کہ صدر صاحبہ سے کہیں وہ انتظام کردیا کریں تو آپ آکر مسجد فضل میں نماز پڑھ لیا کریں۔

حضورانورایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ اجتماع پرتو میں ایک دومرتبہ شرکت کرتا ہوں اور نماز بھی یہاں پڑھاتا ہوں۔

❁......ایک بہن نے سوال کیا کہ لجنہ کا خدمتِ خلق کا جو لائحہ عمل ہمیں بتایا گیا ہے۔ اس میں بتایا گیا ہے کہ کسی وفات یافتہ کے آخری غسل کا کیا طریق ہے۔ کیا جماعت میں اس سلسلہ میں انتظام ہوسکتا ہے؟

حضورانورایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: ایک احمدی نے مجھے اطلاع دی تھی کہ وہ اس قسم کی کوئی کمپنی بنانا چاہتے ہیں جہاں وفات یافتہ کونہلانے اورکفن دفن وغیرہ کا انتظام کیا جائے گا۔ ہم اس پرغور کررہے ہیں کہ احمدی ہی تمام کارروائی کیا کریں۔

❁......ایک بہن نے سوال کیا کہ ہماری مجلس میں ایک خاتون نے حال ہی میں بیعت کی ہے۔ ان کا سوال ہے کہ عید اور رمضان وغیرہ میں دوتین دن کا فرق کیوں ہوجاتا ہے۔ حضور نے فرمایا: دوتین دن کا فرق نہیں ہوسکتا۔ آنحضرتؐ نے ہمیں طریق بتادیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں ہدایت فرمادی ہے۔ ان ملکوں میں اکثر بادل رہتے ہیں۔ یہاں چاند موسم یا وقت کی وجہ سے نظرنہیں آتا۔ کبھی Eastern hemisphere میں نظرآجاتا ہے۔ اور کبھی Western hemisphere میں۔ حضور نے فرمایا میں نے ایک کمیٹی بنائی ہے جو جائزہ بھی لیں اور سائنسی حقائق کو دیکھ کرنتیجہ پیش کیا کریں۔ اگرموسم صاف ہواور دیکھنے میں دشواری نہ ہوتو اپنی آنکھوں سے چاندنظر آجانا چاہئے۔ یہی ہمارا طریق ہے کہ naked eyes سے یعنی آنکھوں سے (بغیرآلات کی مدد کے) دکھائی دے اُس وقت اسے تسلیم کیا جائے۔ اگر بادل ہوں مگر سائنسی ذرائع سے معلوم ہوسکے کہ اگر آسمان صاف ہوتا تو اپنی آنکھوں سے چاندنظرآجاتا تو پھربھی اسے ہم تسلیم کرلیتے ہیں۔

❁......ایک بہن نے سوال کیا کہ Jehova's witness جو ہیں، انہیں تبلیغ کرنی چاہئے یانہیں؟ جوکٹر ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمارے پادریوں نے ہمیں کہا ہوا ہے کہ احمدیوں کی بات نہ سنا کرو۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ انصاف تو یہ ہے کہ وہ اپنا مؤقف بیان کریں اور ہمارا بھی سنیں مگرتبلیغ ہمیں تمام لوگوں کوکرنی چاہئے۔ Jehova's witness میں سے بھی بعض افراد احمدی ہوئے ہیں۔ اس لئے ان سے تبادلہ خیال بھی کرلیا کریں۔ ان سے کہیں ایک دفعہ ہماری بات بھی سن لو، بعدمیں اپنا بھی ضرور بتاؤ۔

❁......ایک بہن نے سوال کیا کہ لندن آنے کے لئے ہم لجنہ کوٹرانسپورٹ کی بہت مشکل ہوتی ہے۔ جماعت اگرکوئی بس خریدلے توہمیں سہولت ہوجائے۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: فی الوقت تو یہ مشکل ہے۔ اس وقت آپ کرایہ خرچ کرکے ہی سفرکرلیا کریں۔

❁......ایک بہن نے سوال کیا کہ تجلّیاتِ الٰہیہ کے نظارے ہردل پرایک طرح نہیں ہوتے۔ خدا تعالیٰ کی ہستی کے دلائل ہرکسی کوایک طرح نہیں سمجھ آتے۔ کیا یہ خدا تعالیٰ کا فضل ہے یا اپنی کوشش سے بھی ہوسکتا ہے؟

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ اس میں خدا تعالیٰ کا فضل ہی ہوتا ہے جس میں انسان کی اپنی کوشش کا بھی دخل ہوسکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جو میرے راستہ میں سعی کرتا ہے میں اسے اپنی طرف ہدایت دے دیتا ہوں۔ ایک تو کوشش ہوتی ہے اور دوسرے خدا تعالیٰ کا فضل ہوتا ہے۔ اس زمانہ میں درود شریف اس فضل کوحاصل کرنے کا بہت بڑا ذریعہ ہے۔

❁......ایک بہن نے بتایا کہ انہوں نے تبلیغ کے لئے بہت سے Church groups سے رابطہ رکھا ہوا ہے۔ بریڈفورڈ میں بہت سے مسلمان فرقوں کی مساجد ہیں۔ یہ سب ہماری جماعت کی مخالفت کرتے ہیں۔ اور ہمارے خلاف پروپیگنڈا کرتے ہیں۔ ہمارے عیسائی جاننے والے ہمارے پروگراموں میں آتے ہیں اور ہمارے خیالات کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اورتعاون کرتے ہیں مگر سنّی مسلم خواتین تک پیغام کس طرح پہنچایا جائے۔ کیا ہم ان کی بین المذاہب تقاریب میں شامل ہوں؟

حضورانورایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: جب آپ inter faith پروگرام کریں تو انہیں شمولیت کی دعوت دیں۔ آپ خودانہیں اسلام کی خوبصورت تعلیمات پر لیکچردیں۔ عیسائیوں کوعیسائیت کی تعلیمات پرلیکچر کی دعوت دیں۔ جب بھی آپ inter faith پروگرام بنائیں تو اُن خواتین کو دعوت دیں۔ آپ اسلامی تعلیمات خود پیش کریں۔ عیسائی نمائندہ کوبھی بلائیں۔ یہودی نمائندگی کے لئے بھی کسی کو بلائیں۔ جب آپ اسلام کی سچی تعلیمات پیش کریں گی توجوشامل ہوں گے وہ سمجھ لیں گے کہ آپ اسلام کی صحیح تعلیمات پرعمل کرتی ہیں۔ بجائے ان کے inter faith پروگرام میں جانے کے آپ ان سے ذاتی تعلقات رکھیں تو وہ آپ کی تقاریب میں شامل ہوں گی۔ وہ تو خود بھی آپس میں متحد نہیں ہیں۔ آپ جب انہیں یہ احساس دلائیں گی کہ ہم اسلام کی صحیح تعلیم پرعمل کرتے ہیں تو وہ خودہی جاکراپنے حلقوں میں لوگوں کو بتائیں گی کہ احمدی خدائے واحد پرایمان رکھتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت پریقین رکھتے ہیں۔ آخرت پرایمان رکھتے ہیں۔

❁......ایک بہن نے سوال کیا کہ اس ملک میں سکول یا کسی کام وغیرہ کی غرض سے باہر جائیں تو مرد وخواتین کا ہاتھ ملانے کا رواج ہے جس سے دشواری محسوس ہوتی ہے۔ حضورراہنمائی فرمائیں۔

حضورانورایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: عام طورپرمرد ہاتھ آگے نہیں کرتے۔ ہاتھ ملانا ضروری نہیں۔ لیکن ضروری ہے کہ آپ طریقے سے سمجھائیں کہ یہ ہماری مذہبی روایات میں سے ہے کہ عورتیں مَردوں سے ہاتھ نہیں ملاتیں۔ یہاں پراکثر لوگ آپ کی مذہبی روایات کا احترام کرتے ہیں۔ اگرکبھی کوئی مجبوری کی صورت ہواور ہاتھ ملانا پڑے تو آرام سے سمجھائیں، اگرآپ درشتی سے کہیں گی تو ظاہر ہے وہ برامنائیں گے۔ حضورنے فرمایا لجنہ کوچاہئے کہ وہ اپنے مردوں کی بھی اصلاح کریں کہ وہ خودبھی عورتوں سے ہاتھ ملانے سے اجتناب کریں۔

اس دلچسپ مجلس کے اختتام پرحضورانورایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز واپس مسجد فضل لندن تشریف لے گئے۔

محبتِ الٰہی اور اس کے حصول کے ذرائع

(مظفر احمد دُرّانی مربی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

محبتِ الٰہی جس کا دینی معاشرہ میں اکثر ذکر رہتا ہے ایک دوطرفہ عمل کا نام ہے۔ اللہ تعالیٰ کی اپنے نیک بندوں سے محبت ایک لا زوال اور غیر منقطع عمل ہے جبکہ ایمان والے بھی ہر آن اللہ ہی کی محبت کا دم بھرتے ہیں، جیسا کہ فرمایا: وَالَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ (البقرۃ:166) جبکہ آنحضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حلاوتِ ایمانی کے حصول کی سب سے پہلی شرط یہ بیان کی کہ اللہ اور اس کے رسول سے محبت دوسری ہر چیز سے بڑھ کر ہو۔

(صحیح بخاری کتاب الایمان باب حلاوۃ الایمان)

محبت انسان کی فطرت میں ہے جب وہ خدا کی یاد میں بہتی ہے تو وہاں سے منور ہو کر لوٹتی ہے۔ پھر خدا اور اس کے بندے میں ایک نوری تعلق پیدا ہوتا ہے جو انسان کے ہر قول و فعل کو روشن کر دیتا ہے۔ گویا انسان خدا نما اور اس کا ہی مظہر ہو جاتا ہے۔

محبتِ الٰہی کی علامت

جب ایک مؤمن اللہ تعالیٰ سے اور اللہ اپنے بندہ سے محبت کرتا ہے تو کیسے معلوم ہو کہ اسے محبتِ الٰہی حاصل ہے، کیا اس کی کوئی علامت یا نشانی بھی ہے؟ اللہ والوں کو تو اس بات کی ضرورت نہیں ہوتی کہ ان کی محبتِ الٰہی اور تعلق باللہ کو ماپا جائے۔ لیکن اس سعادت و برکت کے اظہار کے لئے حضرت ابو ہریرۃؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جب اللہ کسی بندے کو محبوب رکھتا ہے تو جبریلؑ کو فرماتا ہے کہ میں فلاں بندے کو محبوب جانتا ہوں تو بھی اسکو محبوب جان۔ پھر جبریلؑ آسمان والوں کو پکارتا ہے اور کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ فلاں انسان کو محبوب رکھتا ہے پس تم بھی اس کو محبوب رکھو۔ تو آسمان والے اس کو محبوب جانتے ہیں پھر زمین میں بھی اس کی قبولیت اتار دی جاتی ہے۔" (صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب ذکر الملائکۃ) یوں خدا کا محبّ و محبوب ظاہر ہو جاتا ہے۔

محبت الٰہی کے حصول کے ذرائع

محبتِ الٰہی کے حصول کے کئی ذرائع ہیں جنہیں انسان اختیار کر کے کامیاب ہو سکتا ہے۔ جن پر دوام ضروری ہے۔ اور انہیں پر عمل پیرا ہونا محبتِ الٰہی کی علامت بن جایا کرتا ہے۔ ان میں سے چند ایک ذیل میں تحریر ہیں۔

(۱) حصولِ محبت کے لئے دعا

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو دل کی گہرائیوں سے محبتِ الٰہی کے حصول کے طلبگار بلکہ خدا کے محبّ و محبوب تھے اس غرض کے لئے دعا کیا کرتے تھے۔ چنانچہ آپ کو نبی داؤدؑ کی یہ دعا نہ صرف بہت پسند تھی بلکہ آپ نے اسے اپنی امت کے پڑھنے کے لئے بھی پسند فرمایا۔

اللّٰھم انّی أسئلُکَ حُبَّک و حبَّ من یّحبُّک والعملَ اللّذی یُبَلِّغُنی حُبَّک اللّٰھُمَّ اجْعَلْ حبَّکَ اَحَبَّ اِلَیَّ مِن نفسی و اَھْلی ومِنَ الماءِ البارِدِ۔

(جامع ترمذی ابواب الدعوات باب دعاء داؤد)

یعنی اے میرے اللہ! میں تجھ سے تیری محبت مانگتا ہوں۔ اور ان لوگوں کی محبت جو تجھ سے محبت کرتے ہیں۔ اور اس کام کی محبت جو مجھے تیری محبت تک پہنچا دے۔ اے میری خدا! ایسا کر کہ تیری محبت مجھے اپنی جان، اپنے اہل و عیال اور ٹھنڈے شیریں پانی سے بھی زیادہ پیاری اور اچھی لگے۔

(۲) حصولِ محبت کی کوشش

اللہ تعالیٰ کی محبت کے حصول کے لئے ضروری ہے کہ انسان کوشش اور جستجو کرے تب اسی کے فضل اور رہنمائی سے محبتِ الٰہی حاصل ہوتی ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَالَّذِيۡنَ جَاهَدُوۡا فِيۡنَا لَنَهۡدِيَنَّهُمۡ سُبُلَنَا (العنکبوت:70) یعنی جو لوگ ہم سے ملنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ہم ان کو ضرور اپنے رستوں کی طرف آنے کی توفیق بخشیں گے۔

(۳) حصولِ محبت میں ابتداء

عن انسٍؓ عن النبیؐ فیما یروی عن ربہ عز و جل قال اذاتقرّب العبدُ الیّ شِبراً تقرّبْتُ الیہ ذراعاً واذا تقرَّب الیّ ذراعاً تقرَّبْتُ الیہ باعاً واذا اتٰنی یمشی اتیتُہٗ ھرولۃً۔

(صحیح مسلم کتاب الذکر والدعا باب فضل الذکر)

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کی طرف سے بطور حدیث قدسی بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: جب بندہ ایک بالشت میرے قریب ہوتا ہے تو میں ایک ہاتھ اس کے قریب ہو جاتا ہوں۔ جب وہ ایک ہاتھ میرے قریب ہوتا ہے تو میں دو ہاتھ اس کے قریب ہو جاتا ہوں اور جب وہ میری طرف چل کر آتا ہے تو میں اس کی طرف دوڑتے ہوئے جاتا ہوں۔

گویا اظہارِ محبت اور اس کے حصول کی کوشش کی ابتداء ہمیشہ انسان کی طرف سے ہونی چاہیئے پھر اللہ تعالیٰ اس کوشش کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہوئے اسے محبت سے بھر دیتا ہے۔

(۴) فرائض ونوافل کی بجا آوری

اسی طرح حضرت ابو ہریرہؓ سے ایک روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حدیثِ قدسی بیان فرمائی کہ "میرا قرب حاصل کرنے کے لئے سب سے محبوب ذریعہ فرائض کی بجا آوری ہے۔ اور میرا بندہ ہمیشہ نوافل کے ذریعہ میرا قرب حاصل کرتا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرنے لگ جاتا ہوں۔ پس جب میں اس سے محبت کرتا ہوں تو میں اس کا کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے۔ اور اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے۔ اور اسکا ہاتھ بن جاتا ہوں جس کے ساتھ وہ پکڑتا ہے۔ اور اس کا پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے۔ اور جب وہ مجھ سے مانگتا ہے تو میں اس کو دیتا ہوں۔ اور اگر وہ مجھ سے پناہ مانگتا ہے تو میں اس کو پناہ دیتا ہوں۔"

(صحیح بخاری کتاب الرقاق باب التواضع)

(۵) کامل اطاعتِ رسولؐ

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام بیان فرماتے ہیں:

"اسلام کا خدا کسی پر اپنے فیض کا دروازہ بند نہیں کرتا بلکہ اپنے دونوں ہاتھوں سے بلا رہا ہے کہ میری طرف آوٴ۔ اور جو لوگ پورے زور سے اس کی طرف دوڑتے ہیں ان کے لئے دروازہ کھولا جاتا ہے۔

سو میں نے محض خدا کے فضل سے نہ اپنے کسی ہنر سے اس نعمت سے کامل حصہ پایا ہے جو مجھ سے پہلے نبیوں اور رسولوں اور خدا کے برگزیدوں کو دی گئی تھی۔ اور میرے لئے اس نعمت کا پانا ممکن نہ تھا اگر میں اپنے سید و مولیٰ فخر الانبیاء اور خیر الوریٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے راہوں کی پیروی نہ کرتا۔ سو میں نے جو کچھ پایا۔ اس پیروی سے پایا۔ اور میں اپنے سچے اور کامل علم سے جانتا ہوں کہ کوئی انسان بجز پیروی اس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خدا تک نہیں پہنچ سکتا اور نہ معرفت کاملہ کا حصہ پا سکتا ہے اور میں اس جگہ یہ بھی بتلاتا ہوں کہ وہ کیا چیز ہے کہ سچی اور کامل پیروی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب باتوں سے پہلے دل میں پیدا ہوتی ہے۔ سو یاد رہے کہ وہ قلبِ سلیم ہے یعنی دل سے دنیا کی محبت نکل جاتی ہے اور دل ایک ابدی اور لازوال لذت کا طالب ہو جاتا ہے پھر بعد اس کے ایک مصفّٰی اور کامل محبت الٰہی بباعث اس قلبِ سلیم کے حاصل ہوتی ہے اور یہ سب نعمتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے بطور وراثت ملتی ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے: قُلۡ اِنۡ كُنۡتُمۡ تُحِبُّوۡنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوۡنِىۡ يُحۡبِبۡكُمُ اللّٰهُ (آل عمران:32)

یعنی ان کو کہہ دے کہ اگر تم خدا سے محبت کرتے ہو تو آوٴ میری پیروی کرو تا خدا بھی تم سے محبت کرے بلکہ یکطرفہ محبت کا دعویٰ بالکل ایک جھوٹ اور لاف وگزاف ہے۔ جب انسان سچے طور پر خدا تعالیٰ سے محبت کرتا ہے تو خدا بھی اس سے محبت کرتا ہے تب زمین پر اس کے لئے ایک قبولیت پھیلائی جاتی ہے اور ہزاروں انسانوں کے دلوں میں ایک سچی محبت اس کی ڈال دی جاتی ہے اور ایک قوتِ جذب اس کو عنایت ہوتی ہے اور ایک نور اس کو دیا جاتا ہے جو ہمیشہ اسکے ساتھ ہوتا ہے۔ جب ایک انسان سچے دل سے خدا سے محبت کرتا ہے اور تمام دنیا پر اسکو اختیار کر لیتا ہے اور غیر اللہ کی عظمت اور وجاہت اس کے دل میں باقی نہیں رہتی، بلکہ سب کو ایک مرے ہوئے کیڑے سے بھی بدتر سمجھتا ہے۔ تب خدا جو اس کے دل کو دیکھتا ہے ایک بھاری تجلی کے ساتھ اس پر نازل ہوتا ہے۔ اور جس طرح ایک صاف آئینہ میں جو آفتاب کے مقابل پر رکھا گیا ہے آفتاب کا عکس ایسے پورے طور پر پڑتا ہے کہ مجاز اور استعارہ کے رنگ میں کہہ سکتے ہیں کہ وہی آفتاب جو آسمان پر ہے اس آئینہ میں بھی موجود ہے ایسا ہی خدا ایسے دل پر اترتا ہے اور اس کے دل کو اپنا عرش بنا لیتا ہے۔" (حقیقۃ الوحی۔ روحانی خزائن جلد نمبر ۲۲ ص ۶۴ تا ۶۵)

(۶) احسان سے کام لینا

دوسروں سے نیکی اور حسنِ سلوک کرنا اور احسان سے کام لینا انسان کو اللہ کا محبوب بنا دیتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے کہ وَاَحۡسِنُوۡا اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الۡمُحۡسِنِيۡنَ (البقرۃ:196) یعنی احسان سے کام لو اللہ احسان کرنے والوں سے یقیناً محبت کرتا ہے۔

(۷) سچی توبہ کرنا

سچی توبہ انسان کو دھو دیتی ہے اور وہ نئی روحانی پیدائش کے ساتھ خدا کے حضور حاضر ہوتا ہے۔ یہ وہ حالت ہے جو خدا کو بہت پسند ہے۔ جیسا کہ وہ فرماتا ہے کہ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيۡنَ (البقرۃ :223) یعنی اللہ ان سے جو اس کی طرف بار بار رجوع کرتے ہیں اور سچی توبہ کرتے ہیں یقیناً محبت کرتا ہے۔

(۸) ظاہری و باطنی صفائی کا اہتمام کرنا

اللہ تعالیٰ بہت ہی پاک اور لطیف ذات ہے اس لئے وہ اپنی محبت کا اظہار انہیں لوگوں سے کرتا ہے جو ہر طرح کی صفائی کا خیال رکھتے ہوں۔ جیسا کہ فرمایا کہ یحب المتطھرین یعنی وہ ظاہری و باطنی صفائی کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔ (البقرۃ:223)

(۹) تقویٰ اختیار کرنا

نیکی اور اچھائی کے لئے تقویٰ ایک اہم شرط ہے۔ جیسا کہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں ؎

ہر اک نیکی کی جڑ یہ اتقا ہے
گر یہ جڑ رہی تو سب کچھ رہا ہے

چنانچہ محبت الٰہی کے حصول کے لئے بھی تقویٰ بنیادی شرط ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: بَلٰی مَنۡ اَوۡفٰى بِعَهۡدِهٖ وَاتَّقٰى فَاِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الۡمُتَّقِيۡنَ ہاں ہاں جو شخص اپنے عہد کو پورا کرے اور تقویٰ اختیار کرے تو اللہ متقیوں سے یقیناً محبت رکھتا ہے۔ (آل عمران:77)

(۱۰) مصیبت پر صبر کرنا

مومنوں کی زندگی میں مصائب وآلام ان کی ترقیات کے لئے ضروری ہیں۔ پس مصائب پر صبر کرنا بھی محبتِ الٰہی کے حصول کا ایک اہم ذریعہ ہے۔ چنانچہ اللہ تعال فرماتا ہے کہ فَمَا وَهَنُوۡا لِمَاۤ اَصَابَهُمۡ فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ وَمَا ضَعُفُوۡا وَمَا اسۡتَكَانُوۡا وَاللّٰهُ يُحِبُّ الصّٰبِرِيۡنَ (آل عمران:147) یعنی نہ تو وہ اس تکلیف کی وجہ سے جو انہیں اللہ کی راہ میں پہنچی تھی سست ہو گئے اور نہ کمزوری دکھائی اور نہ انہوں نے (دشمنوں کے سامنے) تذلل اختیار کیا۔ اور اللہ صبر کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔

(۱۱) توکل علیٰ اللہ کرنا

انسان کی زندگی میں اونچ نیچ آتے رہتے ہیں۔ ہر حال میں اللہ کی ذات پر بھروسہ کرنا اور اسی پر توکل رکھنا انسان کو خدا کا محبوب بنا دیتا ہے۔ جیسا کہ فرمایا: فَاِذَا عَزَمۡتَ فَتَوَكَّلۡ عَلَى اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الۡمُتَوَكِّلِيۡنَ (آل عمران:160) جب تو کسی بات کا پختہ ارادا کر لے تو اللہ پر توکل کر۔ اللہ توکل کرنے والوں سے یقیناً محبت کرتا ہے۔

(۱۲) انصاف کرنا

انصاف بہت بڑی خوبی ہے۔ جس کے نتیجہ میں دنیا میں امن وشانتی پیدا ہوتی ہے۔ اسی لئے انصاف کا قیام محبت الٰہی کے حصول کا ذریعہ ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَاِنۡ حَكَمۡتَ فَاحۡكُمۡ بَيۡنَهُمۡ بِالۡقِسۡطِ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الۡمُقۡسِطِيۡنَ (المآئدۃ:43) یعنی اگر تو فیصلہ کرے تو ان کے درمیان انصاف سے فیصلہ کر۔ اللہ یقیناً انصاف کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔

☆ عقیدہ کی تصحیح، نیک صحبت، معرفت، صبر، حسنِ ظن اور دعا

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ "سب سے پہلے یہ ضروری ہے کہ اول تصحیح عقیدہ کرے...... مسلمانوں کا وہی خدا ہے جس کو انہوں نے قرآن کے ذریعہ دنیا کے سامنے پیش کیا ہے جب تک اس کو شناخت نہ کیا جائے، خدا کے ساتھ کوئی تعلق اور محبت پیدا نہیں ہو سکتی نرے دعوے سے کچھ نہیں بنتا۔ پس جب عقیدہ کی تصحیح ہو جاوے تو دوسرا مرحلہ یہ ہے کہ نیک صحبت میں رہ کر اس معرفت کو ترقی دی جاوے اور دعا کے ذریعہ بصیرت مانگی جاوے جس جس قدر معرفت اور بصیرت بڑھتی جاوے

باقی صفحہ 4 پر ملاحظہ فرمائیں

غزل

شجر کے ساتھ وابستہ اگر ہے
یقیناً شاخ پھر وہ باثمر ہے
خدا کا ساتھ ہے مُرشد کے میرے
مرے مُرشد کا کہنا سب امر ہے
اتر جاتی ہے سیدھی جاکے دل میں
نصیحت اس کی ہوتی بااثر ہے
مبارک ہو گیا اس کو ملا جب
اُسی نے کر دیا مجھ کو ظفر ہے
معزّز کیوں نہ ہوگی ذات اپنی
کہ اس کے پاؤں ہیں اور میرا سر ہے
صلہ ہے یہ غلامی کا یقیناً
کہ مجھ کو کردیا یوں تاجور ہے
مرے آباء نے کی اس کی غلامی
مرا بس یہ حوالہ معتبر ہے
حیاتِ دائمی اس کو ملے گی
خدا کے فضل کی جس پر نظر ہے
ہے یارو یہ جہاں اِک جائے فانی
سرائے ہے قیامِ مختصر ہے
نہ جانے کب بلاوا کس کو آئے
کسے معلوم اس کی کیا خبر ہے
ہمیں کشکول جس نے دینا چاہا
وہ خود پھیلائے جھولی دربدر ہے
جنہیں تھا زعمِ طاقت ہیں کہاں اب
فقیرانہ صدا تو ہر نگر ہے
ہوئے ہیں خشک باقی سارے پودے
خدا کا شجرِ طیب باثمر ہے
اجاڑا پڑ رہا ہے ملکوں ملکوں
سکون و امن و راحت اپنے گھر ہے
عدو کے ہے مقدّر میں اندھیرا
ہمارے گھر ملائک کا اتر ہے
مقدّر میں ہمارے 'اَغْلِبَنَّ'
نوشتوں میں لکھی یہ بھی خبر ہے
اُدھر دشمن کرے ہے آہ و زاری
اِدھر للکارِ حق مثلِ ببر ہے
ہمارے پاؤں منزل چومتی ہے
کہ اِک کامل ہمارا راہ بر ہے
خدا والوں کی ہوتی ہے نشانی
انہیں نہ خوف دنیا کا نہ ڈر ہے
ولی ، پیر و مجدّد ہیچ سارے
خلافت سب پہ حاوی بالاتر ہے
خلافت قائم و دائم رہے گی!
قیامت تک یہ اب محفوظ تر ہے
اب اس احمدؑ کے نعرے گونجتے ہیں
محمدؐ کا جو روحانی پسر ہے
ظفرؔ اک رت جگا ہو جائے ایسا
کہ جس کی خوبصورت اک سحر ہے

(مبارک احمد ظفرؔ)

اعلان برائے داخلہ جامعہ احمدیہ یوکے

برائے سال 2014ء

جامعہ احمدیہ یوکے کی درجہ ممہدہ کیلئے داخلہ ٹیسٹ (تحریری امتحان و انٹرویو) 21اور22 جولائی 2014ء کوانشاءاللہ تعالیٰ جامعہ احمدیہ یوکے میں ہوگا۔

داخلہ ٹیسٹ میں شمولیت کے قواعد حسب ذیل ہیں:

(1) تعلیمی معیار: درخواست دہندہ کم ازکم چھ مضامین میں جی سی ایس ای (GCSE) کم ازکم تین مضامین میں اے لیولز (A-Levels) یا اس کے مساوی تعلیم میں C گریڈ یا %60 سے کم نمبر نہ ہوں۔

(2) عمر: جی سی ایس سی (GCSE) پاس کرنے والے طالب علم کی زیادہ سے زیادہ عمر 17 سال اور اے لیولز (A-Levels) پاس کرنے والے طالب علم کی عمر زیادہ سے زیادہ 19 سال ہونی چاہئے۔

(3) میڈیکل رپورٹ: درخواست دہندہ کی صحت کے متعلق ڈاکٹر (GP) کی طرف سے تفصیلی میڈیکل رپورٹ انگریزی زبان میں درخواست کے ساتھ منسلک ہونی چاہیے۔

(4) تحریری ٹیسٹ وانٹرویو: درخواست دہندہ کا ایک تحریری ٹیسٹ اور ایک انٹرویو ہوگا۔ جس میں سے ہر دو میں پاس ہونا لازمی ہے۔ انٹرویو کے لئے صرف اسی کینڈیڈیٹ کو بلایا جائے گا جو تحریری ٹیسٹ میں کامیاب قرار پائے گا۔ تحریری ٹیسٹ اور انٹرویو کے لئے قرآن کریم ناظرہ، وقف نو سلیبس اور انگریزی واردو زبان لکھنا، پڑھنا اور بولنا بنیادی نصاب ہوگا۔ تاہم ترجمہ قرآن کریم اور کتب حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے بارہ میں بھی کینڈیڈیٹ کا اس طور پر جائزہ لیا جائے گا کہ اس میں ان کے پڑھنے کا رجحان موجود ہے کہ نہیں۔

(5) درخواست دینے کا طریق: درخواست متعلقہ درخواست فارم پر درج ذیل دستاویزات کے ساتھ ہی قابل قبول ہوگی: (1) درخواست فارم مع تصدیق نیشنل امیر صاحب (2) درخواست دہندہ کی صحت بابت تفصیلی میڈیکل رپورٹ (بزبان انگریزی) (3) جی سی ایس سی/اے لیولز کے سرٹیفکیٹ کی مصدقہ نقل۔ نتیجہ کے انتظار کی صورت میں سکول یا ٹیوٹر کی طرف سے متوقع گریڈز (Projected Grades) پر مشتمل خط۔ (4) پاسپورٹ کی مصدقہ نقل (5) درخواست دہندہ کی ایک عدد پاسپورٹ سائز فوٹو۔

متفرق ہدایات: (1) درخواست میں کینڈیڈیٹ کے نام کے سپیلنگ وہی لکھے جائیں جو پاسپورٹ میں درج ہیں۔ (2) مصدقہ درخواست جامعہ احمدیہ یوکے میں 30 جون 2014ء تک پہنچنی لازمی ہے، اس کے بعد موصول ہونے والی درخواستوں پر کارروائی نہیں کی جائے گی۔ (3) جامعہ احمدیہ یوکے کا ایڈریس درج ذیل ہے:

Jamia Ahmadiyya UK, Branksome Place, Hindhead Road, Haslemere, GU27 3PN.
Tel:+44(0)1428647170, +44(0)1428647173
Fax: +44(0)1428647188

(4) رابطہ کے لئے جامعہ احمدیہ کے اوقات سوموار تا ہفتہ صبح آٹھ بجے سے دوپہر دو بجے تک ہیں۔

(پرنسپل جامعہ احمدیہ، یوکے)

بقیہ: نماز جنازہ حاضر و غائب

از صفحہ 10

آپ حضرت مولوی محمد حسین صاحب (سبز پگڑی والے) صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نواسے اور مکرم منشی سردار محمد صاحب (کاتب الفضل) کے بیٹے تھے۔ آپ کو 25 سال دفتر وکالت مال ثانی اور وکالت دیوان میں اکاؤنٹنٹ کی حیثیت سے خدمت کی توفیق ملی۔ آپ بہت خوبیوں کے مالک نیک اور مخلص انسان تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ تین بیٹیاں اور ایک بیٹا یادگار چھوڑے ہیں۔

(8) مکرم بشیر احمد ملک صاحب (ربوہ)

26 فروری 2014ء کو 75 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ آپ کو لمبا عرصہ جماعت 344/WB دنیا پور ضلع لودھراں میں امام الصلوٰۃ اور سیکرٹری مال اور پھر ربوہ شفٹ ہونے پر اپنے محلّہ دارالیمن غربی میں سیکرٹری وقف نو کی حیثیت سے خدمت کی توفیق ملی۔ بہت نیک اور مخلص انسان تھے۔ آپ نے اپنے تینوں بیٹے وقف کرنے کی سعادت پائی۔ آپ کی بیٹیاں بھی کسی نہ کسی رنگ میں جماعتی خدمت کی توفیق پارہی ہیں۔ آپ کے ایک بیٹے مکرم عطاء العلیم ثمر صاحب مربی سلسلہ ریسرچ سیل ربوہ میں خدمت بجالا رہے ہیں۔

(9) مکرمہ صورۃ النبوی صاحبہ (اڑیسہ)

14 فروری 2014ء کو 75 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ آپ پنجگانہ نمازوں کی پابند، تہجد گزار، قرآن کریم کی تلاوت کرنے والی مخلص اور نیک خاتون تھیں۔ تبلیغ کا بہت شوق تھا اور غیر احمدیوں کو بڑے عمدہ اور مؤثر رنگ میں تبلیغ کیا کرتی تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں دو بیٹیاں اور ایک بیٹا یادگار چھوڑے ہیں۔

(10) مکرم عبدالعزیز صاحب استاد (بنگلور۔ انڈیا)

چند ماہ قبل 97 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ آپ پنج وقتہ نمازوں کے پابند، تہجد گزار، مالی قربانی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والے نیک انسان تھے اور اپنی اولاد کو بھی اس کی تلقین کیا کرتے تھے۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنی رضا کی جنتوں میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر کرنے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین

....

بقیہ: الفضل ڈائجسٹ

از صفحہ 18

پیارا بیٹا ناصر محمود صبح غسل کرکے نیا لباس شرٹ پتلون اور نئے ہی بوٹ پہن کر گھر سے نکلا، یاد آیا پرفیوم نہیں لگایا، واپس آکر پرفیوم لگایا۔ بھائی کے ساتھ دفتر سے نماز جمعہ کے لئے مسجد گیا۔ اپنی طرف بڑھتے ہوئے ہینڈ گرنیڈ کو دیکھ کر اتنا فوری فیصلہ کر ڈالا۔ اپنی جان بچانے کی بجائے کئی گھروں کو اجڑنے سے بچالیا۔ آگے بڑھا اور ہاتھ سے گرنیڈ کو واپس اسی طرف پھینکنے کی کوشش کی مگر گرنیڈ پھٹ جانے کے نتیجے میں شہادت کا رتبہ پا گیا اور اس طرح بہادری کا نشان بن گیا، اپنے خاندان کی تاریخ بن گیا۔

ناصر شہید کا بھائی خود زخمی ہونے کی وجہ سے بھائی کو کندھا نہ دے سکا۔ جنازہ نہ پڑھ سکا۔ ناصر شہید پیارے پیارے پھول جیسے بچے ساتھ تھے۔ جھکی کمر سے باپ نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھا دیئے۔ اور بہتے آنسوؤں سسکتی آہوں سے الوداع کیا۔

یہ ربوہ کے باسی فرشتے نما انسان جنہوں نے ایک رات میں قطار اندر قطار شہداء کی آرام گاہیں بنا دیں۔ تابوت، سفید لباس اور ان کے ناموں کی پلیٹیں بنا دیں۔ ان کے عزیز و اقارب کے لئے شامیانے اور کرسیاں لگا دیں۔ جنازہ کے لئے وسیع لان کھول دیئے۔ یہ سب اتنی جلدی کیسے ہوا یہ انسانی طاقت سے باہر ہے، ایک قبر کھود کر گورکن تھک جاتا ہے اور یہاں ایک سو قبریں۔ ہر خادم نے اپنی ہمت سے بڑھ کر کام کیا، اپنی طاقت سے اپنی جرأت اور خلوص ومحبت سے یہ سب کام ہوا۔ اتنا مکمل اور وسیع انتظام اتنی مکمل تنظیم، مکمل وجود۔ انہیں کون شکست دے سکتا ہے۔ یہ انسان خدا کو ماننے والے ہی نہیں بلکہ خدا پر مکمل یقین رکھنے والے، اس کے سامنے گڑگڑانے والے وجود ہیں۔

ہمارے شہید اپنے لہو سے وہ چراغ روشن کر گئے ہیں۔ جنہیں مؤرخ برسوں یاد رکھے گا۔ ہر گھر کی تاریخ وہاں سے شروع ہوگی۔ ہر نسل فخر سے ذکر کرے گی۔ ہر بیوہ وقار سے جیئے گی۔ ہر یتیم خودداری سے زندگی گزارے گا۔ ہر بہن مان سے اور ہر بھائی دوسرے کے لئے جیئے گا۔ والدین کا عصا آنے والی نسلیں بنیں گی۔ یہ داستانیں آنے والی نسلیں سنیں گی اور یہ سلسلہ جاری رہے گا۔

سلام ...... عبدالسلام

(تحریر: ڈاکٹر عادل نجم۔ترجمہ: ریحانہ صدیقہ بھٹی، اسلام آباد، پاکستان)

مضمون نگار نے بوسٹن یونیورسٹی اور فلیچر کالج آف لاء اینڈ ڈپلومیسی سے انٹرنیشنل ریلشینز اور پبلک پالیسی میں تعلیم حاصل کی۔لمز (LUMS) کے وائس چانسلر رہ چکے ہیں۔

آج سے چار دن بعد، انتیس جنوری کا دن بہت سے پاکستانیوں کو یادنہیں رہے گا۔۔یا وہ یاد نہیں رکھنا چاہتے ہیں۔۔یہ ڈاکٹر محمد عبدالسلام کا تاریخ پیدائش ہے۔چلیں ہم ثابت کریں کہ ہم ان میں سے نہیں۔

خود کو 10 دسمبر 1979ء میں سٹاک ہوم میں تصور کرتے ہیں۔ایک عظیم ہوٹل کے مختلف کمروں میں دنیا کے نو ذہین ترین شخصیات کالے ٹیل کوٹ اور سفید بوٹائی میں ملبوس سویڈن کے بادشاہ سے نوبل انعام وصول کرنے کے لیے تیار ہورہی تھیں۔ دسویں کمرے میں گھنی داڑھی والا پاکستانی کالی شیروانی، سفید شلوار اور سنہری کام والے مڑھے ہوا کھسہ پہنے پگڑی باندھنے کی کوششوں میں مصروف ہے۔ یہ ایک مہارت ہے جس میں وہ کبھی ماہر تھے لیکن اب بھول چکے تھے۔

وہ پوری کوشش کررہے تھے کہ پگڑی اسی طرح پیچیدہ ہوجائے جیسی کہ فزکس ہے۔فزکس، جس کے لیے انہیں یہ اعزاز مل رہا تھا۔پاکستانی سفارت خانے سے ایک باورچی کو بھی مدد کے لیے بلوایا گیا، لیکن وہ بھی کچھ زیادہ مدد نہ کر سکا۔آخر کار ہمارے ماہر طبیعات سے جو کچھ خود سے ہوسکتا تھا انہوں نے کیا۔اگر آپ اس دن کی دھندلی فوٹیج دیکھیں تو محسوس کریں گے کہ وہ کچھ زیادہ ٹھیک سے بندھی ہوئی نہیں ہے۔لیکن پھر بھی وہ سب سے زیادہ شاندار دکھائی دے رہے ہیں۔کم از کم میری پاکستانی آنکھوں سے تو ایسا ہی دکھائی دیتا ہے۔

اس رات جب وہ تقریر کرنے کے لیے کھڑے ہوئے تو ان کا پیغام بھی بہت واضح تھا۔اردو میں تقریر کرتے ہوئے انہوں نے اپنے میزبانوں سے کہا: ’’پاکستان اس کے لیے آپ کا بہت مشکور ہے۔‘‘ مزید حیران کرتے ہوئے انہوں نے اس مجمع کے سامنے قرآن کی تلاوت کی اور اس سے یہ بنیادی بات اخذ کرتے ہوئے کہا ’’جتنا بھی ہم گہرائی میں تلاش کرتے جاتے ہیں۔ اتنا ہی زیادہ ہمارا تجسس بڑھتا جاتا ہے‘‘۔

جب ہم گورڈن فریزر کی حیران کرنے والی بائیو گرافی (cosmic anger : Abdus Salam - The First Muslim Nobel Scientist; 2008) پڑھتے ہیں تو ہمیں احساس ہوتا ہے کہ نہ صرف یہ کہ ہم نے اس شخص کی بہت کم قدر کی، بلکہ ہم اس کے بارے میں جانتے بھی بہت کم ہیں۔

محمد عبدالسلام 1926ء میں ضلع ساہیوال میں پیدا ہوئے۔ایک استاد کے بیٹے تھے، جنہوں نے ان کی ایک استاد کے طور پر پرورش کی۔ چودہ سال کی عمر میں تمام پچھلے ریکارڈ توڑتے ہوئے میٹرک کے امتحان میں پنجاب بھر میں اول آئے۔سولہ سال کی عمر میں گورنمنٹ کالج میں انہیں ذہین استاد سرواد مان چاولہ کی زیرنگرانی ریاضی سے محبت پیدا ہوئی۔

ایک دن پروفیسر چاولہ کے دیئے ہوئے ہوم ورک چیلنج کے جواب میں (سری نی واس رامانوجان کی مشہور quadratic equation simultaneous کو آگے بڑھاتے ہوئے) سلام نے ایک زبردست حل پیش کیا۔یہ ان کا پہلا نصابی مقالہ ہے جو اٹھارہ سال کی عمر میں شائع ہوا۔

بیس سال کی عمر میں (خوش قسمتی) سے ریلوے ملازمت میں ناکامی کا سامنا ہوا جس کی وجہ عمر اور نظر کی کمزوری تھی۔لیکن اس سے پہلے ہی ریاضی میں ایم۔اے مکمل کرچکے تھے۔ پنجاب گورنمنٹ کی طرف سے ایک وظیفہ ملنے کی وجہ سے (جو کہ دوسری جنگ عظیم کے لیے اکٹھے کئے گئے ٹیکس میں سے دیا جارہا تھا) کیمبرج کے سینٹ جونز کالج میں داخلہ کی آفر ہوئی۔جو کہ صرف اس صورت میں تھی کہ سلام انڈر گریجویٹ طالبعلم کے طور پر آغاز کریں جو کہ انہوں نے قبول کرلی۔

کیمبرج میں انہیں خلاباز فریڈ ہائیل کو قریب سے دیکھنے کا موقع ملا لیکن 1933ء کے نوبیل انعام جیتنے والے پال ڈیراک ہی تھے جنہوں نے ان کے اندر نظریاتی طبیعات کی شمع روشن کی۔1950ء میں انہوں نے کیمبرج کا اہم ترین سمتھ ایوارڈ (Smith Award) حاصل کیا وہ پہلے ہی ایک کامیاب طالبعلم کا مقام حاصل کرچکے تھے۔ اور طبیعات کے ماہرین کی توجہ حاصل کرچکے تھے۔

یہ سب کچھ اتنی کم مدت میں ہوا جس کی کیمبرج کے ریگولیشن اجازت نہیں دیتے تھے۔اس کا مطلب تھا کہ سلام کو پی ایچ ڈی کی ڈگری مل جانے کی ضمانت نہیں دی جاسکتی تھی۔وہ پانچ سالوں سے گھر سے دور تھے۔اور ’’گھر‘‘ جو اب ایک نئی مملکت میں تھا۔عبدالسلام پرنسٹن میں ایک ریسرچ پوزیشن کی آفر کو ردّ کرتے ہوئے 1951ء میں لاہور واپس آگئے۔ جہاں گورنمنٹ کالج میں شعبہ ریاضی میں پروفیسر اور چیئرمین کے طور پر کام شروع کیا۔

تاہم دوسال کے عرصہ میں وہ دوبارہ کیمبرج واپس آگئے، اور اس کی وجہ ان کے گردوپیش پائی جانے والی اینٹی احمدی ذہنیت تھی۔اور اس موقع پر ان کے کالج کے کولیگز کی طرف سے بہت تنگ نظری کا مظاہرہ ہوا۔ان کے بائیوگرافر کے مطابق ان کو اس طرح سے دیکھا گیا ’’ایک نوجوان جس نے نئی نئی ملازمت شروع کی ہو، جس کے دعوے بلند بانگ ہوں، بہت اونچے خیالات کا مالک طالبعلم، جو ملک اور صوبے کی تقسیم کے دوہرے غم سے بچا رہا ہو‘‘ سیاسی اور انتظامی مشکلات کے ساتھ ساتھ، ان کے کالج کے ساتھیوں کے حسد اور دھمکیوں نے ان کی خواہشات کو تباہ کرنے کے لیے راستہ ہموار کیا۔

اس غیر اہم سیاسی کھیل میں نہ تو انہیں کوئی دلچسپی تھی اور نہ ان کے پاس اس کے لیے وقت تھا۔سلام واپس کیمبرج چلے گئے۔اور جاتے ہی کامیابیوں اور مصروفیات کے طوفانوں میں الجھ گئے۔1955ء میں انہوں نے اپنی پی ایچ ڈی مکمل کی۔1957ء میں ایمپیریل کالج میں کام شروع کیا۔1959ء میں، صرف 33 سال کی عمر میں رائل سوسائٹی کے کم عمر ترین فیلو بنے۔سب سے اہم یہ کہ وہ ایلیمنٹری پارٹیکل فزکس کے بہت سرگرم اور تخلیقی کام کرنے والی شخصیت بن گئے۔ بہت سے دوسرے کاموں کے ساتھ انہوں نے آجکل کے بہت مشہور ہگز بوزان (Higgs Boson) کو سٹینڈرڈ ماڈل میں پیش کیا۔اور یقیناً ایلیمنٹری پارٹیکلز کے درمیان یونیفائیڈ کمزور اور الیکٹرومیگنیٹک کشش کے نظریہ میں بنیادی کام سرانجام دیا، اور اس میں کمزور نیوٹرل کرنٹ کی پیشگوئی بھی شامل تھی۔ اس کام کے لیے انہیں 1979ء میں فزکس کا نوبل انعام شیلڈن گلیشو اور وائن برگ کے ہمراہ دیا گیا۔

اگرچہ عبدالسلام ہائی انرجی فزکس پر ایک اتھارٹی تھے لیکن خود ان کی اپنی ہائی انرجی صرف ریسرچ تک محدود نہ تھی۔ قدرت کی طاقت کی طرح، ملٹی ٹاسکنگ عبدالسلام ہروقت متحرک رہتے تھے۔ ایک ملک سے دوسرے ملک، ایک ادارے سے دوسرے ادارے، ریسرچ سے پالیسی اور مینجمنٹ تک، مقالے لکھنے سے چندہ جمع کرنے تک، نوجوان سکالرز کی رہنمائی کرنے سے حکومتوں کے سربراہان کو تجاویز دینے تک، عالمی مکالمات کو راستہ دکھانے سے لے کر قومی پالیسی بنانے تک، سلام ہمیشہ متحرک دکھائی دیئے۔

سماجی نسلی تعصّبات اور مفکرین کی تنگ نظری سے قطع نظر، وہ کبھی بھی خود کو پاکستان سے دور نہیں رکھ سکے، خواہ جسمانی طور پر اس سے دور بھی ہوں۔1960ء میں ایوب خان کے سائنسی مشیر رہے۔وہ پاکستان کے اٹامک انرجی کمیشن (PAEC)، سپارکو (Suparco)، اور پاکستان انسٹی ٹیوٹ آف نیوکلیر سائنس اینڈ ٹیکنالوجی اور انٹرنیشنل نتھیا گلی سمر کالج آف فزکس اور عصر حاضر کی ضروریات کے بانیوں میں سے ہیں۔ انہوں نے ایک دہائی تک IAEA پاکستان کے وفود کی نمائندگی کی۔ پاکستان کے پہلے نیوکلیر انرجی پلانٹ اور اس کے ناسا کے ساتھ ان معاہدوں کی روح رواں تھے، جو بلوچستان میں خلائی سہولیات کی تعمیر کے لیے تھے۔

عالمی سطح پر وہ تیسری دنیا کی سائنس کی (TWAS) اکیڈمی کے بانی تھے۔اور ہاں، انٹرنیشنل سنٹر فار تھیوریٹکل فزکس ٹریسٹ اٹلی، جو کہ اب ان کے نام سے موسوم ہے اور اس کے بارے میں ان کی خواہش تھی کہ وہ پاکستان میں بنے۔حقیقی طور پر عبدالسلام کی اداروں کے قیام کے لیے کوششیں اسی طرح ہمیشگی لئے ہوئے ہیں جس طرح ان کی سائنس کے لیے کامیابیاں۔آئی سی ٹی پی، خصوصی طور پر ان کی توانائیوں کا محور بنا خاص طور پر ان آخری دنوں میں جب وہ پاکستان سے باہر رہنے پر مجبور تھے۔1987ء میں وہ اس وقت بہت دل گرفتہ ہوئے جب ضیاء الحق کے دور حکومت میں یونیسکو کا ڈائریکٹر جنرل بننے کی پیش کش ان کے اپنے وطن کی وجہ سے پوری نہ ہوسکی۔

اور یقیناً اس غم اور دل شکستگی کا کوئی تصور نہیں کرسکتا جب 7 ستمبر 1974ء کو ذوالفقار علی بھٹو کی حکومت کے دوران پارلیمنٹ نے احمدیہ فرقہ کو جس سے عبدالسلام کا تعلق تھا آئینی طور غیر مسلم قرار دے دیا۔ان کی اس دن کی ڈائری میں لکھا ہے:

’’غیر مسلم قرار۔۔اس کے ساتھ جینا محال ہے‘‘

بھٹو کے لیے یہ محض ایک سیاسی چال تھی۔اور اس کی گہرائی میں ہونے والے ظلم اور تباہی کو اس نے بہت کم جانا تھا۔عبدالسلام نے اپنا استعفیٰ تحریر کیا۔اور لکھا کہ ’’اسلام کسی اسلامی فرقہ کو یہ حق نہیں دیتا کہ وہ کسی دوسرے فرقہ کے ایمان کا فیصلہ سنائے۔ایمان بندے اور خالق کے درمیان معاملہ ہے‘‘۔

گورڈن فریزر کے مطابق بھٹو نے عبدالسلام کو ملازمت پر رکھنے کی کوشش کی۔ ’’یہ سب سیاست ہے‘‘۔ (بھٹو) نے سلام کو ٹھنڈا کرنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔ ’’مجھے وقت دو میں اسے تبدیل کردوں گا‘‘۔سلام نے بھٹو سے کہا کہ یہ مجھے تحریراً لکھ دو۔ ’’میں یہ نہیں کرسکتا۔‘‘ منجھے ہوئے سیاست دان کا جواب تھا۔

جیسا کہ انہوں نے کہا، باقی ایک مایوس کن تاریخ ہے۔بھٹو کبھی بھی اس قابل نہیں تھا کہ وہ اس جن کو دوبارہ بوتل میں بند کردے۔اور ناانصافی زیادہ خطرناک اور سنجیدہ ہوتی چلی گئی۔ضیاء الحق کو کم از کم یہ کریڈٹ جاتا ہے کہ اس نے سلام کو نوبیل انعام کی مبارکباد دیتے ہوئے پاکستان کا سب اونچا سول ایوارڈ نشان امتیاز دیا۔وزیراعظم ہوتے ہوئے بےنظیر کو یہ اخلاقی جرأت نہیں تھی کہ وہ سلام کو ملاقات کے لیے وقت ہی دے سکے۔(اگرچہ بعد میں اس نے سلام کی سترہویں سالگرہ کی مبارکباد بھجوائی)

یقیناً، ایمان خالق اور بندے کے درمیان معاملہ ہے۔اس لیے سلام کے ایمان کا امتحان خدا پر چھوڑتے ہیں۔یہ سب ہمارے کرنے کا کام نہیں۔جو ہمارے کرنے کا کام ہے وہ یہ کہ قابل شرم خاموشی اور ناشکرے پن کے رویے کو چھوڑ دیں جو ہم نے پاکستان کے اس عظیم فرزند کے ساتھ رکھا ہوا ہے۔

حقیقت یہی ہے کہ شدت پسند قوتیں اسے زیادہ دیر تک ہماری یاداشت سے دور نہیں رکھ سکتیں۔خواہ اکثریت خاموش رہنے میں سکون محسوس کریں، لیکن میں یہ بات شرطیہ کہہ سکتا ہوں کہ جو لوگ سلام کی عزت کرتے ہیں تعداد میں دوسرے لوگوں سے زیادہ ہیں۔اگر میں اپنے اس مفروضے میں درست ہوں، تو آئیں اس کا اظہار کریں اور اگر میں غلط ہو،ے تو آیئے اسے تبدیل کریں۔

http://www.thenews.com.pk-/Todays-News-9-228553-Salam-Abdus-Salam

......☆......☆......☆......☆......☆......

RASHID & RASHID
Solicitors , Advocates
Immigration Specialists
Commissioners of Oaths
Rashid A. Khan
Solicitor (Principal)
•Asylum & Immigration
•New Point Based System
•Settlement Applications (ILR)
•Post Study Work Visa
•Nationality & Travel Documents
•Human Rights Applications
•High Court of Appeals
قانونی مشاورت برائے اسائلم
• Switching Visas
• Over Stayers
• Legacy Cases
• Work Permits
• Visa Extensions
• Judicial Reviews
• Tribunal Appeals
HEAD OFFICE
21-23 Tooting High Street , Tooting , London SW17 0SN
(1 minute from Tooting Broadway tube station)
Tel: 02086 720 666 02086 721 738
24 Hours Emergency No:
07878 33 5000 / 0777 4222 062
Same Day Visa Service
Email: law786@live.com
RASHID & RASHID LAW FIRM (SOLICITORS)
SOW THE SEEDS OF LOVE

مکرم لیفٹیننٹ ریٹائرڈ قریشی محمد اسلم صاحب

آف کسراں (اٹک)

میں نے اپنے خدا کو منانے میں چالیس دن سے زائد عرصہ کبھی نہیں لگایا

(مدثر احمد۔ فن لینڈ)

خاندانی تعارف

میرے والد صاحب کا تعلق انڈیا کشمیر کے ضلع پونچھ تحصیل کنویاں میں آباد ایک نمبردار فیملی سے تھا جو علاقہ کی ایک بااثر فیملی ہونے کے ساتھ ساتھ اہلِ حدیث فرقہ سے تعلق رکھنے کی بنا پر ایک مذہبی گھرانہ تھا۔ 1930 سے 1934 میں حضرت مولوی محمد حسین صاحب سبز پگڑی والے صحابی حضرت مسیح موعودؑ کی تبلیغ اور دعاؤں کے نتیجہ میں ہمارے خاندان کے اکثر احباب نے الحمدللہ احمدیت قبول کر لی۔لیکن میرے دادا محترم جناب سردار کالا خان صاحب اس دوران حضرت بابو عبدالکریم صاحب شہید اور حضرت مولوی محمد حسین صاحب سبز پگڑی کے زیرِ تبلیغ رہے اور ان کے درمیان احمدیت کے متعلق کافی بحث وغیرہ ہوتی رہی کہ اسی دوران ایک خواب کے ذریعہ احمدیت کی سچائی آپ پر کھل گئی اور کشمیر سے قادیان پیدل سفر کر کے حضرت مصلح موعودؓ کے ہاتھ پر بیعت کر کے احمدیت میں شامل ہوئے۔

15 اپریل 1940 کو میرے والد محترم قریشی محمد اسلم صاحب کی پیدائش ہوئی اور یوں اللہ تعالیٰ نے آپ کو پیدائشی احمدی ہونے کا اعزاز بخشا۔آپ بچپن سے نیک فطرت، حلیم، بہادر، خوش مزاج اور ذہین تھے، ابتدائی تعلیم آپ نے پونچھ کشمیر میں حاصل کی لیکن اسی دوران 1947ء میں پاکستان اور بھارت کی تقسیم کا مرحلہ آ گیا اور ہمارے سارے خاندان کو کشمیر (پونچھ) کا اپنا آبائی علاقہ چھوڑ کر پاکستان ہجرت کرنا پڑی۔ میرے دادا صاحب کو پاکستان گورنمنٹ کی طرف سے دو جگہوں پر کچھ زمین حاصل ہوئی، ان میں کچھ زمین تراڑکھل آزاد کشمیر میں ملی جبکہ باقی زمین اٹک کے ایک گاؤں کسراں میں الاٹ ہوئی جہاں ہمارے باقی اکثر خاندان کو بھی آباد ہونا تھا، چنانچہ 1950ء میں ہمارا خاندان کسراں ضلع اٹک میں آباد ہو گیا۔ میرے والد صاحب نے پرائمری تعلیم کے بعد ان تمام مشکلات کے باوجود اعلیٰ پوزیشن میں میٹرک پاس کیا۔ اور 1960 میں پاکستان ائیر فورس میں ملازمت اختیار کر لی اور کراچی منتقل ہو گئے، اسی دوران اپنے ہی خاندان سے تعلق رکھنے والی میری والدہ محترمہ زبیدہ بیگم صاحبہ سے آپ کی شادی ہوگئی جن کا تعلق ایک مخلص احمدی گھرانے سے تھا اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو ان میں سے تین بیٹے اور پانچ بیٹیاں عطا فرمائیں، جبکہ کچھ عرصہ بعد آپ نے ایک غیر خاندان اور پاکستان ائیرفورس کے میڈیکل شعبہ سے تعلق رکھنے والی نَو احمدی خاتون سے دوسری شادی بھی کی جن سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو دو بیٹے اور دو بیٹیاں عطا کیں۔

پاکستان ایئر فورس میں رہتے ہوئے 1965ء کی پاک بھارت جنگ کے دوران آپ کی بہادری اور قابلیت کی وجہ سے آپ کو کئی تمغوں سے نوازا۔ بعدازاں آپ نے FA تک تعلیم حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ بفضلِ تعالیٰ پاکستان آرمی کمیشن کا امتحان پاس کیا اور ائیر فورس سے پاکستان آرمی میں بطور لیفٹیننٹ ذمہ داری سنبھالی۔ آرمی میں آپ کے احمدی ہونے کی وجہ سے مخالفت شروع ہوگئی۔ اور کئی طرح سے پریشان کر کے آپ پر دباؤ ڈالا گیا، یہاں تک کہ آپ کی زندگی کو بھی کچھ خطرات محسوس ہونے لگے، چنانچہ ان سارے حالات کو دیکھتے ہوئے آپ نے 1970ء میں آرمی کے تمام مراعات کے ساتھ ریٹائرمنٹ لے لی۔ اس کے بعد آپ مختلف نوعیت کے کاروبار کرتے رہے۔ اسی دوران اللہ تعالیٰ نے آپ کو معجزانہ طور پر حج کرنے کی سعادت بھی بخشی۔

دینی غیرت

سعودی عرب سے حج ادا کرنے کے بعد آپ اپنی اہلیہ اور چار بچوں کے ہمراہ جب واپس پاکستان پہنچے تو ملک میں ضیاء الحق کے اینٹی احمدیہ آرڈیننس کے نفاذ کی وجہ سے حالات کافی خراب تھے چنانچہ آپ کی اہلیہ کے چند غیر احمدی رشتہ داروں نے ایک مولوی سے مل کر آپ اور آپ کی فیملی کے خلاف کافی اشتعال انگیز پراپیگنڈا شروع کر دیا جس کا آپ کی اہلیہ کی سرکاری ملازمت پر بھی منفی اثر ہونا یقینی تھا اس لیے وہ ان شرارتوں سے خوف زدہ ہو کر مخالفین کے ساتھ مل گئیں۔ دوسرے دن ایک جرگہ نما بڑے مجمع میں آپ کو بلایا گیا جہاں نہ صرف تمام لوگ غیر از جماعت تھے بلکہ کچھ شدید مخالفین احمدیت بھی تھے اور اس محفل کے مہمان خصوصی اٹک شہر کے ایک مولوی صاحب تھے جنہوں نے آپ کو مخاطب کرتے ہوئے آپ کی اہلیہ کی طرف سے سعودیہ میں سرکاری ملازمت کے دوران کمائی جانے والی ایک پرکشش رقم کی پیشکش کرتے ہوئے کہا کہ یہ سب کچھ آپ کو ملے گا اگر آپ ہمارے ساتھ ہماری مسجد میں جا کر صرف یہ اعلان کر دیں کہ آپ مسلمان ہیں، آپ نے نہایت دلیری سے انہیں جواب دیا کہ ہاں الحمدللہ میں مسلمان ہوں مگر میں یہ اعلان آپ کی مسجد میں جا کر نہیں کروں گا کیونکہ میں جانتا ہوں کہ وہاں آپ مجھ سے کن باتوں کا انکار کروانا چاہتے ہیں، آپ نے بڑی بہادری سے وہاں یہ اعلان کیا کہ میں احمدی تھا، احمدی ہوں اور احمدی ہی رہوں گا انشاءاللہ۔ اس پر مولوی نے کھڑے ہو کر غصہ سے کہا کہ آپ تو کافر ہیں جبکہ آپ کی اہلیہ اب مسلمان ہو چکی ہیں اس لیے اب آپ کا نکاح ٹوٹ چکا ہے۔ آپ نے اپنی اہلیہ کو اپنے سامنے بلوایا اور پوچھا کہ کیا مولوی صاحب درست کہہ رہے ہیں؟ ان کے خاموش رہنے پر آپ نے اپنا سوال دہرایا تو اہلیہ کے منہ سے ہلکی سی 'ہاں' کی آواز آئی۔ اس پر آپ نے بچوں کا پوچھا جو اس وقت پندرہ سال سے کم عمر کے تھے تو جواب ملا کہ وہ بھی مسلمان ہو گئے ہیں اور والدہ کے پاس ہی رہنا چاہتے ہیں، آپ کمال بے نیازی کے ساتھ خاموشی سے سب کچھ چھوڑ کر واپس آ گئے اور اپنے گھر سے اپنا ذاتی قیمتی سامان بھی اٹھانا گوارا نہ کیا بلکہ اٹک شہر سے ملحقہ اپنا خوبصورت قیمتی مکان بھی انہیں دے دیا اور پھر زندگی بھر نہ ان سے کوئی تعلق رکھا اور نہ کبھی ان کا ذکر کیا۔

اٹک کے امیر صاحب ضلع نے جماعت احمدیہ کسراں کے جماعتی انتخابات کے دوران آپ کو جماعت کا صدر مقرر فرمانے کی سفارش کی اور 1998ء میں آپ کو جماعت احمدیہ کسراں ضلع اٹک کا صدر جماعت مقرر کر دیا گیا، آپ نے نہایت مشکل حالات میں جماعت کی باگ ڈور سنبھالی اور جماعتی ترقی کے لیے بے حد محنت کے ساتھ خدمت بجالاتے رہے، اور ملازمت سے فارغ ہونے کے بعد مکمل طور پر کسراں میں ہی رہائش پذیر ہو گئے۔ آپ ایک اچھے مقرر، شاعر، اور مضمون نویس بھی تھے چنانچہ آپ ہمیشہ خلیفۃ المسیح کی خدمت میں نہایت پیارے مضامین کے تحت خطوط لکھتے۔ جبکہ آپ کے کچھ مضامین الفضل میں بھی شائع ہو چکے ہیں اور کچھ ابھی شائع ہونے والے ہیں، اسی طرح آپ کی ڈائریوں میں سے بہت سے اشعار اور نظمیں ملی ہیں جو پہلے کبھی شائع نہیں ہوئیں، آپ خوش اخلاق ہونے کے ساتھ ساتھ خوش مزاح طبیعت کے بھی مالک تھے اور دوسرے کو مزاق میں بڑی گہری بات سمجھانے کا کمال ہنر رکھتے تھے۔

میں احمدی ہوں اور جھوٹ نہیں بولتا

ملازمت کے بعد معاشی حالات کافی خراب ہوئے جبکہ آپ کو بچوں کی اعلیٰ تعلیم اور کچھ دوسرے معاملات کے لیے ان دنوں رقم کی اشد ضرورت تھی اور شاید اسی ضرورت کو دیکھتے ہوئے ہمارے ایک غیر احمدی رشتہ دار نے ایک دن آپ کو بتایا کہ فتح جنگ شہر کے بالکل ساتھ چالیس کنال پر مشتمل نہایت قیمتی زمین آپ کے والد صاحب کے نام پر نکلی ہے جو انہیں کشمیر سے آنے کے بعد گورنمنٹ آف پاکستان نے دی تھی اور اس کا اب ریکارڈ سامنے آیا ہے اس سلسلہ میں اسی علاقے کے ایک آدمی کا پتہ بھی دیا جس کے پاس اس زمین کی باقی ساری تفصیل تھی، چنانچہ دوسرے یا تیسرے دن آپ مجھے اپنے ساتھ لے کر اس آدمی کے پاس گئے اور زمین کے بارے میں تفصیل طلب کی اس نے پہلے تو ہماری نہایت اعلیٰ رنگ میں خاطر شروع کر دی اور اس کے بعد اس نے بات یہاں سے شروع کی کہ آپ کو یہ زمین میں اس شرط پر لے کر دوں گا کہ اس میں سے تین کنال زمین آپ لڑکیوں کے سکول کے لیے وقف کریں گے، الغرض کچھ دوسری باتوں میں بھی آپ کو کچھ شک ہوا کہ اس کے پیچھے کچھ نہ کچھ فراڈ ہو سکتا ہے، آپ نے اس سے کھل کر بات کی مجھے بتاؤ کہ یہ زمین کیا میرے والد صاحب کے نام پر ہے یا نہیں اس نے جواب میں کہا کہ ہاں آپ کے والد صاحب کے نام پر ہی ہے اور اگر نام میں کچھ نقطہ برابر فرق ہوا بھی تو میں نام درست کروا دوں گا۔ اس پر آپ نے اس کی دی ہوئی چائے کی پیالی نیچے رکھ دی اور کھڑے ہو کر بڑے جلال میں بولے کہ دیکھو میں ایک احمدی ہوں اس لیے میں جھوٹ نہیں بولتا اور مجھے یہ زمین نہیں چاہیے۔ آپ نے فوراً مجھے ساتھ لیا اور وہاں سے واپس آ گئے۔ بعد میں یہ معاملہ کھل گیا کہ یہ آپ اور آپ کے صدر ہونے کی بنا پر مقامی جماعت کے لیے بنائی گئی ایک خطرناک سازش تھی جسے اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل اور آپ کی فراست و دور اندیشی نے ناکام بنا دیا۔

دین و خلافت کے نام پر غیرت و بہادری

ویسے تو آپ بچپن سے نہایت بہادر اور عظیم حوصلے کے مالک تھے اور سکول کی زندگی کے دوران بھی آپ نے ہمیشہ بہادری کے ساتھ زندگی گزاری، لیکن جوانی میں تو آپ کی بہادری کا ہمارا پورا علاقہ گواہ تھا اور علاقہ بھر میں آپ کو لوگ ایک آرمی آفیسر کے طور پر جانتے تھے اور لفٹین صاحب کہہ کر پکارتے تھے کیونکہ آپ اس علاقے کے پہلے آرمی آفیسر بھی تھے، اور دین کے نام پر تو آپ کی بہادری ناقابلِ بیان تھی۔ گاؤں میں جماعت کے مخالفین سے کبھی کبھار لڑائی بھی ہو جاتی تو آپ ہمیشہ اکیلے ہی بہت سارے لوگوں پر حاوی رہتے، ضیاء الحق دور میں مخالفین نے ہماری جماعت کے کچھ احمدیوں کے نام پر دھمکی آمیز خطوط لکھنے شروع کیے جن میں حضرت مسیح موعودؑ کے لیے غلیظ زبان استعمال کی جاتی۔ مگر ہم یہ خط پھینک دیتے اور درگزر سے کام لیتے۔ ایک دن جب یہ خط میرے نام آیا تو میں گھر میں موجود نہیں تھا اور یہ خط آپ کے ہاتھ لگ گیا آپ نے حضرت مسیح موعودؑ کے متعلق ایسی گندی تحریر پڑھی تو غصہ سے بے چین ہو گئے، اور اکیلے ہی گاؤں کے ڈاک خانہ میں چلے گئے جہاں مخالف تنظیم کے کچھ نوجوان بیٹھے یہ خط ابھی لکھ رہے تھے آپ نے ان سب کو للکارا اور ان کے سامنے وہ تمام خط پھاڑ دیئے اور انہیں کہا کہ تم میں سے کسی میں اگر کچھ دین کی غیرت ہے تو آؤ میرے مقابل پر آؤ ورنہ اس طرح چھپ کر دھمکیاں دینے سے تمہیں کیا ملے گا مگر وہ تمام لڑکے ایک ایک کر کے وہاں سے بھاگ گئے اور ڈاک خانے کے مینیجر نے بھی آپ سے معذرت کی۔

آپ کو نظام جماعت اور خلافت سے جنون کی حد تک محبت تھی اس وقت صرف ایک مثال لکھتا ہوں کہ ربوہ میں آپ نے ایک شخص سے 50,000 (پچاس ہزار) روپے لینے تھے، جو اس نے چند قسطوں میں ادا کرنے تھے کہ اچانک اس کو کسی جماعتی نافرمانی پر اخراج از نظام جماعت کی سزا ہوگئی، آپ اس کے پاس گئے اور اسے سمجھایا کہ وہ اپنی غلطی تسلیم کرے اور فوراً معافی مانگے مگر اس کے غلط اصرار پر آپ اس سے ناراض ہو کر واپس آ گئے اور دوبارہ اس سے رابطہ ہی نہیں کیا اور ساری رقم اسے چھوڑ دی۔

اسی طرح آپ کی صدارت کے دور میں گاؤں کی دیواروں پر جماعت اور حضرت مسیح موعودؑ کے خلاف کچھ گندی تحریریں مخالفین نے رات کے اندھیرے میں چھپ کر لکھ دیں آپ کو صبح جب اس کا علم ہوا تو آپ نے مجھے حکم دیا کہ ان تحریرات کے فوٹو بنا لیے جائیں جو اسی وقت میں نے دو احمدی خدام کے ساتھ مل کر بنا لیے چنانچہ آپ نے فوراً پولیس اسٹیشن فون کر کے تھانے دار کو بلا لیا اور اسے یہ فوٹو دکھا کر نہایت احسن رنگ میں بات سمجھائی اور اس واقع کو گاؤں کے آئندہ امن برباد کرنے کی ایک بڑی وجہ بتایا۔ اور اس پر یہ بھی واضح کر دیا کہ اگر یہ مسلہ یہاں حل نہ ہوا تو یہ فوٹو افسرانِ بالا تک بھی جا سکتے ہیں۔ چنانچہ تھانے دار نے اپنی موجودگی میں ان تحریروں کو مٹانے میں احمدی خدام کی مدد مانگی اور رنگ کا ڈبہ منگوانے کے لیے کچھ رقم کا بھی مطالبہ کیا، آپ نے رقم اسی وقت اپنی جیب سے دے دی مگر کمال حکمت سے احمدی خدام کی بجائے ایک مخالف کے ہاتھوں یہ تحریریں مٹانے کا کام کروانے کے لیے اس کا نام پیش کیا جسے اسی وقت پولیس نے وہیں طلب کر لیا اور رنگ کا ڈبہ ان کے ہاتھ میں دے کر وہ تمام تحریریں مٹوائیں اور ساتھ ہی غیر احمدی مساجد سے آئندہ ایسی تحریرات لکھنے والوں کے لیے مقدمہ و سزا کے اعلانات کروا دئے گئے جن کا عرصہ دراز تک دشمن کے ذہن پر گہرا اثر رہا۔

مالی قربانی کا غیر معمولی جذبہ

آپ ہمیشہ ہمیں کہتے تھے کہ آسائش و آرام کے

باقی صفحہ 9 پر ملاحظہ فرمائیں

اسلامی جمہوریہ پاکستان میں
احمدیوں پر ہونے والے دردناک مظالم کی الم انگیز داستان

{2014ء میں سامنے آنے والے چند تکلیف دہ واقعات سے انتخاب}

(عبدالرحمان)

(قسط نمبر122)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

ہرجا زمیں کے کیڑے دیں کے ہوئے ہیں دشمن
اِسلام پر خدا سے آج اِبتلا یہی ہے
کیوں ہو گئے ہیں اس کے دشمن یہ سارے گمرہ
وہ رہنمائے رازِ چون و چرا یہی ہے

(درِثمین شائع کردہ نظارت نشرواشاعت قادیان صفحہ 96)

قارئین الفضل کی خدمت میں ماہ جنوری اور فروری 2014ء کے دوران پاکستان میں احمدیوں کے خلاف ہونے والے واقعات کا خلاصہ پیش ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر احمدی کو محض اپنے فضل سے اپنے حفظ و امان میں رکھے، اور جلد از جلد ان شریروں کی پکڑ کا سامان فرمائے۔ آمین

ڈاکٹر مسعود احمد صاحب کی ضمانت منظور

لاہور ہائی کورٹ 27/جنوری 2014ء: لاہور ہائی کورٹ نے آج ایک بزرگ احمدی ہومیو پیتھ ڈاکٹر مسعود احمد صاحب کی درخواست برائے ضمانت منظور کر لی۔ آپ پر ایک سوال کے جواب میں قرآنی آیت کا حوالہ دینے پر مقدمہ درج کر لیا گیا تھا۔ انہیں قریباً نو ہفتہ تک قید و بند کی صعوبتیں برداشت کرنا پڑیں۔ ان کی ضمانت کی درخواست کو ایک مجسٹریٹ اور پھر ایڈیشنل سیشن جج نے مسترد کر دیا تھا۔ یہ بات قابلِ غور ہے کہ ایک کیس کہ جس کے ملزم کی ضمانت ہائی کورٹ نے منظور کر لی دوسری عدالتوں میں اس درخواست کے مسترد ہونے کی آخر کیا وجہ بنی؟ پاکستان میں عدالتوں کی طرف سے احمدیوں کو بلاوجہ ان کے جائز حقوق سے محروم کرنا عدالتوں کے 'مسلمان' ہونے کے لیے ایک اَن کہا قانون سا بنتا جا رہا ہے۔

اس کے علاوہ محترم خالد اشرف صاحب اور محترم طاہر احمد صاحب جنہیں احمدیوں کے اخبار روزنامہ الفضل پر قائم کیے گئے ایک مقدمہ میں اپریل 2013ء میں قید کیا گیا تھا ابھی تک جیل میں ہی ہیں باوجودیکہ اگست 2013ء میں سپریم کورٹ نے واضح طور پر یہ حکم جاری کیا تھا کہ 'انسداد دہشت گردی کی عدالت نے جس بِناء پر ان لوگوں کی ضمانت مسترد کی تھی اس وجہ کو بے بنیاد قرار دیتے ہوئے عدالتِ عالیہ اسے کالعدم قرار دیتی ہے۔'

محترم رضی الدین صاحب کی شہادت

کراچی ؛8/فروری 2014ء: کراچی کے علاقہ اورنگی ٹاؤن میں چند نامعلوم دہشت گردوں نے محترم رضی الدین ابن مکرم محمد حسین صاحب کو گولیاں مار کر شہید کر دیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

محترم رضی الدین صاحب کی عمر 27 سال تھی جبکہ آپ کے لواحقین میں آپ کی بیوہ، ایک دوسالہ بیٹی اور والدین شامل ہیں۔ رضی الدین ایک فیکٹری میں ملازمت کرتے تھے۔ دن کے اڑھائی بجے وہ اپنے کام پر جانے کے لیے گھر سے نکلے۔ ان کی زوجہ اور بھتیجا ان کے ساتھ تھے۔ ابھی وہ کچھ دور ہی گئے تھے کہ دو موٹر سائیکل سواروں نے آپ پر فائر کیے۔ ایک گولی آپ کی گردن پر لگی اور سانس کی نالی کو زخمی کرتے ہوئے نکل گئی۔ آپ کا بھتیجا فوری طور پر گھر کی طرف بھاگا جبکہ آپ کی زوجہ محترمہ آپ کو عباسی شہید ہسپتال لے گئیں۔ جہاں ڈاکٹرز کی کوششوں کے باوجود آپ اللہ تعالیٰ کی راہ میں شہادت کا رتبہ پا گئے۔

جماعتِ احمدیہ کے ترجمان نے اس شہادت کا ذکر کرتے ہوئے بیان دیا کہ 2013ء میں سات احمدیوں کو شہید کیا گیا تھا جن میں سے چھ کو کراچی میں نشانہ بنایا گیا۔ انہوں نے کہا کہ اورنگی ٹاؤن میں مذہب کی بنیاد پر کیانی فیملی کے تین ممبران کو شہید کیا گیا۔ رضی الدین بھی اسی خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ ایسی تنظیمیں اور گروہ جن کا مجلسِ تحفظِ ختمِ نبوّت سے تعلق ہے کھلے عام احمدیوں کے 'واجب القتل' ہونے کے فتاویٰ جاری کرتی ہیں۔ مزید برآں احمدیوں کے مخالفین بہت باقاعدگی سے احمدیوں کے خلاف نفرت انگیز لٹریچر کی اشاعت کر کے اسے پبلک میں تقسیم کرنے میں سرگرمِ عمل ہیں اور اس لٹریچر میں وہ احمدیوں سے قطع تعلقی بلکہ انہیں 'کیفرِ کردار' تک پہنچانے کو باعث ثواب قرار دیتے ہیں۔ ایسی شدت پسندی کو فروغ دینے والی کارروائیوں پر انتظامیہ خاموش تماشائی بنی نظر آتی ہے۔ نتیجۃً معصوم احمدیوں کو اپنی جان سے ہاتھ دھونا پڑتا ہے۔ انہوں نے اس بات پر زور دیا کہ انتظامیہ کو معصوم احمدیوں کے خون سے ہولی کھیلنے والوں کو پکڑ کر انہیں قرار واقعی سزا دینی چاہیے تاکہ انصاف کا بول بالا ہو سکے۔

دوسال قید۔ تیس ہزار روپے جرمانہ

حویلی مجوکہ؛ ضلع سرگودھا؛ 10/فروری 2014ء: محترم محمد قاسم صاحب کو تعزیراتِ پاکستان دفعہ 298 ج المشہور 'امتناعِ قادیانیت کلاز' کے تحت دوسال قید اور تیس ہزار روپے جرمانہ کی سزا سنائی گئی ہے۔ ان کا یہ کیس ساڑھے تین سال سے زیرِ کارروائی تھا۔

حویلی مجوکہ کے تین احمدیوں محمد قاسم، احمد یار اور مظاہر احمد کے خلاف ملّاں کے تراشیدہ الزام پر 24/اکتوبر 2010ء کو مقدمہ دائر کیا گیا تھا۔ ان پر 'گستاخیِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور احمدیت کی تبلیغ' کرنے کا الزام تھا۔ پولیس کو اس نام نہاد الزام کو ثابت کرنے کے لیے خاطر خواہ کوئی ثبوت نہ مہیا ہو سکا تھا لیکن ملّاں طوفانی کے زور دینے پر یہ مقدمہ دائر کر دیا گیا۔ ملزمان میں سے احمد یار صاحب کی عمر 85 سال ہے اور ان کی صحت بھی کافی کمزور ہے۔

ملزمان نے جب ضمانت کی درخواست دائر کی گئی تو اس کی سماعت کے دن ججز پر دباؤ ڈالنے کے لیے شدت پسند عناصر احاطۂ عدالت میں جمع ہو جاتے۔ 15 نومبر 2010ء کو جج نے فیصلہ دیا کہ ملزمان پر لگایا جانے والا گستاخیِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا الزام بالکل بے بنیاد ہے اور احمد یار صاحب کو ضمانت پر رہا کر دیا جبکہ دیگر دو احمدیوں کی ضمانت دفعہ 298 ج کے تناظر میں مسترد کر دی جس پر پولیس نے انہیں گرفتار کر لیا۔ سرکاری وکیل نے اس ضمانت کی پُرزور مخالفت کی باوجودیکہ اسے معلوم تھا کہ جس بنا پر وہ ضمانت لیے جانے پر سوال اٹھا رہا ہے عدالتِ عالیہ اسے بے بنیاد قرار دے چکی ہے۔

اس کے بعد ہونے والی ایک پیشی میں تو شدّت پسند عناصر جج پر دباؤ ڈالنے اور اسے دھکمانے کی غرض سے کمرۂ عدالت میں داخل ہو گئے۔ انہیں دو دفعہ کمرۂ عدالت سے باہر نکالا گیا جس پر ان لوگوں نے جج کے خلاف نعرے بازی کی۔ یہ معلوم پڑنے پر کہ جج ملزمان کی ضمانت لینے پر رضامند نظر آتا ہے غصے سے بھرا ہوا مجمع کورٹ روم میں زبردستی داخل ہو گیا اور جج کے خلاف غیر مہذبانہ نعرہ بازی کر کے اسے ڈراتے دھمکاتے ہوئے اس بات کا پرزور مطالبہ کیا کہ احمدیوں کو ضمانت پر ہرگز رہا نہ کیا جائے۔ اس پر جج نے اپنے عملہ سے کہا کہ وہ سرگودھا جا رہا ہے نیز یہ کہ ضمانت کے کاغذات اسے سرگودھا بھجوا دیے جائیں تا وہ ان پر دستخط کر سکے۔ چنانچہ اس طرح ان احمدی بھائیوں کو ضمانت پر رہائی ملی۔

ضمانت ملنے کے تین سال کے بعد سرگودھا کے ایک مجسٹریٹ نے محمد قاسم صاحب کو مذکورہ بالا سزا سنا دی جس پر انہیں فوری طور پر گرفتار کر لیا گیا۔ انہوں نے عدالت میں اس فیصلہ کے خلاف اپیل دائر کرتے ہوئے ضمانت کی درخواست دی ہے۔ جبکہ مظاہر احمد صاحب انصاف کی عدم دستیابی اور ایک انسان کے بنیادی حقوق کی بے وجہ پامالی سے دلبرداشتہ ہو کر بیرونِ ملک ہجرت کر چکے ہیں۔

قاتلانہ حملہ

رحیم یار خان ؛ 23/جنوری 2014ء: یہاں کے رہائشی ایک احمدی عبدالعلی ابن عبدالماجد صاحب رحیم یار خان میں بیڈشیٹ کا کاروبار کرتے ہیں۔ ان کی دوکان کے پاس واقع ایک مدرسہ کی جانب سے ان کے خلاف بائیکاٹ کی کال دی گئی جس پر کچھ کم ظرف عمل کرتے دکھائی دیتے ہیں۔ ایک پٹھان نے اس مارکیٹ میں احمدیوں کے خلاف نفرت انگیز باتوں سے بھرپور ایک پمفلٹ باآوازِ بلند پڑھ کر سنایا جس کے بعد ایک ملّاں ان کی دوکان پر آیا اور ان کے ملازم کو ان کی نوکری چھوڑنے کی ترغیب دینے لگا۔

اس واقعہ کے مزید دس منٹ کے بعد دو موٹر سائیکل سوار ان کی دوکان پر آئے۔ ان میں سے ایک دوکان کے اندر گیا اور خنجر نکال کر عبدالعلی صاحب کی گردن پر رکھ کر ان سے کہنے لگا کہ وہ کلمہ طیبہ پڑھیں بصورتِ دیگر وہ ان کی گردن کاٹ دے گا۔ ماضی میں ہونے والے ایسے واقعات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ شقی القلب صرف کلمہ سننے پر اکتفا نہیں کرتے بلکہ ایک احمدی کے کلمہ پڑھ لینے کے بعد ان کے مطالبات ایک گھٹیا اور ناروا صورت اختیار کر لیتے ہیں۔ صورتِ حال کو بھانپتے ہوئے عبدالعلی صاحب نے وہاں سے نکلنے میں خیریت جانی اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان کی جان بچ گئی۔

عبدالعلی جنہیں زخمی حالت میں تھانہ لے جایا گیا اور حملہ آور کے خلاف مقدمہ درج کروانے کی درخواست کی گئی۔ لیکن ان کی حیرانی کی انتہا نہ رہی جب پولیس کے سٹیشن ہاؤس آفیسر نے مقدمہ درج کرنے سے صاف انکار کرتے ہوئے کہا کہ دوسری پارٹی کچھ دیر پہلے حملہ آور کا طبی سرٹفیکیٹ جمع کروا چکی ہے جس کے مطابق اُس کا ذہنی توازن درست نہیں! اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ان تمام اقدامات میں پولیس شامل ہے۔

اسی دن شام کو ایس ایچ او نے دونوں پارٹیوں کو تھانہ میں بلوایا۔ احمدیوں کے مخالفین نے اصرار کرتے ہوئے کہ کہ وہ اس حملہ آور کو شہر بدر کر دیں گے، احمدی اس کے خلاف کیس درج کروانے پر زور نہ دیں۔ چنانچہ حالات کی نزاکت کو سمجھتے ہوئے احمدیوں نے حکمت کے ساتھ اس واقعہ کی رپورٹ درج نہ کروانے کا فیصلہ کیا۔

مساجد کے مینار، مسمار

بستی بابا جھنڈا، بستی بابا رحمت؛ ضلع رحیم یار خان؛ 14/فروری 2014ء: امن و آشتی اور رواداری کے کامل مظہر دینِ اسلام کے نام نہاد ٹھیکیدار ملّاں نے اس علاقہ میں اینٹی احمدیہ ریلیاں نکالیں اور احتجاج کیا۔ چنانچہ 18/فروری 2014ء کو پندرہ پولیس والے مذکورہ بالا بستیوں میں پہنچے اور احمدیوں کو بتایا کہ ڈسٹرکٹ پولیس آفیسر نے ان دونوں بستیوں میں موجود احمدیہ مساجد کے مینار مسمار کرنے کا حکم صادر کیا ہے۔ احمدیوں کی کوشش کے باوجود انہوں نے ایک نہ سنی اور بستی بابا جھنڈا اور بستی بابا رحمت میں قائم مساجد کے مینار مسمار کر کے وہاں سے چلتے بنے۔

اگر غور کیا جائے تو پولیس کا یہ فعل تعزیراتِ پاکستان کی دفعہ 295 اور دفعہ 153 الف کے خلاف تھا۔

دریں حالات کہ پاکستان کی حکومت اور انتظامیہ خود اپنے ہی قانون کی پاسداری نہیں کرتی، وہ کسی اَور کو اس قانون کی پاسداری کا سبق کیونکر دے سکتے ہیں۔

کلمہ مٹانے کا افسوسناک واقعہ

چک نمبر 109، نارائن گڑھ، ضلع فیصل آباد؛ 21/جنوری 2014ء: ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ملک میں امن و امان کی 'بے مثال' صورتِ حال قائم کرنے کے بعد پولیس نے اپنی پوری توجہ احمدیوں کی مساجد اور گھروں سے کلمہ مٹانے پر لگا رکھی ہے۔

ایک مخالفِ احمدیت نے پولیس کو یہ رپورٹ درج کرائی کہ ایک احمدی عبدالرؤف صاحب کے گھر کی بیرونی دیوار پر کلمہ طیبہ لکھا ہوا ہے۔ پولیس نے فوری طور پر کارروائی کرتے ہوئے کلمہ طیبہ لکھی ہوئی ٹائیلز کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے زمین پر پھینک دیا۔ پولیس کا جوان جسے کلمہ مٹانے کا حکم دیا گیا تھا یہ کام کرتے ہوئے آبدیدہ تھا اور برملا کہہ رہا تھا کہ وہ صرف اپنی نوکری کی وجہ سے یہ (گھناؤنا) کام کرنے پر مجبور ہے!

(باقی آئندہ)

THOMPSON & CO SOLICITORS
New Office in Morden
Consult us for your legal requirements
such as Immigration & Nationality, Conveyancing , Personal Injury,
Family & Ancillary Proceedings,Wills & Probate, Criminal Litigation .
Contact: Anas A.Khan, John Thompson ,
Naeem Khan, David Brocklesby (Member of Family Law Panal) **& David Wilson.**
Head Office: 1st floor 48 Tooting High Street London SW17 0RG Tel: 020 8767 5005
Branch Office :14-16 Mitcham Road, SW17 9NA Tel: 020 8682 4040
Morden Branch:164 Kenley Road - Morden SW19 3DL Tel: 020 8545 0697
Mobile: 07702896350 -- 24hrs Crime Line: 07533667921

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم و دلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔

....

میجر جنرل چودھری ناصر احمد صاحب

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 2؍ستمبر 2010ء میں شامل اشاعت ایک مضمون میں مکرم صفدر نذیر صاحب گولیکی مربی سلسلہ نے میجر جنرل (ر) چودھری ناصر احمد صاحب شہید کا ذکرخیر کیا ہے۔

محترم جنرل ناصر صاحب کا تعلق بہلول پور ضلع نارووال سے تھا۔ 1920ء میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد محترم چوہدری صفدر علی صاحب پولیس میں سب انسپکٹر تھے جو 1930ء میں ڈیوٹی کے دوران شہید ہوگئے۔ وہ بہت خوش مزاج اور کھلے دل کے مالک تھے۔ کہا کرتے تھے کہ مَیں چاہتا ہوں کہ میرے ڈیرے پر ہرروز ایک کلو نمک خرچ ہو، یعنی خوب مہمان آئیں۔

محترم جنرل ناصر صاحب نے اپنا بچپن اپنے ننھیال (دولت پور۔ پٹھانکوٹ) میں گزارا۔ پٹھانکوٹ سے میٹرک کیا۔ ایف اے فیصل آباد سے کیا اور پھر گریجوایشن کیا۔ جب پولیس اور آرمی کی آفر آئی تو آرمی کو ترجیح دی۔ 1942ء میں بنگلور سے کمیشن ملا اور دوسری جنگ عظیم میں برما محاذ پر جنگ میں حصہ لیا۔ 1946ء میں برما سے واپسی ہوئی۔ 1948ء میں ایبٹ آباد میں بطور کیپٹن تقرر ہوا۔ مختلف مقامات پر متعین رہے اور ترقی کرتے رہے۔

1965ء کی جنگ میں آپ GHQ میں بطور ڈائریکٹر ملٹری آپریشن رہے۔ دوبارہ کوئٹہ بھیجا گیا اور نئی 33 ڈویژن بنائی گئی۔ 1971ء میں راجستھان میں زخمی ہوئے۔ بائیں گھٹنے میں گولی لگی۔ زخمی ہونے کے بعد 3،4 ماہ بعد ہسپتال سے فارغ ہوئے اور 1975ء میں ریٹائرڈ ہوگئے۔ 1976ء میں لاہور آگئے اور تا وفات ماڈل ٹاؤن میں رہے۔

مضمون نگار بیان کرتے ہیں کہ خاکسار کا 1985ء میں بطور مربی سلسلہ ماڈل ٹاؤن تقرر ہوا۔ تب سے جنرل صاحب سے ہمیشہ کے لئے دوستی ہوگئی۔ آپ نہایت صائب الرائے اور اصولی آدمی تھے۔ ہرمعاملہ نہایت خوش اسلوبی سے طے کرواتے۔ پھر میری تقرری افریقہ میں ہوئی تو واپس آکر بھی ملاقاتوں کا سلسلہ جاری رہا۔ اس بڑھاپے کی عمر میں بھی آپ پانچ وقت نماز مسجد میں ادا فرماتے جبکہ آپ کے دل کا آپریشن بھی ہوا تھا۔ باقاعدگی سے دارالذکر بھی جایا کرتے تھے۔ آپ کی اہلیہ نے ایک بار آپ کو کہا کہ کام کم کردیں اور اصلاح وارشاد کا کام ہی کسی کو دیدیں۔ آپ نے جواب دیا کہ اصل کام تو وہی ہے باقی تو بونس ہے۔ مسجد نور کی خوبصورت عمارت آپ کی مرہون منت ہے۔ اس قدر بلند قامت ہونے کے باوجود عاجزی اور انکساری آپ میں کُوٹ کُوٹ کر بھری ہوئی تھی۔

1943ء میں آپ کی شادی محترمہ امۃ السلام صاحبہ سے ہوئی جو کہ خدا کے فضل سے حیات ہیں۔ آپ نے اپنے پیچھے بیوہ محترمہ کے علاوہ تین بیٹے اور چار بیٹیاں سوگوار چھوڑی ہیں۔

آپ کے اوصاف کا تذکرہ کرتے ہوئے سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 11 جون 2010ء کے خطبہ جمعہ میں ارشاد فرمایا کہ راجھستان میں اِن کے گھٹنے میں گولی لگی جوان کے جسم کے اندر ہی رہی ہے۔ ڈاکٹر اس کو نکال نہیں سکے۔ اِس حملے کے دوران میں اِن کا پرسنل سیکرٹری بھی زخمی ہوا تھا اُس کو تو اِنہوں نے ہیلی کاپٹر کے ذریعہ سے حیدرآباد بھیجا اور خود ٹرین کے ذریعے حیدرآباد پہنچے۔ ڈاکٹر کہا کرتے تھے کہ اگر یہ دوبارہ چلنے لگ جائیں تو معجزہ ہوگا۔ اس لئے گولی بھی نہیں نکالی کہ خطرہ تھا کہ مزید خرابی پیدا ہوجائے گی۔ لیکن بڑی قوتِ ارادی کے مالک تھے۔ ورزش کرتے رہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان کی ٹانگ اس قابل ہوگئی کہ چل سکتے تھے اور پھر اپنی کیٹیگری بھی ’’اے‘‘ کروالی کیونکہ کیٹیگری ’’بی‘‘ میں نوکرمل جاتا ہے (لیکن خودداری کی وجہ سے نوکر لینا گوارا نہ کیا۔ یہی خودداری تھی کہ) ایک دفعہ ڈرائیور کی مشکل پیش آئی تو ان کی اہلیہ نے کہا کہ اپنی پلٹن سے ڈرائیور مانگ لیں تو جواباً کہا کہ نہیں مجھے اللہ تعالیٰ نے بہت دیا ہے، خود ہی خرچ کروں گا۔

بیس سال تک یہ سیکرٹری اصلاح و ارشاد ضلع لاہور رہے ہیں۔ 1987ء سے لے کر شہادت کے وقت تک بطور صدر حلقہ ماڈل ٹاؤن خدمت سرانجام دیتے رہے۔ شہادت کے وقت ان کی عمر 91 سال تھی۔ 1943ء میں نظامِ وصیت میں شامل ہوئے۔ ان کی اہلیہ بیان کرتی ہیں کہ بہت مخلص اور خلافت سے محبت کرنے والے تھے۔ نمازی، پرہیزگار، جماعت کا درد رکھنے والے انسان تھے۔ لاہور کے ایک نائب امیر ضلع مکرم میجر لطیف احمد صاحب ان کو مذاق میں کہا کرتے تھے کہ دیکھو آج جنرل بھی میرے نیچے کام کررہا ہے۔ تو شہید مرحوم ہنس کے کہا کرتے تھے کہ ہمارا کام تو اطاعت ہے۔ جب مَیں احمدی ہوں اور جماعت کی خاطر کام کررہا ہوں تو پھر میجری اور جرنیلی کا کوئی سوال نہیں۔

مسجد نور ماڈل ٹاؤن میں عموماً ہال سے باہر کرسی پر بیٹھا کرتے تھے اور اس دن جب فائرنگ شروع ہوئی ہے تو ایک دوست نے کہا کہ اندر آجائیں۔ تو انہوں نے کہا کہ آپ باقی ساتھیوں کو پہلے اندر لے جائیں اور پھر آخر میں خود اندر گئے اور ہال کے آخری حصہ میں لگی ہوئی کرسیوں پر بیٹھ گئے۔ اس کے بعد لوگ تہہ خانے کی طرف جاتے رہے اور ان کو بھی لے جانے کی کوشش کی گئی۔ لیکن انہوں نے کہا کہ نہیں، مجھے یہاں ہی رہنے دو۔ اسی دوران دہشتگرد نے ایک گرنیڈ ان کی طرف پھینکا جو ان کے قدموں میں پھٹا۔ گرنیڈ پھٹنے سے نیچے گرے لیکن اس کے بعد اٹھ کر دوبارہ کرسی پر بیٹھ گئے۔ پھر دہشتگرد نے ان پر فائرنگ کی جس سے گردن میں ایک گولی لگی اور کرسی پر بیٹھے بیٹھے ہی سجدہ کی حالت میں شہید ہوئے۔ بڑی عاجزی سے اور بڑی وفا سے انہوں نے اپنی جماعت کی خدمات بھی ادا کی ہیں اور عہدِ بیعت کو بھی نبھایا ہے۔ شہادت کا رتبہ تو ان کو فوج میں بھی مل سکتا تھا۔ لیکن خدا تعالیٰ کو اپنے بندوں کی کوئی نہ کوئی نیک ادا پسند آتی ہے۔ ان کی یہ ادا پسند آئی کہ شہادت کا رتبہ تو دیا لیکن مسیح موعود کے ایک کارکن کی حیثیت سے کام کرتے ہوئے اور عبادت کرتے ہوئے دیا۔

....

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 8؍اکتوبر 2010ء میں شامل اشاعت ایک مختصر مضمون میں مکرمہ س۔ منیرہ باجوہ صاحبہ نے محترم میجرجنرل (ر) چودھری ناصر احمد صاحب شہید کا ذکرخیر کرتے ہوئے تحریر کیا کہ شہید مرحوم ہمارے عزیزوں میں سے تھے۔ اعلیٰ اخلاق کے مالک، منکسرالمزاج، وفا شعار، وطن عزیز کی سرحدوں کی حفاظت کرنے والے غازی اور ایک فاتح جرنیل تھے۔ 1987ء سے شہادت تک حلقہ ماڈل ٹاؤن کے صدر جماعت اور 20 سال سے بطور سیکرٹری اصلاح و ارشاد ضلع لاہور نیز متعدد دیگر خدمات بجالاتے رہے۔ آپ سابق چیف ائیر مارشل ظفر چوہدری صاحب اور مکرم انور احمد کاہلوں صاحب سابق امیر جماعت احمدیہ برطانیہ کے بہنوئی تھے۔

جلسہ سالانہ، اجتماعات یا دیگر مواقع پر ربوہ آتے تو اکثر مجھے ان کی میزبانی کی توفیق ملتی۔ آپ نے زندگی میں بہت اعزاز پائے لیکن ہمیشہ کسرنفسی اور عاجزی سے زندگی بسر کی۔ بے حد پیار کرنے والے وجود تھے۔ ہم ان کے سامنے بالکل بچے تھے لیکن ملتے وقت آپ ہمیشہ کھڑے ہوکر ہمیں پیار اور عزت دیا کرتے تھے۔ ایسے بزرگ تھے کہ ہر معمولی خدمت پر بھی اس قدر ممنون احسان ہوتے کہ دعائیں دیتے ہوئے اور شکریہ ادا کرتے ہوئے گویا بچھے جارہے ہیں۔ بے حد سادہ طبیعت، نرم دل اور بڑے ہی بااصول تھے۔ میرے والد محترم میجر حمید احمد کلیم صاحب (سابق پرائیویٹ سیکرٹری) کے ساتھ جہاں عزیزداری تھی وہاں ہم پیشہ اور خلافت کے ساتھ عاشقانہ تعلق ہونے کے ناطے آپس میں گہری دوستی اور بے تکلفی بھی تھی۔ دونوں ہی مختلف جنگی محاذوں کے غازی اور ہم مزاج بھی تھے۔

بہادر بیٹا ناصر محمود شہید

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 25؍اگست 2010ء میں مکرمہ ع۔ عارف صاحبہ نے سانحہ لاہور میں شہید ہونے والے اپنے بیٹے مکرم ناصر محمود صاحب کا مختصر ذکرخیر کیا ہے اور شہدائے لاہور کی ربوہ میں تدفین کے موقع پر اہل ربوہ کے جذبات کی منظرکشی کرنے کی کوشش کی ہے۔

آپ رقمطراز ہیں کہ لاہور سے لائے جانے والے ہر شہید کو موٹروے سے اترتے اور پھر ربوہ داخل ہوتے ہی والہانہ طور پر خوش آمدید کہنے والے چہروں پر طمانیت، صبر و رضا کا اظہار دکھائی دیا۔

اے اہل ربوہ! تمہارے آنگن میں کھلنے والے پیارے بچوں نے پیار کی زنجیر بنا کر ہمارے پیاروں کو لے لیا۔ ہونٹوں پر پپڑی جمے ہاتھوں میں جگ اور گلاس لئے ہر آنے والے کو پانی پیش کررہے تھے۔ یہ کیسا خوش آمدید کا منظر تھا۔ خاموش نگاہیں، بہتے آنسو، آنکھوں میں کئی سوال۔ ہر دکھی دل محسوس کررہا تھا۔ خاموشی کی یہ زبان سب کچھ کہہ گئی: یہ میرا بھی دکھ ہے۔ یہ میرا بیٹا ہے۔ یہ میرا بھائی ہے۔ یہ والدین کا سہارا ہے۔ یہ میرے سر کا تاج ہے۔ یہ پیارے بچوں کا سائبان شفقت بھرا ہاتھ ہے۔ یہ پیاری بہنوں کا مان ہے یہ پُرخلوص دوست ہے۔ دوستوں کا مان ہے۔ یہ میرا پیارا بیٹا ناصر محمود شہید ہے جسے تم نے پھولوں کی طرح سنبھالا۔ یہ میری گود کا پالا ہوا پھول۔ اہل ربوہ میرے پیارے ناصر کی طرح ہر ناصر کا استقبال کررہے تھے۔ ان کی خاموش نگاہیں کہہ رہی تھیں۔ اے اہل لاہور! اے لاہور سے آنے والو لہو و نور سے نہا کر آنے والو تم ہمارے جسم ہمارے وجود کا حصہ ہو۔ ہم سب ایک ہیں۔ ہمارا دکھ، ہمارے بہتے آنسو، ہماری سسکیاں اور ہمارے زخم ایک ہیں۔ شہید ناصر محمود کا چمکتا چہرہ بند آنکھیں کہہ رہی تھیں: امی! ایسا استقبال تو مقدر والوں کا ہوتا ہے۔

مطمئن پُرسکون نیند سویا ہوا۔ باپ تعارف کرا رہا تھا۔ میرا شیر۔ میرا لعل۔ اس نے سینے پر گولی کھائی۔ اس نے اپنی جان دے کر کئی جانیں بچائی ہیں۔ یہ میرا ناصر آج اتنا پیارا اور خوبصورت لگ رہا ہے کہ اتنا پیارا پہلے کبھی نہ تھا۔ میرا ناصر ماں کا لخت جگر آخری منزل کی طرف رواں دواں۔ قدم من من بھر کے ہوگئے۔ اٹھ ہی نہیں رہے۔ مگر آخری دیدار یہی تصویر تو زندگی کے آخری سانس تک آنکھوں میں بسی رہے گی۔ پیارے ناصر کے ساتھ ساتھ کئی شہداء سب کے چہروں پر وہی سکون۔ سب کے چمکتے چہرے۔ جم غفیر نے جنازہ پڑھا۔ اعلان ہوا۔ پیارا ناصر اپنی منزل کی طرف جارہا تھا۔ ربوہ کے پیارے اطفال نے وہاں بھی استقبال کیا۔ پانی ہر ایک کو پیش کیا جارہا ہے۔ ہر آنکھ سے آنسو ٹپک رہے ہیں۔ ہر سانس ایک دوسرے کو صبر کی تلقین کررہی ہے۔ قطار اندر قطار یہ جنتی وجود، یہ پاکیزہ روحیں اپنی آخری آرام گاہ میں جا پہنچیں۔

باقی صفحہ 14 پر ملاحظہ فرمائیں

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 21؍جولائی 2010ء میں مکرم مبارک احمد عابد صاحب کا کلام شائع ہوا ہے جس میں سانحہ لاہور کے شہداء کو خراج عقیدت پیش کیا گیا ہے۔ اس نظم میں سے انتخاب ہدیۂ قارئین ہے:

دوپہر خوں بکف صف بہ صف ہیں گلاب
ظلم کے سامنے حوصلے بے حساب
آخری سانس میں بھی درود و دعا
موت میں سرخرو، زندگی کامیاب
اک عجب تمکنت سے ہوئے ہیں رواں
سوئے فردوس سارے یہ عزت مآب

رنگ لائے گا آخر کو ان کا لہو
یہ گئے مطمئن آتمائیں لئے
رات کٹ جائے گی، ابر چھٹ جائے گا
اپنے دامن میں ان کی وفائیں لئے
دائمی نیند یہ پُرسکوں سو گئے
اپنے آقا کی صدہا دعائیں لئے

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide
May 2, 2014 – May 8, 2014

Please Note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8877 5529 or +44 20 8877 5530

Friday May 2, 2014

00:00	World News
00:20	Tilawat & Dars-ul-Hadith
00:50	Yassarnal Quran: A children's programme teaching the correct pronunciation of the Holy Quran.
01:20	Reception In Nagoya: Recorded on November 9, 2013 in Japan.
02:15	Japanese Service
03:10	Tarjamatul Quran Class: Recorded on April 23, 1997.
04:25	Hazrat Masih Nasiri Ka Asal Pegham
04:55	Liqa Maal Arab: Session no. 98.
06:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
06:30	Yassarnal Quran
07:05	Huzoor's Tour Of Far East: A programme documenting Huzoor's visit to Japan in 2013, including Huzoor's arrival in Tokyo.
07:35	Siraiki Service
08:25	Rah-e-Huda
10:00	Indonesian Service
11:00	Deeni-O-Fiqahi Masail: A discussion programme on issues related to Islamic jurisprudence.
11:35	Dars-e-Hadith
12:00	Live Friday Sermon
13:20	Seerat-un-Nabi
13:55	Tilawat: Recitation of the Holy Quran.
14:05	Yassarnal Quran
14:30	Shottor Shondhane
15:40	Islami Mahino Ka Ta'aruf
16:20	Friday Sermon [R]
17:35	Yassarnal Quran
18:00	World News
18:30	Live Al-Hiwar-ul-Mubashir: Live Arabic discussion programme.
20:30	Deeni-O-Fiqahi Masail
21:00	Friday Sermon [R]
22:20	Rah-e-Huda

Saturday May 3, 2014

00:00	World News
00:20	Tilawat & Dars-e-Hadith
00:50	Yassarnal Quran
01:25	Huzoor's Tour Of Far East
02:10	Friday Sermon: Recorded on May 2, 2014.
03:20	Rah-e-Huda
04:55	Liqa Maal Arab: Session no. 99.
06:00	Tilawat & Dars-e-Malfoozat
06:30	Al-Tarteel: An English programme teaching the correct pronunciation of the Holy Quran.
06:55	Jalsa Salana Canada Address: Recorded on July 8, 2012.
08:05	International Jama'at News
08:35	Story Time: A children's programme featuring Islamic stories, teaching various aspects of religious and moral values.
09:00	Question And Answer Session: Recorded on March 15, 1998.
10:00	Indonesian Service
11:05	Friday Sermon: Recorded on May 2, 2014.
12:20	Tilawat: Recitation of the Holy Quran.
12:30	Al-Tarteel
13:00	Live Intikhab-e-Sukhan
14:00	Bangla Shomprochar
15:05	Rang-e-Bahar
16:00	Live Rah-e-Huda: A live interactive talk show answering questions about the beliefs of the Ahmadiyya Muslim Community, thus rectifying misconceptions.
17:30	Al-Tarteel
18:00	World News
18:30	Live Al-Hiwar-ul-Mubashir: Live Arabic discussion programme.
20:30	International Jama'at News
21:00	Rah-e-Huda
22:35	Story Time
22:55	Friday Sermon [R]

Sunday May 4, 2014

00:10	World News
00:30	Tilawat & Dars-e-Malfoozat
01:00	Al-Tarteel
01:25	Jalsa Salana Canada Address
02:35	Story Time
02:55	Friday Sermon: Recorded on May 2, 2014.
04:05	Rang-e-Bahar
04:55	Liqa Maal Arab: Session no. 100.
06:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
06:30	Yassarnal Quran
07:00	Gulshan-e-Waqfe Nau Khuddam & Atfal: Recorded on October 12, 2013 in Melbourne, Australia.
07:45	Faith Matters: A contemporary and informative English question and answer programme exploring various matters relating to faith and religion.
08:40	Question And Answer Session: Recorded on October 28, 1995.
10:00	Indonesian Service
11:05	Friday Sermon: Spanish translation of Friday sermon delivered on May 3, 2013.
12:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
12:30	Yassarnal Quran
13:00	Friday Sermon: Recorded on May 2, 2014.
14:05	Shotter Shondhane
15:00	Gulshan-e-Waqfe Nau Khuddam & Atfal
16:00	Press Point
17:05	Kids Time: A children's programme teaching various prayers, Hadith, general Islamic knowledge and arts and crafts.
17:35	Yassarnal Quran
18:00	World News
18:30	Gulshan-e-Waqfe Nau Khuddam & Atfal [R]
19:30	From Democracy To Extremism
20:30	Roots To Branches: A discussion programme about the history of Jama'at Ahmadiyya.
21:00	Press Point
22:05	Friday Sermon [R]
23:00	Question And Answer Session [R]

Monday May 5, 2014

00:00	World News
00:30	Tilawat: Recitation of the Holy Quran.
01:05	Yassarnal Quran
01:30	Gulshan-e-Waqfe Nau Khuddam & Atfal
02:15	Roots To Branches
02:40	Friday Sermon: Recorded on May 2, 2014.
03:50	Real Talk: A talk show series discussing social issues affecting today's youth.
04:55	Liqa Maal Arab: Session no. 101.
06:00	Tilawat: Recitation of the Holy Quran.
06:15	Al-Tarteel
06:45	Inauguration Crawley Masjid: An address delivered to locals and dignitaries by Huzoor at the inauguration of Noor Mosque, Crawley.
08:05	International Jama'at News
08:40	Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood
09:00	Rencontre Avec Les Francophones: Recorded on February 16, 1998.
10:05	Friday Sermon: Indonesian translation of Friday sermon delivered on February 14, 2014.
11:15	Jalsa Salana Qadian Speeches
12:00	Tilawat & Dars Seerat-un-Nabi
12:35	Al-Tarteel
13:05	Friday Sermon: Recorded on July 25, 2008.
14:00	Bangla Shomprochar
15:05	Jalsa Salana Qadian Speeches
15:55	Rah-e-Huda
17:25	Al-Tarteel
18:00	World News
18:20	Inauguration Crawley Masjid [R]
19:40	Real Talk: A talk show series discussing social issues affecting today's youth.
20:45	Rah-e-Huda
22:20	Friday Sermon [R]
23:15	Jalsa Salana Qadian Speeches

Tuesday May 6, 2014

00:00	World News
00:20	Tilawat & Dars Seerat-un-Nabi
00:55	Al-Tarteel
01:25	Inauguration Crawley Masjid
02:55	Kids Time
03:30	Friday Sermon: Recorded on July 25, 2008.
04:15	Quiz Khilafat Jubilee
04:55	Liqa Maal Arab: Session no. 102.
06:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
06:35	Yassarnal Quran
07:00	Gulshan-e-Waqfe Nau Khuddam & Atfal: Recorded on October 12, 2013 in Melbourne, Australia.
07:50	Guftugu
08:30	Australian Service
08:50	Question And Answer Session: Recorded on October 28, 1995.
10:05	Indonesian Service
11:05	Friday sermon: Sindhi translation of Friday sermon delivered on May 2, 2014.
12:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
12:45	Yassarnal Quran
13:00	Real Talk
14:00	Bangla Shrompochar
15:00	Spanish Service
15:30	Noor-e-Mustafwi
16:00	Press Point: An interactive programme discussing news stories around the world relating to Islam.
17:00	Aao Kahani Sunain
17:30	Yassarnal Quran
18:00	World News
18:20	Gulshan-e-Waqfe Nau Khuddam & Atfal [R]
19:00	Guftugu
19:35	Friday Sermon: Arabic translation of Friday sermon delivered on May 2, 2014.
20:35	Australian Service
21:00	From Democracy To Extremism
21:55	Guftugu
22:40	Question And Answer Session [R]

Wednesday May 7, 2014

00:00	World News
00:15	Tilawat & Dars-e-Hadith
00:50	Yassarnal Quran
01:20	Gulshan-e-Waqfe Nau Khuddam & Atfal
02:00	Seminar Al-Wasiyyat
02:45	Aao Kahani Sunain
03:00	Press Point
04:05	Australian Service
04:35	Noor-e-Mustafwi
04:55	Liqa Maal Arab: Session no. 103.
06:00	Tilawat & Dars
06:40	Al-Tarteel
07:10	Jalsa Salana UK Address: Recorded on September 7, 2012.
08:10	Real Talk
09:15	Question And Answer Session: Recorded on March 15, 1998.
10:25	Indonesian Service
11:25	Swahili Service
12:25	Tilawat: Recitation of the Holy Quran.
12:35	Al-Tarteel
13:05	Friday Sermon: Recorded on July 25, 2008.
14:00	Bengali Service
15:05	Deeni-O-Fiqahi Masail: A discussion programme on issues related to Islamic jurisprudence.
15:45	Kids Time
16:30	Faith Matters
17:30	Al-Tarteel
18:00	World News
18:20	Jalsa Salana UK Address [R]
19:30	Real Talk
20:35	Deeni-O-Fiqahi Masail
21:15	Kids Time
21:55	Friday Sermon [R]
22:45	Intikhab-e-Sukhan
23:20	Inter-school quiz

Thursday May 8, 2014

00:20	World News
00:40	Tilawat: Recitation of the Holy Quran.
00:55	Al-Tarteel
01:25	Jalsa Salana UK Address
02:30	Deeni-O-Fiqahi Masail
03:00	Inter-school quiz
04:00	Faith Matters
04:55	Liqa Maal Arab: Session no. 104.
06:00	Tilawat & Dars-ul-Hadith
06:30	Yassarnal Quran
07:00	Huzoor's Tour Of West Africa: Documenting Huzoor's visit to West Africa including Huzoor's first three days in Ghana.
08:00	From Democracy To Extremism
09:00	Tarjamatul Quran Class: Recorded on April 29, 1997.
10:00	Indonesian Service
11:05	Pushto Muzakarah
12:00	Tilawat & Dars-ul-Hadith
12:30	Yassarnal Quran
12:55	Beacon Of Truth
14:00	Friday Sermon: Bengali translation Friday sermon delivered on May 2, 2014.
15:05	Hazrat Masih Nasiri Ka Asal Pegham
15:30	Maseer-E-Shahindgan: A Persian programme.
16:30	Tarjamatul Quran Class [R]
17:35	Yassarnal Quran
18:00	World News
18:30	Huzoor's Tour Of West Africa [R]
19:30	Faith Matters
20:30	Hijrat
21:05	Tarjamatul Quran Class [R]
22:05	From Democracy To Extremism
23:00	Beacon of Truth

Please note MTA2 will be showing French & German service at 16:00 & 17:00 (GMT).

Translations for Huzoor's Programmes are available.
Prepared by the MTA Scheduling Department.

Al Fazl International Weekly, London

TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587

Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol 21 | Friday 25 April, 2014 | Issue No. 17

لجنہ اماء اللہ برطانیہ کی عہدیداروں کے دوروزہ ریفریشر کورس کی اختتامی تقریب میں

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خطاب

لجنہ اماء اللہ کی ممبرات اور بالخصوص عہدیداروں کو نہایت اہم نصائح

- ......جب آپ اِس ریفریشر کورس سے واپس اپنی مجالس میں جائیں تو جو کچھ معلومات آپ نے یہاں سے حاصل کی ہیں وہ آپ دوسری ممبرات تک پہنچائیں اور سب سے اہم پیغام جو آپ دوسروں تک پہنچائیں وہ یہ ہو کہ خدا تعالیٰ کی محبت دِلوں میں پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔
- ......حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا فرمان ہے کہ سچائی، دیانتداری، مخلوق سے شفقت یہ تینوں خُلق میری جماعت کے امتیازی نشان ہیں۔ اس لئے ہر جماعتی عہدیدار کو سچائی کا بہت اعلیٰ معیار پیش کرنا ہوگا۔
- ......جماعتی عہدیدار ہونے کی حیثیت سے آپ کو اپنے ماتحتوں اور جماعت کے دوسرے افراد کے ساتھ محبت، نرمی اور رحمدلی کے ساتھ پیش آنا چاہئے۔
- ......لجنہ کی عہدیداران جنہیں مختلف ذمہ داریاں سونپی گئی ہیں انہیں چاہئے کہ وہ انقلابی روحانی تبدیلیاں اپنے اندر پیدا کریں۔
- ......یہ بھی یاد رکھیں کہ صرف جماعت کے افراد کی تربیت کرنا ہی آپ کا فرض نہیں بلکہ حقیقت یہ ہے کہ ایک اور بہت عظیم ذمہ داری جو آپ پر ڈالی گئی ہے وہ تبلیغ ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ اسلام کی سچّی اور خوبصورت تعلیمات کو ساری دنیا میں پھیلائیں۔

19،18 جنوری 2014ء کو لجنہ اماء اللہ برطانیہ کے زیر اہتمام لجنہ کی عہدیداروں کے دوروزہ ریفریشر کورس کا انعقاد

(رپورٹ مرتّبہ: حامدہ سنوری فاروقی۔لندن)

لجنہ اماء اللہ برطانیہ کے زیر اہتمام لجنہ کی عہدیداروں کا دوروزہ ریفریشر کورس 18 اور 19 جنوری کو بیت الفتوح لندن میں بخیر وخوبی منعقد ہوا۔ اس ریفریشر کورس میں لجنہ برطانیہ کی کُل 103 مجالس میں سے ایک سو مجالس کی نمائندہ خواتین نے شرکت کی۔ اس ریفریشر کورس کے اختتامی اجلاس کو از راہ شفقت حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے رونق بخشی اور تمام عہدیداروں سے خطاب فرماتے ہوئے انہیں نہایت اہم نصائح سے نوازا۔ خطاب کے بعد ایک مختصر مجلس سوال و جواب میں حضورانور نے خواتین کے استفسارات کے جواب ارشاد فرمائے۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی سٹیج پر تشریف آوری کے بعد تلاوتِ قرآن کریم کے ساتھ ریفریشر کورس کے اختتامی اجلاس کا آغاز ہوا۔ جس کے بعد تمام حاضرات نے حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اقتداء میں لجنہ اماء اللہ کا عہد دہرایا۔ اسکے بعد جنرل سیکرٹری لجنہ اماء اللہ برطانیہ محترمہ طلعت ساقی صاحبہ نے ریفریشر کورس کی مختصر رپورٹ پیش کی جس میں بتایا کہ خدا تعالیٰ کے فضل سے لجنہ کا یہ ریفریشر کورس کامیابی کے ساتھ ختم ہورہا ہے۔ امسال لجنہ برطانیہ کی 103 مجالس میں سے ایک سو مجالس کی نمائندگان نے شرکت کی ہے۔ گزشتہ روز حاضری 850 تھی۔ آج کی حاضری 951 ہے۔ لجنہ اماء اللہ کی نمائندگان ملک بھر سے لمبے سفر کرکے شریک ہوئی ہیں، جن میں نارتھ مڈلینڈ، ویلز اور سکاٹ لینڈ شامل ہیں۔

جنرل سیکرٹری صاحبہ نے بتایا کہ ان دو دنوں میں مختلف شعبہ جات سے تعلق رکھنے والی عہدیداروں نے اپنے اپنے شعبہ کے بارہ میں مختلف ڈسکشن اور (Work-Shops) کے پروگراموں میں شامل ہوکر تفصیلی تعارف حاصل کیا۔ شعبہ جات کی مرکزی سیکرٹریز نے بھی ہدایات دیں۔ حضورِ انور کے لجنہ سے خطابات ''احمدی مسلم خواتین کی ذمہ داریاں'' جو کتابی صورت میں لجنہ اماء اللہ برطانیہ نے شائع کئے ہیں، اردو اور انگریزی میں بہنوں کے لئے مہیا کئے گئے۔ بہنوں کو توجہ دلائی گئی کہ وہ ان کو پڑھیں اور عمل پیرا ہوں۔ نیشنل صدر لجنہ اماء اللہ برطانیہ نے ہفتہ کے روز اپنی تقریر میں نمائندگان کی توجہ خواتین کی ذمہ داریوں کی طرف مبذول کروائی۔

جنرل سیکرٹری صاحبہ نے رپورٹ کے آخر میں بتایا کہ الحمدللہ اکتوبر سے اب تک کے تین ماہ میں لوکل مجالس میں لجنہ اماء اللہ نے مختلف شعبہ جات میں مرکز کی ہدایات کے مطابق کام شروع کردیا ہوا ہے۔

بعد ازاں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے انگریزی زبان میں خطاب فرمایا جس کا اردو میں مفہوم اپنی ذمہ داری پر پیش ہے۔

خطاب حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

تشہد، تعوذ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: خدا تعالیٰ کے فضل سے لجنہ کا یہ ریفریشر کورس کامیابی کے ساتھ ختم ہورہا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ آپ نے اِس سے بہت فائدہ اُٹھایا ہوگا اور بہت سی نئی چیزیں سیکھی ہوں گی۔ بعض بہت اہم اُمور جو ہر احمدی عورت اور مرد کو یاد رکھنے چاہئیں اور پوری طرح سمجھنے چاہئیں وہ جماعت احمدیہ کے قیام کے مقاصد ہیں۔ یہ وہ مقاصد ہیں جن کے لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مبعوث فرمایا تھا۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اس لئے بھیجا گیا تھا کہ وہ اعلیٰ اخلاق جو دنیا سے معدوم ہوگئے ہیں، جو خدا تعالیٰ کو پسند ہیں اور جو خدا تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سکھائے تھے، انہیں دوبارہ قائم کیا جائے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اسلام کی خالص اور پاکیزہ تعلیمات کو دوبارہ دنیا میں قائم کرنے کے لئے تشریف لائے تھے۔ اِسی وجہ سے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ آپؑ کو صادق کے طور پر بھیجا گیا ہے یعنی ایک سچّے اور دیانتدار مصلح کے طور پر جن کا مقصد ایک ایسی جماعت کا قیام تھا جو خدا تعالیٰ سے خالص محبت کرنے والی ہو۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: مَیں آپ کو یہ یاد دہانی کروانا چاہتا ہوں کہ جب آپ اِس ریفریشر کورس سے واپس اپنی مجالس میں جائیں تو جو کچھ معلومات آپ نے یہاں سے حاصل کی ہیں وہ آپ دوسری ممبرات تک پہنچائیں اور سب سے اہم پیغام جو آپ دوسروں تک پہنچائیں وہ یہ ہو کہ خدا تعالیٰ کی محبت دِلوں میں پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔ مگر یہ عظیم مقصد حاصل نہیں ہوسکتا جب تک آپ خود خدا تعالیٰ کے ساتھ ایک مخلصانہ اور سچا تعلق پیدا کرنے میں کامیاب نہ ہوں۔ جب آپ اللہ تعالیٰ سے سچّی محبت پیدا کرلیں تو صرف تب ہی آپ اپنے تمام کام خدا تعالیٰ کی رضا کے لئے کرنے والی ہوں گی۔ جب آپ خدا تعالیٰ سے حقیقی رنگ میں محبت پیدا کرلیں گی تو صرف اُسی صورت میں آپ دنیا کی محبت اور مادی چیزوں کی محبت کو دھتکار سکیں گی۔ جب آپ اس مقام پر پہنچ جائیں گی تو پھر اللہ تعالیٰ کی محبت ہر دوسری چیز پر غالب آجائے گی۔

حضرت مسیحِ پاک علیہ السلام نے یہ بھی فرمایا تھا کہ آپ کو خدا تعالیٰ نے اس لئے مامور فرمایا ہے کہ ایک نیک جماعت کا قیام ہو جس کے افراد نیک ہوں اُن کے دل

باقی صفحہ نمبر 11 پر ملاحظہ فرمائیں